

38۔ ظلمات کا دلوٹا

ابن صفحی

Page # 007

کیر و سین یمپ کی روشنی اس گھٹائوپ اندھیرے میں ایسی ہی لگ رہی تھی جیسے گھرے سیاہ بادلوں سے ڈھکے ہوئے آسمان میں کہیں کوئی نہ سا ادا س تارہ نظر آ جائے۔

ڈریزی اپنی نظر کو بھی اسی روشنی تک ہی محدود رکھنا چاہتی تھی۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ باہر پھیلے ہوئے اندھیرے کی طرف آنکھ بھی اٹھا سکتی ان لوگوں نے یہی بڑا کرم کیا تھا کہ اسے ایک چھوٹی سی چھوولداری دے دی تھی۔ اس پر مجبور نہیں کیا تھا کہ وہ بھی انہی خیموں میں سے ایک میں رات گزارے۔۔۔ جو بار برداروں یا خود ان کے لئے تھے۔

مگر ڈریزی سوچ رہی تھی کیا اسے نیندا آ سکے گی۔ اگر وحشت ناک خیالات ذہن سے جھٹک بھی دیئے جائیں تو یہ ساحل سے ٹکرانے والی لہروں کا شور اور وسری جانب جنگل سے آنے والی بھیانک آوازیں کب سونے دیں گی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ جس جزیرے میں فلم کی شوٹنگ ہونے والی ہے وہ اتنا ویریان اور ڈراؤنا ہو گا۔

Page # 008

سر شام ہی وہ ساحل پر اترے تھے اور ڈریزی نے ڈائریکٹر کے برتاؤ میں نمایاں فرق محسوس کیا تھا۔ بس اب یا معلوم ہوا تھا جیسے اس کی پوری شخصیت ہی بدل گئی ہو۔ یہاں پہنچنے سے قبل اس کے لجھے میں بڑی مٹھاس تھی۔ اور ڈریزی نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ یقینی طور پر کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور شریف آدمی ہے۔ پورٹ سعید میں اسی نے اس سے کاروباری گفتگو کی تھی اور اس فلم کے لئے معابرہ کیا تھا جس کی شوٹنگ ایک قریبی جزیرے میں ہونے والی تھی۔ یہ سب کچھ بس اتفاقیہ طور پر

ہوا تھا۔ ڈیزی ایک شام شہر کے ایک چھوٹے سے کینے میں چائے پینے کے لیے رک گئی تھی لیکن وہاں رکنااتفاق پرمنی نہیں تھا۔ ففتر سے واپسی پر عموماً وہ شام کی چائے وہیں پیا کرتی تھی۔

حسب معمول اس شام کو بھی وہ تہباختی شایدی ہی بھی کسی نے اس کے ساتھ کوئی مرد بھی دیکھا ہو۔ وہاں کے کسی گاہک نے بھی کبھی اس سے مل بیٹھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ جس کی وجہ نالبایہی ہو سکتی تھی کہ ڈیزی کارکرکھا جنس مخالف کے لیے بھی حوصلہ افزان نہیں رہا تھا۔ بڑی لکش اڑ کی تھی لیکن خدوخال میں تھوڑا اتیکھاپن بھی تھا۔ خاموش بیٹھی ہوتی تو ایسا لگتا جیسے اندری چیز وہاں کھاری ہو۔ جہاں کوئی بولا بس پھاڑی کھائے گی۔ یہ اور بات ہے کہ اس سے گفتگو کر تیوقت کبھی کسی نے لجھ میں تیز مزاجی کی بلکل تاہم بھی نہ محسوس کی ہو۔

لیکن اس شام جو کچھ بھی ہوا تھا اسے انہوں نی ہی کہنا چاہیے۔ اس نے کینے میں داخل ہو کر ایک خالی میز منتخب کی تھی اور منتظر تھی کہ وہاں کا اکملنا ویرا اس کی طرف بھی متوجہ ہو۔ لیکن اس سے پہلے ہی ایک اجنبی اس کی طرف بڑھا تھا۔ "ما دام! کیا آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں گی؟" اس نے کسی قدر جھوک کر انتہائی شریفانہ لجھ میں پوچھا تھا۔ اور وہ نروں ہو گئی تھی۔

لباس اور لجھ کی بنابر وہ ایک شاستر آدمی ہی معلوم ہو رہا تھا

Page # 009

"مجھ۔۔۔ جی۔۔۔ ہاں ایقیناً۔۔۔" وہ زبردستی مسکرا کر ہکلا آئی تھی۔

اس نے بیٹھنے سے پہلے بھی اجازت طلب اور پھر اپنا کارڈ اس کی طرف بڑھادیا۔

"اوہ" ڈیزی کی آنکھیں احتمانہ انداز میں پھیل گئی تھیں کیونکہ وہ تو مصر کا ایک مقبول ترین فلم ڈائرکٹر تھا اور وہ خود بھی اس کی بنائی ہوئی فلم بے حد پسند کرتی تھی۔

پھر کچھ دور کی گفتگو کے بعد وہ کھلا تھا۔

"میں آج کل ایک نئے فلم کی تیاری کر رہا ہوں ما دام۔۔۔ اور اس کے لیے مجھے نئے چہرے کی تلاش ہے۔ آپ کو اگر فلم سے دلچسپی ہے تو آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ میرے منتخب کردہ نئے چہرے ایک ہی فلم میں استار بن ہیں"۔

"مجھ۔۔۔ جی۔۔۔ ہاں میں جانتی ہوں"۔

"مجھے ایک ہیر وکن کی تلاش ہے"۔

"اوہ۔۔۔ تو پھر۔۔۔ میں کیا کر سکتی ہوں"۔ اس نے مضطربانہ انداز میں پوچھا تھا۔

"میں آپ کو کوئی دنوں سے دیکھ رہا ہوں۔ معاف کیجئے گا میرا خیال ہے کہ اس فلم کے لیئے آپ سے زیادہ ہوزوں ہیر وہن اور کوئی نہ مل سکے گی۔ ایک بار پھر معافی چاہتا ہوں اس جہالت کے لیئے۔۔۔"

ڈیزی کے لئے یہ ایک بڑا سنسنی خیز تجربہ تھا کیونکہ اس کی پسندیدہ ہر تین تقاضے فلم بنی ہی تھی اور عامہ لڑکیوں کی طرح وہ بھی اپنے ہیر وہن بننے کے امکانات سے متعلق ہوا تی قلعے بنایا کرتی تھی۔

بالآخر دوسرا دن وہ اسے اپنی ماں کے پاس لے گئی تھی اور بورڈی عورت نے ایک گراں قدر پیشکش کے عوض میں اپنی رضا مندی ظاہر کروئی تھی۔ معاملات طے ہو گئے

Page # 010

تحت لکن ڈیزی نے اسے راز ہی رکھا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ بات اس کی فرم کے استثنے میں بھر تک پہنچ جو اسے ہر قیمت پر فرم ہی میں دیکھنا چاہتا تھا۔ ڈیزی اس کی وجہ جانتی تھی لیکن استثنے خود اس وقت تک نہیں کھلا تھا۔

بہر حال ڈیزی نے معابدے پر دستخط کر دیئے اور ڈائریکٹر کے بیان کے مطابق ایک "قریبی جزویے" کے سفر کی تیاری کر رہی تھی۔ یہ اور بات ہے کہ سفر کا اختتام بارہ گھنٹے کے بعد جائے تین دن بعد ہوا ہو۔ راستے میں اسے یہی جواب ملا تھا کہ وہ ایک غلط راہ پر آ لکھے ہیں اور اب کافی گھما پھرا کے بعد وہ خانی کشتی جزویے تک پہنچ سکے گی۔ اسے یقین نہیں آیا تھا اور وہ وہ سووں میں جتنا ہو گئی تھی۔ پھر اسے یہ بات بھی بری طرح کھلکھلنے لگی تھی کہ بیس افراد کی پارٹی میں وہ تھا عورت ہے۔ کیا کہانی میں صرف ایک ہی عورت ہو گی۔ اس نے اس کے متعلق بھی استفسار کیا تھا جس کا اسے یہ جواب ملا کہ کچھ عملہ پہلے ہی جا چکا ہے جس میں چھ یا سات لڑکیاں بھی شامل ہیں۔

لیکن یہاں پہنچ کر اس پارٹی کے علاوہ دو دور تک اور کوئی نہیں دکھائی دیا تھا۔ وہ تو پہلے ہی سے الجھن میں جتنا تھی پھر ساحل پر پڑتے ہی وہ اس پارٹی کے بارے میں کیوں نہ پوچھتی جو کچھ دن پہلے یہاں آ چکی تھی۔

جواب میں ڈائریکٹر نے اسے بری طرح جھٹکی دی تھی کہ وہ سنائی میں آ گئی تھی۔ اس نے اس کے لجھے میں درندگی سے محسوس کی تھی۔ وہ اسے ایسا ہی خونخوار معلوم ہوا تھا کہ پھر وہ اس سے آنکھیں ملانے کی بھی ہمت نہ کر سکی تھی اور اب اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کہا چاہیے۔

ساحل کی طرف سے آنے والی تیز ہوا کیسیں چھولداری کو بری طرح چھنجھوڑ رہی تھیں۔ یہ پہنچ کا بھج گیا ہوتا اگر اس کی

ساخت معمولی قسم کی ہوتی۔ شاید وہ ڈیوریزیفٹی لیپ کے اصولوں پر تیار کیا گیا تھا۔ روشنی اتنی مدد ممکنی کے چھوڑ داری کی

محمد و فضا

Page # 011

کے لیے بھی ناقابل معلوم ہو رہی تھی۔

یک بیک ڈیزی نے قدموں کی آہنی اور سیدھا ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کا دل شدت سے وہڑک رہا تھا۔ پھر جیسے ہی کسی نے چھوڑ داری کا پروڈھٹیا وہ غیر ارادی طور پر اٹھ گئی۔

آنے والا سرے ہی پر رک گیا۔ یہ وہی ڈائریکٹر تھا جسے اس کے ساتھی مسٹر بن ہام کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ کشتی پر ڈیزی کو معلوم ہوا تھا کہ اس کا کوئی دوسرا نام بھی ہے ورنہ بھیت فلم ڈائریکٹر وہ اسے یوسف گیل کام سے جانتی تھی۔ وہ کسی سحر زدہ کی طرح اس کے چہرے پر نظر جما رہی۔ اس وقت وہ کتنا ڈرنا لگ رہا تھا۔۔۔ ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے ڈیزی نے اسے پہلی بار دیکھا ہو۔

یہی چہرہ اس نے پورٹ سعید میں بھی بارہا دیکھا تھا لیکن وہاں اس پر کتنی زندگی محسوس ہوتی تھی۔ اس نے اکثر سوچا تھا کہ وہ بد صورت ضرور ہے لیکن کتنا پر نور دل رکھتا ہے سینے میں۔ جس کی جھلکیاں آنکھوں ہی میں دیکھی جا سکتی ہیں مگر اب وہ آنکھیں کتنی بھیاں کم معلوم ہو رہی تھیں۔ موٹی سی بھدری ناک۔۔۔ ننگ پیٹھانی۔۔۔ بھاری جڑے اور باکیں نتھنے کے جوڑ میں ایک بڑا سا بھرا ہوا تھا۔۔۔ کتنا خوفناک چہرہ تھا وہ کانپ گئی۔

"کیا تم ڈر رہی ہو؟" بن ہام نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

ڈیزی کچھ نہ بولی۔ وہ مردی طرح ہاتپ رہی تھی۔

"ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔" وہ مسکر لیا۔ "یہ ایڈی ڈپٹر بھی تمہیں زندگی بھریا درہے گا۔"

"وہ دوسری لڑکیاں کہاں ہیں؟" ڈیزی کی زبان سے بدقست نکل سکا۔

"دوسری لڑکیاں اے" بن ہام آگے گئے پڑھتا ہوا بولا۔ "کیا دوسری لڑکیوں کی موجودگی

Page # 012

تمہارا خوف دور کر دے گی؟"

ڈیزی پھر کچھ نہ بولی۔ بھلا اس سوال کا جواب کیا ہوتا۔ بن ہام نے کینوس کے چھوٹے سے نولڈنگ اسٹول پر بیٹھنے

ہوئے کہا۔ "تمہارے متعلق میر اقبال تھا کہ تم ایڈ و پچر پسند کرتی ہو۔۔۔ بیٹھ جا!"
اس نے رہ کے بستر کی طرف اشارہ کیا۔

ڈیزی بدنستور کھڑی رہی۔

وہ تہام نے غصیلی آواز میں کہا۔ "بیٹھ جا۔۔۔ کیا تم نے سنا نہیں؟"

ڈیزی کی چپ چاپ بیٹھ گئی۔ تیز ہوا چھولداری کو بدنستور جھنجھوڑے جا رہی تھی۔ اور جنگل کی جانب سے ڈرانے آوازوں کا سلسہ۔ اب بھی جاری تھا۔

"کیا تمہیں اپنا باپ کیسپر یاد ہے؟" تہام نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"کیوں؟" ڈیزی چونک پڑی۔ "آپ انہیں کیا جانیں۔۔۔ وہ تو دس سال ہوئے۔۔۔"

"ہاں میں جانتا ہوں کہ اس کی موت کو دس سال کا عرصہ گزرا۔ میں نے پوچھا تھا کیا وہ تمہیں یاد ہے؟"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ ان کا تذکرہ کیوں نکلا ہے آپ نے۔۔۔ پہلے تو کبھی۔۔۔"

"اڑکی اصرف میرے سوالات کے جواب دو۔" تہام نے اسے جملہ پورانہ کرنے دیا۔

یک بیک ڈیزی نے بھی جھنجھلابت محسوس کی۔۔۔ وہ ہوج رہی تھی کہ آخر وہ اس قسم کے ہیکے سوالات کیوں کر رہا ہے۔

"میں اپنے باپ کا تذکرہ نہیں کرتی اور نہ ان کے سلسلے میں کسی سوال کا

Page # 013

جواب دے سکتی ہوں۔۔۔ آخر یہ تذکرہ ہی کیوں؟"

"یہی تاذکہ تم اپنے باپ کا تذکرہ کیوں پسند نہیں کرتی۔"

"آپ کو میرے نجی معاملات سے سروکار نہیں ہوا چاہیے۔"

"امق نہ ہو۔" تہام نے آنکھیں نکالی۔ "یہ جزیرہ عام جہازی راستوں سے بہت دور ہے۔۔۔ لہذا تمہیں اس کی توقع بھی ماہولی چاہیے کہ کبھی تمہاری آواز تافون تک پہنچ سکے گی۔"

"آخر ان سب باتوں کا مطلب کیا ہے۔۔۔ مسر گمیل۔۔۔؟"

"بن ہام کہو۔۔۔ کیا تم نے میرے ساتھیوں کے زبانی میر لام نہیں سنا۔"

"تو آپ کا نام یوسف گمیں نہیں ہے؟"
"نہیں۔"

"تو پھر۔۔۔ تو پھر۔۔۔؟ ذیزی کی سانسیں پھر تیز ہو گئیں۔

"تو پھر یہ کہ ہم یہاں کسی فلم شونگ کے سلسلے میں نہیں آئے۔ پارٹی میں بیس آدمی شامل ہیں اور ان میں صرف تم ہی عورت ہو۔"

ذیزی کا سر چکر آگیا۔

کیروں میں یہ پ کی روشنی پہلے سے بھی زیادہ مدد معلوم ہونے لگی۔ تیز ہوا نہیں چھولداری کو جیسے اکھازی دینے پر عمل گئی تھیں اور جنگل سے آنے والی مہیب آوازیں کانوں سے قریب تر ہوتی محسوس ہونے لگی تھیں۔

"پھر یہ سب کیا تھا؟" وہ ہماری ای اندرا میں چیخنے لیکن اپنی آواز سے

Page # 014

کسی اندھے کنوئیں کی بازگشت ہی معلوم ہوتی تھی۔

"آوازاو پنجی نہ ہونے دو۔۔۔ دماغ نہ خنثدار کھو۔ حقیقت معلوم ہو جانے کے باوجود بھی تمہیں ہر اس نہ ہوں چاہیے۔" بن ہام نے پر سکون لجھے میں کہا۔

"میں پا گل ہوں جاوں گی۔۔۔ یہ کیا بکواس ہے؟"

"اچھی بات ہے۔۔۔ فی الحال میں تمہیں تباہ چھوڑ دینا ہی بہتر تجھتا ہوں۔ لیکن اتنا ضرور سن لو کہ جزیرہ۔۔۔
ظلمات کے جزیروں میں سے ایک ہے۔ اب تم اپنے باپ کے متعلق پوری تفصیل کے ساتھ سوچ سکو گی۔" وہ انھا اور چھولداری سے باہر نکل گیا۔

ذیزی کی آنکھیں پھیلی ہوتی تھیں۔

Page # 015

صفدر کو اس کے علاوہ کسی بات کی فکر نہیں تھی کہ ڈنگو کا کیا حشر ہوا؟ کیا مویکانے اسے مارڈا لاہو گا، ویسے وہ تو اب بھی

تصریحیں ہی میں مقیم تھی اور ڈنگو کا قمار خانہ بدستور چل رہا تھا لیکن صدر کو وہاں ان آدمیوں میں سے ایک بھی نہ دکھائی دیا جنہوں نے ڈنگو اور موئیا کی معرکہ آرائیوں کے دوران سر و هر کی بازیاں لگائی تھیں۔

رات کے نوبجے تھے۔ صدر قمار خانے ہی کی ایک میز پر عمران کا انتظار کر رہا تھا۔ پچھلے تین دنوں سے وہ سیل رہے تھے۔ صدر اب بھی اسی ہوٹل میں مقیم تھا اور آج بھی اسے علم نہیں تھا کہ عمران کا قیام کہاں ہے؟ اس کی معلومات کے مطابق جولیا اور چوہاں واپس جا چکے تھے لیکن ان کی واپسی کی وجہ بھی عمران سے معلوم نہیں ہو سکی تھی۔

جز از خلماں کے سفر کا بھی اس کے لیے انہیں کاملاً عاث بنا رہا تھا۔-----

Page # 016

خود عمران کا خیال تھا کہ اس سلسلے میں بڑے دشواریاں پیش آئیں گی۔ ایکس ٹو کے مقامی ایجنٹوں نے تو صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ سفر کے انتظامات کا ذمہ نہیں لے سکتے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ جزو اڑام جہازی راستوں سے اگر تھلک واقع تھے۔ بہر حال صدر کی دانست میں تو یہ سفر ناممکن ہی سا ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر کیا عمران پیچھے ہٹ جائے گا؟ یہ سوال کئی بار اس کے ذہن میں ابھر اتھا اور اس وقت بھی وہ اسی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ سو انو بجے عمران اپنی تمام ترقیاتوں سمیت دروازے میں نظر آیا۔ لیکن جسم پر ایسا بالا س نہیں تھا کہ اس کی طرف خونخواہ نظریں اٹھتیں۔ آج کل وہ اس سلسلے میں کافی احتیاط بردار رہا تھا۔ ایسی حرکت نہیں کرتا تھا کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ البتہ اگر معمولی حالات میں چہرے پر حماقت بھی نظر نہ آئے تو پھر وہ عمران ہی کیسا۔

آہستہ آہستہ چلتے ہو اور صدر کی میز تک آیا اور اس طرح سر جھکا کر بینو گیا جیسے اپنے کسی عزیز کو فون کر کے آیا ہو۔ "کیوں۔۔۔ خیریت۔۔۔ کیا بات ہے؟" صدر زبردستی مسکرا لیا۔

"ام۔۔۔ ام۔۔۔ کچھ نہیں" عمران نے ٹھنڈی سافی می اور پھر بولا۔ "میں سوچ رہا ہوں کہ مرغ کی دم کو آبشار کیوں نہیں کہتے؟"

"اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ یہاں ہمارے مقبرے کس نمونے کے بنیں گے؟"

"پرواہ مت کرو۔ میں ڈریں اسکے تیار کر رہا ہوں" عمران نے باہمیں آنکھ دبائی۔

"ہم کب تک اس طرح جھک مارتے رہیں گے؟"

"جب تک کہ جھک خود میں ہی مارنے پر آمادہ نہ ہو جائے۔"
"تو اس سلسلے میں کسی قسم کی گفتگو بھی نہ کی جائے؟" صدر نے غصیلی آواز میں کہا۔

Page # 017

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک ویر نے چاندی کی طشتہ ری میں ایک لفافہ پیش کیا اور وہ قدم پیچھے بٹ کر مودبنا نہ کھڑا ہو گیا۔

عمران لفافہ چاک کر کے خط تکال رہا تھا۔ صدر کی اچھتی سی نظر خط کی تحریر پر پڑی لیکن وہ نفس مضمون سے آگاہ نہ ہوا۔ کہا۔
لبستہ اتنا انداز ہ تو ہو گیا کہ وہ سطروں میں وہ کسی قسم کا پیغام ہی ہو سکتا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ چلو" اور لفافہ کو توڑ مروڑ کر جیب میں ٹھوٹتا ہوا اٹھا۔ صدر کو بھی ساتھ آنے کا اشارہ کر کے ویر کے پیچھے چل پڑا۔

کچھ دیر بعد وہ قصر جیل کے رہائش حصے کے ایک کمرے میں تھے۔ ویر انہیں وہاں پہنچا کر جا چکا تھا۔
"ڈنگلو کا کیا بنا؟" صدر نے آہستہ سے پوچھا۔

"بھلا اس بیچارے کا کیا بن سکتا ہے۔ وہ چارائج بھی بڑا ہوتا تو میں اسے نسب تحصیلدار بنوادیتا۔"
"نہیں میں اس کے بارے میں سنجدگی سے سوچ رہا ہوں"۔

"سوچ جائیکن مو زیکا کی موجودگی میں بلند آواز میں نہ سوچتا ورنہ ہو سکتا ہے تمہیں اپنی تاریخ پیدائش یا داؤ جائے۔"
پھر صدر کے کچھ کہنے سے قبل ہی مو زیکا کمرے میں داخل ہوئی اور وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ سچم شیخ ہونے کے باوجود بھی وہ بڑی دلکش تھی اور اس وقت تو۔۔۔ خصوصیت سے اس کے حسن میں اضافہ ہو گیا تھا کیونکہ پہلے کبھی صدر نے اسے اتنے اچھے مودت میں نہیں دیکھا تھا۔ آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی اور ہونوں کے گوشے اس انداز میں کاپ رہے تھے جیسے وہ بُنسی روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اور وہ عمران ہی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

Page # 018

"کیوں شیطان کے استاد اسکے لفڑی میں ہو؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"تم نے مجھے پہچاننے میں خلطی کی ہے۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کبھی کسی عورت کو بھی شاگرد بنایا ہو۔ ویسے کیا تم فورا ہی کام کی باتیں نہیں شروع کر سکتیں؟"

"ہاں---آس---کام کی باتیں اے وہ سامنے والے صونے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "یہاں کا کوئی جہاز راں اس سفر کے لیے آمادہ نہیں ہوا کہا۔"

"پھر کیا ہو گا؟"

"اب ایک آخر گھر دیکھنا ہے اگر اس میں بھی ناکامی ہوئی تو پھر کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔"

"کیا کہا کچھ بھی نہ ہو سکے گا؟"

"کیا ہو سکے گا؟" موینا کانے لا پروائی سے شانوں کو جذبہ دی۔

"انتقام کی آگ ٹھنڈی پڑیں" عمران نے طنزیہ لجھے میں کہا۔

"تم غلط سمجھے۔ وہ اب پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے بھڑک آئی ہے۔"

"ویکھو"! عمران ہاتھاٹھا کر بولا۔ "میں ابھی تک اسی بنابر رکارہا کہ تم نے سفر کے انتظامات کا فمد لیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھتی ہوں۔ لیکن دوسری صورت میں تم کیا کرتے؟

"یہ مت پوچھو۔" میں سطح سمندر پر بھی تین سو میل فی ٹھنڈی کی رفتار سے دوڑ سکتا ہوں۔"

"شش---اس مسئلے میں تمہارا لکل بے س نظر آگے" موینا بہر اسامنہ بنا کر بولی۔

"کسی آخری گھر کی بات کر رہی تھی تم۔؟"

"ہاں---آس---تمہیں اس وقت بلانے کا مقصد یہی تھا کہ اس پر بھی غور کیا جائے۔ اس سلسلے میں جس آدمی سے سابقہ پڑے گا وہ بہت چالاک ہے شاید ڈگلو سے بھی

۔ زیادہ۔ لیکن وہ گمانی میں زندگی بس کر رہا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس کی کمی مال بردار و خانی کشتیاں اس کے لیے غیر تاثنوںی طور پر بھی کماتی ہیں۔"

"اچھا تو پھر؟"

"پھر کیا؟" میں دیکھوں گی کہ تم کس طرح اسے آمادہ کرتے ہو؟"

"سوال یہ ہے کہ تم اس سے کہیں گے کہا؟" صدر بولا۔ "اصل مقصد تو ظاہر کرنے سے رہے۔"

"اوہ اشاند تم نے بھری قزوں کے دفینوں کا تذکرہ بھی کیا تھا؟" عمران نے موینا سے پوچھا۔

"ہاں---آس۔۔۔ مشہور بھی ہے کہ ان جزوں میں وینے بھی ہیں اخود میرے باپ ہو پی نے بھی بنا لہرائی متعدد کے تحت سفر کیا تھا اور مجھے علم ہے کہ وہ کس جزویے کے ساحل پر پڑا تھا۔۔۔

"انجام کیا ہوا تھا اس سفر کا؟ صدر نے پوچھا۔

"آئندھا آدمیوں کی پارٹی میں سے صرف ہو پی ہی زندہ واپس آ سکا تھا لیکن اس نے مجھے تفصیل کبھی نہیں بتائی۔ بھی کہتا رہا کہ وہ اس مقام تک پہنچ ہی نہیں۔ کا جہاں وہیوں کے ملنے کا امکان تھا۔۔۔"

عمران جیوگم کا پیکٹ چھاڑ رہا تھا اور اس کی آنکھیں سوق میں ڈوبی ہوئی تھیں وہیا اس نے کہا "مگر تمہیں یقین ہے کہ وہ بونا ہی کی تلاش میں گیا ہو گا؟"

"مجھے یقین ہے۔۔۔"

"آخر کس بنا پر اس نے یہ خطرہ ہوں لیا ہو گا؟"

"وہ بھی انتقام کی آگ میں بھن رہا تھا۔۔۔"

"اوہو! کیا بونا نے براہ راست اسے کوئی تکلیف پہنچائی تھی؟"

Page # 020

"اس نے اس کے دو جوان بھائیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور بالآخر اس کی موت کا باعث بھی بنا ہے ہو پی اتنا چھپھور انہیں تھا کہ وہ ان کا نقدات کا سودا کسی حکومت سے کر لیتا۔ وہ اپنے بھن بھائیوں کے قابل کفر و خت نہیں کر سکتا تھا یہ توں کی بکواس تھی کہ وہ ہر ڈی قیمت لگانے والی کسی پارٹی کی تلاش میں تھا۔۔۔"

عمران پھر کسی سوق میں پڑا گیا۔ سوال صدر کے ذہن میں بھی کلبalar ہے تھے۔

"یہاں ان لوگوں میں سے ایک بھی نہیں دکھائی دیتا جنہوں نے تمہارے خلاف بونا کا ساتھ دیا تھا۔۔۔ صدر آخر پوچھے ہی بیٹھا۔

"وہ سب میرے قید میں ہیں"۔ مویکا مسکرائی۔ "اس جھگڑے کا علم صرف انہیں کو تھا جنہوں نے اس میں حصہ لیا تھا۔ دوسرا کچھ بھی نہیں جانتے الہد انہیں راستے سے ہٹا ہی پڑا لیکن وہ بھی نہیں جانتے کہ ڈنگو کا کیا حشر ہوا کیونکہ ڈنگو نے آخری مرک تباہی سر انجام دینے کی کوشش کی تھی۔ اور اب۔۔۔"

مویکا خاموش ہو کر پھر مسکرائی اور بولی "اب دوسروں کو یہ باور کر لیا گیا ہے ڈنگو چھ ماہ کے لیئے جاپان گیا ہے۔۔۔ اکثر وہ

جاپان کا سفر کرتا رہتا تھا۔

"کیا مج تم نے اسے مار دیا؟"

"انقلاما کسی کو مارڈا النا حماقت کی معراج کھلاتا ہے۔ اسے تو اس طرح زندہ رکھنا چاہیے کہ وہ ہوت کو زندگی پر ترجیح دینے لگے۔ ترجیح ترجیح کر کے کہ مجھے مارڈا لو۔"

وफتحا عمران نے صدر کو گھوکر کر دیکھا۔ شاید وہ اسے اس موضوع پر مزید لفظوں سے باز رکھنا چاہتا تھا۔ صدر نے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔

"عملے کی بات کرو" عمران نے کچھ دیر بعد موئیکا سے کہا۔

"یہاں سے ہم ساتھ جائیں گے۔ تم دونوں باہر چل جب تمہیں کوئی نیکسی

مل جائے گی تب ہی میری گاڑی حرکت کرے گی تم دونوں چپ چاپ پہنچے چلے آنا۔

"ٹھیک ہے۔ "عمران سر ہلا کر بولا "تم نے یہ نہیں بتایا کہ اس آدمی سے مدد حاصل کرنے کے سلسلے میں کس قسم کی دشواریاں پیش آئیں گے۔"

"وہ بچھے پہچانتا ہے۔ تبھی سب سے بڑی دشواری ہے۔"

"تو پھر ہم یہ دشواری اپنے ساتھ کیوں لے جائیں۔" عمران نے کہا اور موینا مسکرائی۔

"تہا جا کر دیکھو۔ تم عمارت میں داخل بھی نہ ہو سکو گے۔ وہ ایسے آدمیوں سے ملتا ہی نہیں جنہیں پہچانتا ہے۔"

"اور تمہیں چونکہ پہچانتا ہے اس لئے کوئی مدونہ کر سکے گا۔ میں اسی کی وجہ جاننا چاہتا ہوں۔"

11

میں نہیں سمجھتا۔

وہ ڈگنو سے فترت کرنا ہے۔ ظاہر ہے میں اس کی فترت سے کیسے بچ سکتی؟؟؟

"لیکن وہ تم سے مل سکتا ہے۔ صرف تم سے ہی نہیں بلکہ اگر تمہارے ساتھ کچھ اچبی بھی ہوں تو بھی کوئی مضاائقہ نہیں۔"

"میر اخیال ہے ایسا ہو سکے گا۔ تم دونوں میرے ساتھ اندر رجاسکو گے۔"

"اگر تم اسے یقین والا سکو کہ ڈنگو سے تمہارا جھگڑا ہو گیا ہے؟
تو کیا صورت ہو گی؟"

"وہ بھی یقین نہیں کرے گا۔ میں سمجھنے کا کہ میں کسی قسم کا فراڈ کرنا چاہتی ہوں"
"پھر اس کا خیال ہی ترک کر دینا چاہیے۔" عمران اسے نشو لئے وائی انٹروں سے دیکھتا ہوا بولا

Page # 022

"اسی لئے تمہیں ماتھلے جا رہی ہوں کہ شائد تم کوئی راہ نکال سکو۔"

"اگر مجھ کو اسے اچھی طرح سمجھنے کا موقع مل جائے تو یہاں ممکن بھی نہیں ہے۔ ویسے میری کھوپڑی قابل اعتاد نہیں۔ ابھی شریفوں کی طرح گفتگو کر رہا ہوں نہیں کہہ سکتا کہ کتوں کی طرح بھونکنے لگوں۔"

"میں اس کی ایک خاص کمزوری سے تمہیں آگاہ کر رہی ہوں۔ سوچو کہ تم اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ اس کا ایک پارٹر اس کے لئے درود بن کر رہا گیا ہے۔ وہ اس سے پیچھا چھپڑانا چاہتا ہے لیکن اس پر اس کی گرفت مضبوط ہے۔ دراصل وہ اس کے بعض بہت ہی حاضر قسم کے رازوں سے واقف ہو گیا ہے جن کی بنا پر اسے دنباپڑتا ہے۔"

"دونوں کے نام بتا۔"

"جسکے پاس ہم چل رہے ہیں وہ گاسکر کہلاتا ہے اور پارٹر کا نام ہے بن ہام ہے۔ بن ہام، بہت چالاک آدمی ہے گاسکر کی طرح گمنام آدمی بھی نہیں ہے۔ دونوں کا اشتراک سرمائے اور محنت کا اشتراک کہا جاسکتا ہے یعنی سرمایہ گاسکر کا ہے اور محنت بن ہام کی۔ لیکن شائد بن ہام پورے بزرگ پر تابض ہونے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ میں چیز گاسکر کو کھلکھلتی ہے اور وہ ہر قیمت پر اس کا خاتمہ کر دینا چاہتا ہے۔"

"اوہ تو بن ہام بھی اس سے واقف ہی ہو گا۔ ظاہر جب تم جانتی ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ اگر وہ نہ جانتا ہوتا تو کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔"

"ہوں۔۔۔۔۔ لیکن تمہاری دانست میں اس کی اس کمزوری سے کیسے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔"

"اب یہ بھی میں ہی بتاں۔"

"ضرور بتا کیونکہ وقت بہت کم ہے میں زیادہ دن یہاں نہیں ٹھہرنا چاہتا۔ اگر خود ہی

Page # 023

کوئی راہ نکالنے بیٹھوں گا تو اس کے لئے ان دونوں کو قریب سے دیکھنا پڑے گا۔ جانتی ہو کسی کو قریب سے دیکھنا کتنا مشکل ہے۔۔۔۔۔ کتنے دونوں بعد تمہیں قریب سے دیکھ رہا ہوں۔"

موینکا اپنی آنکھوں میں نشیلا پن پیدا کر کے مسکراتی اور عمران اردو میں بڑا بڑا لیا۔۔۔۔۔

"یا والد صاحب عرف لا جان۔"

"کیا۔۔۔۔۔؟" موینکا چونک پڑا۔

"کچھ نہیں۔ میں ذرا اپنے ساتھی سے مشورہ طلب کر رہا تھا۔ ہم آپس میں پوری زبان ہی استعمال کرتے ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"پوری زبان۔" موینکا نے حیرت سے دہرا۔

"ہاں اہماری طرف مائیں عموماً گوگی ہوتی ہیں۔ اس لئے پوری زبان ہی چلتی ہے۔"

"نہیں۔ مجھے وہ سوچ ہوتی ہیا یہی زبان سن کر جسے میں سمجھنہ سکوں لہذا امیری موجودگی میں اختیا طہرتو۔ خیر اٹھوں میں گا۔ سکر سے ضرور ملنا چاہیے۔"

عمران نے پھر صدر کی طرف دیکھا۔ شاندروہ اسے خاموش ہی دیکھنا چاہتا تھا۔

"ستو ہم یہاں سے ساتھ نہیں جائیں گے۔" موینکا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں باہر جا کر ایک نیکیں لو۔"

صدر نے دروازے کی طرف مرتے ہوئے پر اسامنہ بنایا تھا۔

باہر آ کر اس نے کہا۔ "ہمارے ساتھ جانے میں کیا برائی تھی؟"

"ہوشیار رہتا۔" عمران بولا۔ "شاندروہ پھر کسی الجھن میں پڑنے والے ہیں۔"

"کیوں۔۔۔۔۔ کیوں؟"

"پرواہ مت کرو۔۔۔۔۔ نیکیں دیکھو!"

صدر آ گئے بڑھ گیا۔ قصرِ جیل کے چھانک کے قریب ایک نیکیں مل گئی

"اسی گاڑی کے پیچھے چلو۔" عمران نے ڈرائیور سے کہا۔

بیوک کی رفتار نہیں تھی اس لئے تیکسی بھی اسی مناسبت سے ریگتی رہی۔

پچھو دیر بعد صدر نے کہا۔ "اب ہم یقیناً کوئی بڑی ٹلٹی کریں گے میری وانت میں تو مویکا قابلِ اعتماد نہیں۔ عمران پکھنہ بولا۔ صدر نے اپنی بات جاری رکھی "اس وقت کی بے سرو پا سکیم میری بھجنیں آئی۔"

"اس لئے صبر کرو۔۔۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔ یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم گھنڈروں کی بستی میں سفر کر رہے ہوں۔"

چاروں طرف شکریہ عمارتیں نظر آ رہی تھیں اور تیکسی ایسے راستے پر چل رہی تھی جسے سڑک تو کسی بھی طرح نہیں کہا جا سکتا تھا۔

گاڑی کے ہیڈ لیپ پر ہنماں کر رہے تھوڑنہ یہاں روشنی کہا۔ وغطا ایک جگہ مویکا کی گاڑی کی رفتار بھی کم ہو گئی تھی۔ انداز رکنے ہی کا ساتھا۔

وہ دونوں تیکسی سے اتر آئے اور عمران نے کرایہ او اکرتے ہوئے ڈرائیور سے کہا "اگر تم اس طرف دیواروں کے پیچے سکو تو ہماری واپسی کے منتظر ہنا اپسی کا سفر تمہارے لئے فائدہ مند ثابت ہو گا۔"

نہیں جناب! ڈرائیور کا لمحہ اچھا نہیں تھا۔ صدر نے اس وقت اس کی آنکھوں میں شہبے کی جھلکیاں دیکھی تھیں جب وہ گاڑی کے اندر روشنی کر کے سکوں کا

Page # 025

کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کیا دشواری ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"بس جناب!" ڈرائیور کے لمحہ کی تیکم نہیں ہوئی تھی۔ "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اونہ آہیں گتو میں اس پر تیار ہی نہ ہوتا۔"

"آخر کیوں دوست؟" عمران نے آہستہ سے پوچھا لیکن اس کی آواز انجمن کے شور میں دب کر رہ گئی۔ ڈرائیور گاڑی بیک کر رہا تھا۔

"جہنم میں جا۔" عمران نے بڑی اکرشانوں کو جہش دی۔

گاڑی دوسری طرف مڑ کر آگے بڑھ گئی۔ اور پھر صدر نے دیکھا کہ موینکا اپنی گاڑی سے اتر کر ان کی طرف بڑھ رہی ہے۔

چاندنی رات تھی اور آس پاس بکھرے ہوئے کھنڈروں کا سکوت بڑا پر اسرا رگ رہا تھا۔
"چلو! تم لوگ رک کیوں گئے۔" موینکا قریب آ کر بولی "کچھ دور پیدل بھی چنان پڑے گا۔ آگے راستہ ایسا نہیں ہے کہ گاڑی گزر سکے۔"

"کاسگر کسی جہاد میں لا کام تو نہیں ہے؟" عمران نے الوں کی طرح دیدے مٹکائے۔
"اوہ۔۔۔ یہ بستی۔۔۔ بستی دراصل آگے ہے۔۔۔ ہاہا! تم سمجھئے شائد وہ ان کھنڈروں میں رہتا ہے۔"
"چلو!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

صدر اسی انداز میں کھنکھار اتھا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہوا لیکن عمران نے اس کا ہاتھ دبا دیا۔
موینکا آگے تھی اور یہ دونوں اس کے پیچھے چل رہے تھے۔

page # 026

رات خلک تھی مگر ایسی بھی نہیں کہ عمران سردی کھائے ہوئے بیچ کی طرح کانپیلے۔ اس کے خلق سے ایسی ہی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے وہ دانت پر دانت جمائے رکھے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیوں کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" موینکا نے چلتے چلتے رک کر کہا۔

"س۔۔۔ سردی۔۔۔ مگر رہی ہے۔" عمران نے کانپتے ہوئے جواب دیا۔

"سردی؟" موینکا کے لبجھ میں حیرت تھی "سردی کہاں ہے۔۔۔ اوہ۔۔۔"

"اس نے قہقہہ لگایا پھر بولی "شائد تم ڈر رہے ہو۔"

"ہو۔۔۔ ہو۔۔۔ ہو پ!"

"اگر ان کھنڈروں سے ڈر رہے ہو تو پھر تمہارا قلمات میں کیا حال ہو گا؟"

"وہاں۔۔۔ سک۔۔۔ سک۔۔۔ سردی تو نہیں ہوتی۔" عمران نے دانت کلکتائے۔

"اوہ! چلو۔" موینکا نے اس کا شانہ کپڑا کر آگے بڑھا لیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ ایک بستی میں داخل ہوئے۔ بے ڈھنگی وضع کے چھوٹے بڑے مکامات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

موینا نے غلط نہیں کہا تھا کہ گاڑی بستی میں داخل ہو سکے گی۔ اس وقت وہ ایک تنگ سی گلی سے گذر رہے تھے اور موینا کا مارچ روشن کر رہی تھی وہ صرف اپنے قدموں کی آوازیں سن رہے تھے وہاں تو قبرستان کا ساکوت طاری تھا۔ پکھو دیر بعد موینا ایک عمارت کے سامنے رک گئی لیکن اب وہ گلی سے نکل آئے تھے یہاں دور ویہ مکانوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔

موئیکا نے دروازے پر دستک دی اور یک بیک وہ تینوں تیز قسم کی روشنی میں نہا گئے۔ صدر نے بوکھلا کر اوپر دیکھا اور اس کی آنکھیں چند سیاہی گلکیں۔ کافی قوت والی سرچ لائٹ سے سابقہ پر اتنا۔

page # 027

موینا کا آگئے تھی عمران نے صدر کو دھکا دیا۔ اور وہ باول مأ خواستہ آگے بڑھا۔ راہداری میں داخل ہو کر ہی اندازہ ہو چکا کہ وہاں گھر اندر میراثیں تھا وہ بہر حال ایک دوسرے پر نظر رکھ سکتے تھے۔ کچھ دور چل کر موینا کا بلا کیس جانب مڑ گئی۔ سامنے ہی دروازہ ناظر آپا جس کی جھریلوں سے تیز قسم کی روشنی پھوٹ رہی تھی۔

"خوش آمدید ہے پی کی بیٹی۔" دروازے کی پشت سے پھر وہی آواز آئی جس نے باہر اس کا استقبال کیا تھا لیکن اس مارضدر نے لمحے میں بڑی سختی محسوس کی تھی۔

دروازہ کھلا اور انہیں ایک عجیب سی شکل دکھائی دی۔ پہلی نظر میں بھی اندازہ کرنا دشوار تھا کہ وہ کوئی عورت ہے یا مرد۔ لباس مردانہ۔ ہاتھوں میں چمگدار کڑے۔ سر کے بال اس حد تک ضرور بڑے تھے کہ پیچھے سے کسی عورت ہی کا دھوکا ہوتا۔ عمر چالیس سے کم نہ رہی ہو گئی لیکن چہرہ اپنے اسے عجیب، مختلف بنانے کا پیش کرتا تھا۔ کیونکہ وہ واڑی اور موچھوں سے بکسر محروم تھا۔ سر سے روئیدگی ہی نہیں ہوتی تھی۔ ہونٹ پتلے اور دہانہ غیر مناسب حد تک بڑا تھا آنکھیں کسی خونخوار بھیزے کا تصور پیش کرتی تھیں۔ بہر حال وہ چہرہ ہفتاد کیفیات کا حامل تھا

"اوه۔" وہ کریبوں کی جانب ہاتھ گھما کر سانپ کی طرح پھٹکا رہا۔

صفدر اور عمران نے موینا کی تقلید کی اور جب وہ بیٹھ چکتا تو اس نے موینا سے پوچھا کہ میں تمہارے دوستوں کو کس زبان میں مخاطب کروں؟"

"یوگوسلاویہ کے باشندے ہیں لیکن انگلش جانتے ہیں۔" "موینا نے کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہو گا کیونکہ شیطان نے آدم کو سب سے پہلے انگلش ہی سکھائی تھی۔" گاسکرنے کہا پھر عمران نے پوچھا "کیا تم دونوں مسلح ہو؟"

صفدر نے جھر جھری سی لی کیونکہ اسے یہ سوال موینا ہی سے کرنا چاہیئے تھا۔

برادر اس سے پوچھنے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ موینا نے انہیں ڈھونکا دیا ہے۔ اس نے موینا کی طرف دیکھا جس کے چہرے سے بے تعلقی ظاہر ہو رہی تھی۔ اس کی بھنویں تن گنگیں۔

دوسری طرف عمران کے چہرے پر ایسے آثار تھے جیسے اس کا دم ہی انکلا جا رہا ہے۔ اس نے ابھی تک گاسکر کے سوال کا جواب بھی نہیں دیا تھا۔

"کیا تم بہرے ہو؟" یک بیک گاسکر غریا۔ اور اس کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ خوبی معلوم ہو نے لگیں۔

"یہ سوال تمہیں اس سے کرنا چاہیئے جس کے ساتھ تم آئے ہیں۔" صدر نے بھی جھلانے ہوئے لجھے میں کہا۔

"وہ تمہارے متعلق کچھ بھی نہیں جانتی۔" گاسکر کا جواب تھا اور اس جواب نے صدر کو یقین دلا دیا کہ موینا ہی انہیں کسی جال میں پھنسانے والی ہے۔

کم از کم صدر تو غیر مسلح ہی تھا۔ عمران کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کس پوزیشن میں ہو گا۔

"لیڈی موینا!" گاسکرنے آئتے سے کہا۔ "ان کی جامد تلاشی لو

اب صدر کو اس کے ہاتھ میں ریو اور بھی نظر آیا۔ جس سے اس نے دونوں کو کوکر کھا تھا۔

"کھڑے ہو جا!" موینا نے سرد لجھے میں کہا۔

"یہ شرافت ہے تمہاری۔" صدر غصے سے پا گل ہوا جا رہا تھا۔

مویکا نے جواب دینے کے بجائے سختی سے ہونٹ بھیجنی لئے وہ ان کی جسمیں ٹنول رہی تھی۔ عمران نے تو اب کامپا بھی شروع کر دیا تھا۔ فتح وہ دانت کلکماتا ہوا بولا۔ "خدا کے لئے حرم کرو۔۔۔۔۔ وہ جیوگم کا پیکٹ ہے۔"

"عمران صاحب ہوش میں آئیے۔" صدر غرایا۔ زبان اردو تھی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ مویکا اس کی جسمیں ٹنول کرہت گئی تھی۔ صدر سوچ رہا تھا کہ اب وہ اس طرح ان سے بوناوالے کاغذات مصوٰل کرنا چاہتی ہے۔

"آ"! یک بیک گاسکر نے بلند آواز میں کسی کو مخاطب کیا اور وہ سرے ہی لئے چھ آدمی مختلف دروازوں سے داخل ہوئے۔

"انجیں مارو۔" گاسکر نے صدر اور عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"اے۔۔۔۔۔ زیادہ زور سے نہ مارا۔" عمران گھٹھیا لیا۔ "میرے والدین بہت غریب ہیں۔ اگر کچھ لوٹ پھوٹ بھی ہو گئی تو دوبارہ میری مرمت نہ کر سکیں گے۔"

صدر ان سے پٹنے کے لئے پیٹر ابدل رہا تھا لیکن مویکا کی بُسی کی آواز اس کے کافیوں تک پہنچ گئی تھی۔ اس نے جھلان کر بولا۔ "تم لوگ اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو۔"

اس پر گاسکر بھی بُس پڑا تھا اور صدر کا دل چاہرہ تھا کہ سب سے پہلے اپنی ہی بوئیاں ہی نوچ ڈالے آخ عمران جیسا گھاک آدمی یہاں کیسے آپھنسا۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ تصریح میں سے نکلنے کے بعد اس نے کسی نئی الجھن میں پھنس جانے کا اندیشہ ظاہر کیا تھا پھر

Page # 030

اس کے باوجود وہ آپھنسا۔

وہ لوگ اس کی طرف بڑھ رہے تھے کہ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اے دیکھو میرے ساتھی کو معاف کرو۔ ابھی حال ہی میں اس کے باپ کی شادی ہوئی ہے۔ بہت جا دوست تم اگر بہت جا ورنہ تمہارے نوجوان باپ کا دل توٹ جائے گا۔"

گاسکر نے مویکا کی طرف دیکھا۔ انہا از استفہا میری تھا۔

صدر جھلا بہت میں بتلا تھا۔ اس نے بھی کہا۔ "اچھی بات ہے اگر یہ لوگ اس پر آ ماوہ ہوں تو مجھے کوئی بھی اعتراض

بھی نہ ہوگا۔ جب تم مرچکو گئے تو اس کے بعد سوچوں گا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"بھجہ دار لڑکے ہو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اب تم دیکھو گے کہ نوجوان باپ فیجنے کے ڈیسیر میں کیسے تبدیل ہو سکتا ہے۔"

صفدر جانتا تھا کہ عمران سے اس اندازے کی غلطی شاہزادی ہوتی ہیو، یقیناً ان چھ آدمیوں پر بھاری رہے گا۔ مگر یہ ضروری نہیں تھا کہ اس عمارت میں صرف چھ آدمی ہوتے۔

وہ چپ چاپ کرے کے ایک گوشے میں کھکھ گیا۔ اسے یہ بھی تو دیکھنا تھا کہ اس مخزہ پن کا ان لوگوں پر کیا رد عمل ہوتا ہے۔

"چلو یہی کہی" اس نے گاسکر کی آواز سنی اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔

وہ اس سے خود مخاطب تھا۔ "تم وہی ٹھرو۔ لیکن اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرو گے۔ ریوالوں میں پورے راندھو جو دیں"! پھر وہ سب یک بیک عمران پر ٹوٹ پڑے۔ کمرہ اتنا کشاوہ تھا کہ عمران اپنے کمالات کا مظاہرہ کر سکتا تھا۔ اس کے خلق سے ڈری ڈری آوازیں نکل رہی تھیں لیکن حمل آوروں کے ہوش بھی ٹھکانے آتے جا رہے تھے۔

Page # 031

دو منٹ کے اندر رہی اندر تین آدمی بیکار ہر کرہ گئے وہ اس وقت ایسے ہی بے تک ہاتھ مار رہا تھا۔ جوز دیں آتا کنپتی سہا اتنا ہوا ڈیسیر ہو جاتا۔ گاسکر متینگر اندر زمیں پکیں جچپا تا رہا تھا اور مویکا بالکل اسی طرح مسکرا رہی تھی جیسے کھیل اسے پسند آیا ہو۔

لڑتے لڑتے ایک بار عمران نے گاسکر کے دابنے ہاتھ پر جھپٹا مارا اور ریوالوں اس طرح اچھل کر صدر کی جانب گیا جیسے اس کے پر گل گئے ہوں۔ صدر نے اسے ہاتھوں ہی پر روکا۔

"کھیل ختم" اور انہیں کو رکھتا ہوا اوہاڑا۔

"نہیں۔ چلنے دو" عمران کہہ رہا تھا۔ یہ بیچارے بھی بہت دنوں سے ۔۔۔ گہری نیند ۔۔۔ کو۔۔۔ ترس رہے ہیں"۔ گاسکر اور مویکا اتم اپنی جگہ سے ہلنے کی ہمت نہ کرنا۔ صدر رڑیگر پر انگلی رکھتا ہوا بولا۔ لیکن اس نے گاسکر اور مویکا دونوں ہی کے انداز میں لاپرواںی محسوس کی۔ اب تو گاسکر بھی مسکرا رہا تھا۔

اتھی دیر میں چوتھا بھی گرا۔ بقیہ انسان اب اس طرح کترار ہے تھے جیسے اپنا بھی وہی حشر دیکھنا پسند نہ کرتے ہوں۔

وغلام مونیکا بولی۔ "تم خوانخواہ اپنا وقت بردا کر رہے ہو گا سکر۔۔۔"

"ہوں ।" وہ دونوں ہی دونوں میں کچھ بڑا لیا۔ پھر ہاتھ اٹھا کر گوئی آواز میں بولا۔ "ٹھہر جا! ٹورا منٹ ہوتا ہو گیا۔۔۔"

"ابھی تو سبھی فائل ہی چل رہا ہے ڈنیر" ای عمران کی آواز ہی۔ "اب اگر چاہو تو مجھ پر فائز بھی کر سکتے ہو۔۔۔" نہیں انہیں ٹھیک ہے بس کرو۔ تم یقیناً کام کے آدمی ہو مجھے لیدی مونیکا

Page # 032

کے بیان پر یقین نہیں آیا تھا۔ یہ سب کچھ قطعی دوستانہ فضائیں ہو اے ہے۔"

"بکواس بند کرو۔" صدر نے ریوالور کو جنبش دے کر کہا۔ "میں اتنا حق بھی نہ سمجھو۔۔۔ عمران صاحب۔۔۔ جلدی کیجئے۔"

"ٹھیک اسی وقت دونوں کی گرفت میں آگئیں اور اس کے سر ایک دمرے سے اس طرح نکلائے کر کرے کی محدودی فضا گونج کر رہ گئی۔ اس گونج میں ان دونوں کی جنیں بھی شامل تھیں۔ اور نکرا کی آواز بھی سب آخ رہ بھی گوشت کے بے جان لکھزوں کی طرح فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

عمران نے دونوں ہاتھ جھاڑے اور جیب سے جیوگم کا پیکٹ نکالتا ہو بولا۔ "اگر یہاں صرف چھی سختوں مجھے تم سے ہدروی ہے گا سکر۔"

لیکن گا سکر اس کی بات اڑا کر مونیکا سے بولا۔ "یقیناً میرے یہ چھا آدمی ساتھ پر بھاری تھے۔۔۔ لیکن۔۔۔" وہ حاموش ہو کر عمران کو گھورنے لگا۔

"کیا ان میں سے کوئی مر بھی گیا ہے۔" اس نے پوچھا۔

اگر لیدی مونیکا پر نظر پڑگئی ہوگی تو ضرور مر گیا ہو گا۔ عمران نے احتفاظہ انداز میں کہا "کیونکہ یہ بالکل بندوق کی طرح مسکراتی ہے اور تو پ کی طرح پیک پیک کر چلتی ہے۔"

"اب تم میرا مشکل کیوں اڑا رہے ہو؟" مونیکا غصیلی آواز میں بولی۔

عمران اس کی بات کا جواب دیئے بغیر صدر کی طرف مڑ کر بولا۔ "ریوالور واپس کر دو کیونکہ وہ خالی ہے۔" "تم کیا جانو۔" گا سکر نے بوکھلانے ہوئے لجھے میں پوچھا۔

"وزن پیارے۔۔۔ نصف بہتر اور نصف بدتر" عمران مسکرایا۔ "مختلف میکرز کے وزن کا اندازہ ہے مجھے"۔

Page # 033

صفر نے ریوالور کے ٹائمبرز چیک کیئے۔ ایک بھی کارتوس نہ دکھائی دیا پھر وہ گاسکر سے بولا۔ "کچھ بھی ہو۔ میں تم دونوں کو زندہ نہ چھوڑوں گا"۔

"اڑے جانے دو" عمران ہاتھ بلا کر بولا۔ "لیڈی موینکا کی کھوپڑی کا الوا بھی عالم ارواح کی طرف پر واز کرنے کے موڑ میں نہیں ہے۔۔۔ اب ہمیں واپس چلانا چاہیے"۔

"حق نہ ہو" موینکا نے کہا۔ "بیٹھا جا۔ گاسکر تھہار امتحان لیتا چاہتا تھا۔ میں پہلے ہی اس سے معاملات طے کر چکی ہوں۔ میں نے تمہارے متعلق اسے جو کچھ بتایا تھا اس پر اسے یقین نہیں آیا تھا۔۔۔ اب ہم کچھ کام کی باتیں کریں گے۔۔۔ بن ہام کے بارے میں بہت کچھ پہلے ہی بتا چکی ہوں"۔

صفر نے متینہ اندر میں پیکیں جھپکا نہیں۔

گاسکر اپنے آدمیوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھا کر عمران سے پوچھا۔ "یہ مرتو نہ جائیں گے؟"

"اگر آئندہ ایسی حرکت کریں گے تو ضرور مر جائیں گے۔ فی الحال اس کا کوئی امکان نہیں"۔

"آ۔۔۔ تو چلیں۔۔۔ کسی دوسرے کمرے میں بیٹھیں گے۔۔۔ انداز اکتنی دیر بعد انہیں ہوش آئے گا"۔

"حالات پر مختصر ہے اگر فرش پر کھلی ہوں گے تو یہ بھی ہوش میں آ جاتے ہیں نہیں تو صبح تک چین سے سوئیں گے۔" وہ دوسرے کمرے کمرے میں آئے جو سجا چھوٹا اور کسی حد تک آ راستہ بھی تھا۔ موینکا نے جلد ہی معاملے کی بات شروع کر دی۔

"بن ہام کل اسی جزیرے کا سفر کرنے والا ہے جہاں ہم جانے والے ہیں

Page # 034

"جز اڑکی بات کر رہی ہو یا کسی مخصوص جزیرے کی؟" عمران نے پوچھا۔

"میں اس کے چھرے پر تھکن کے آثار بھی نہیں دیکھتا"۔ گاسکر بول پڑا۔ وہ عمران کو ایسی ہی نظر وہ سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی بخوبی ہو۔

"پلیز" ا عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میرے پاس وقت کم ہے غیر متعلق باتیں نہ چھیڑو" میں اسی مخصوص جزیرے کا تذکرہ کر رہی ہوں جہاں سے ہو پی بے شیل و مرام واپس آیا تھا۔ اس کی سب سے اوپرے پہاڑ کی چوٹی کی گمراہی کے پھیلے ہوئے منہ سے مشابہ ہے اور وہ اسی مناسبت سے کروکوڈائل آئی لینڈ کہلاتا ہے۔

"بن ہام وہاں کیوں جا رہا ہے؟" ا عمران نے پوچھا۔

مویکا نے گاسکر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب تم ہی بتا۔"

"میں جانتا ہوں کہ بن ہام کو فلم سازی سے بھی دلچسپی نہیں رہی لیکن وہ یک بیک فلم پروڈیوسر بن بیٹھا ہے۔ اس سلسلے میں ہر بات انہوں نے معلوم ہوتی ہے۔ فلم بنانا۔۔۔ وہ بھی کہاں۔۔۔ ٹلمات میں؟۔۔۔ جہاں کے تصور سے بھی روشنگئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

"اچھا تو پھر؟"

"اس کے ساتھ جانے والوں میں کئی میرے لیے اجنبی ہیں۔ صرف کشتنی کا اسٹر و کر رہی میرے آدمیوں میں سے ہو گا۔ بقیہ ائمہ وہ خود رہی بھرتی کرے گا۔ یعنی کشتنی کے عملے میں سے صرف اسٹر و کر پر لا ہو گا۔ ماتحت سب نئے ہوں گے۔ اس چال کا مقصد سمجھے یا نہیں؟"

"وہ بھی ہاتھ لگے سمجھاتے چلو۔ وقت کم ہے۔"

"اسے ڈر ہے اگر پورا ائمہ ایسا ہوا جس پر میری بھی گرفت ہو تو وہ جزیرے ہی میں رہ جائے گا اور کشتنی واپس آجائے گی۔ البتہ تباہ اسٹر و کر کی واپسی ممکن نہیں۔"

Page # 035

"ٹھیک ہے" ا عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر کو جبڑش دی۔

"اسے بیس آدمی بھرتی کرنے ہیں۔ سولہ ہو چکے ہیں لیکن ابھی چار نہیں ملے۔"

"میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ بھی مل جائیں" ا عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

"سنو ا مٹھکہ خیز باتیں نہ کرو۔ گاسکر جھنچھلا گیا۔" جس آدمی کے زریعے وہ بھرتی کر رہا ہے اس پر میرا بھی کچھ اثر ہے۔ اگر میں چاہوں تو وہ تم لوگوں کو ان آدمیوں میں کھپا سکتا ہے۔"

"ہم صرف تین ہیں" ا عمران نے کہا۔

"لیڈی مونیکا بھی جانا چاہتی ہیں۔" گاسکر بولا۔

"لیکن واپسی پر یہ کسی چیز یا گھر میں نظر آئیں گی۔"

"بکواس مت کرو۔" مونیکا بولی۔ "اگر میں نہ گئی تو تم بھی نہ جا سکو گے۔"

"کیا بن ہام تمہیں نہیں پہچانتا؟" عمران نے پوچھا۔

"پہچانتا ہے۔"

"پھر کیا وہ تمہیں لے جانا پسند کرے گا؟"

"اوہ۔۔۔ ابھی تم کل ہی تو کہہ رہے تھے کہ میرا ساتھی میک اپ کا ماہر ہے۔" مونیکا نے صدر سے کہا۔

"میک اپ! عمران نے حیرت سے کہا۔" سوال تو یہ ہے کہ وہ کسی عورت کو لے کے جانا پسند بھی کرے گا یا نہیں؟"

"ٹھیک ہے لیڈی مونیکا،" گاسکر بولا۔ "اب اسے صرف بار بردایی کے مزدوروں کی ضرورت ہے۔"

مونیکا کچھ نہ بولی۔

عمران تھوڑی دیر تک حاموش رہ کر بولا۔ "اچھی بات ہے مونیکا۔ میں

Page # 036

تمہیں مزدور بنا دوں گا مگر تمہیں اپنے بال کتوانے پر ہیں گے۔"

"نکرمت کرو۔ یہ بھی ہو جائے گا۔"

"اوہ۔ لیڈی مونیکا تم آخر کیوں جانا چاہتی ہو وہاں؟" گاسکر بولا۔

"میں تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ میرے باپ کے قتل کا اس جزیرے سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔"

"خیر مجھے اس بحث سے کیا سروکار" گاسکر بڑا لیا پھر عمران کو گھوٹا ہوا بولا۔ "مگر میں اس پر آمادہ کیوں ہوا ہوں بھلا مجھے اس سے کیا لچکی ہو سکتی ہے کہ مونیکا کے باپ کا قتل اس جزیرے سے جاتا ہے۔"

"اس سوال کا جواب بھی خود ہی دے ڈالو۔ ظاہر ہے کہ میں اس قسم کی ارجمندیک میں بالکل کچھ ہوں۔"

"میں بن ہام کی واپسی نہیں چاہتا۔" گاسکر نے سرد لمحے میں کہا۔ "تمہیں اسے ہر حال میں قتل کر دینا ہو گا۔"

"اوہ اباً نہیں ہاتھ کا کھیل ہے۔" عمران چکنی بجا کر بولا۔

"بس میں اتنا ہی چاہتا ہوں۔ میں اسٹر و کر کو سمجھا دوں گا جب تک تم اسے روکنا چاہو رکار ہے گا۔ اور تمہیں واپس لے

کریں آئے گا"۔

وہ سب خاموش ہو گئے۔

ہر ایک کچھ نہ پکھ سوچ رہا تھا۔

لیکن صدر اس کے علاوہ اور کیا سوچتا کہ اس وقت حالات نے مویکا کی اسکیم چوپٹ کر دی تھی لہذا ب وہ کوئی دوسرا جال بچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ سرف سوچتا ہی رہا کچھ نہ بولا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اب وہ بونا والے کیس سے بری طرح بیزار ہو گیا تھا۔ اس کی کچھ سمجھی میں نہیں آتا تھا

Page # 037

کہ اس کا اختتام کب اور کہاں ہو گا۔

"ہاں تو تمہیں یقین نہیں ہے کہ بن ہام فلم کی شونگ ہی کے لیئے وہاں جا رہا ہے؟" اس نے گاسکر سے پوچھا۔
"مجھے یقین نہیں ہے۔"

"پھر کیا خیال ہے تمہارا؟"

"خزانے کا چکر"۔ گاسکر نے بر اسمند بنا کر کہا۔ "فلمات کے جزا اس لیئے خصوصیت سے مشہور ہیں ورنہ ان میں اور کیا رکھا ہے اور میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ تم لوگ بھی اسی چکر میں جا رہے ہو۔"

"اڑے واہ" ا عمران نے بھویڈ اساقہہ لگایا۔ "یہ تو سمجھ گیا۔"

"اچھی بات ہے"۔ گاسکر اٹھتا ہوا بولا۔ "اب تم لوگ جاکل شام تک وہ روانہ ہو جائے گا"۔

Page # 038

ڈیزی کو بڑی مشکل سے نیند آئی تھی۔ بار بار اوٹھتی اور چونک پڑتی۔ ایسے محسوس ہوتا جیسے کوئی جنگلی درندہ جھپٹ پڑا ہو۔ کبھی محسوس ہوتا جیسے کشتی ڈوب رہی ہو۔ کبھی بن ہام کا خوفناک چہرہ جھٹتا ہوا محسوس ہوتا۔

مگر پھر وہ جیجنی کے ساتھ جاگی تھی ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی گاگھونٹ رہا ہو۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور تب ہی اسے احساس ہوا کہ وہ خواب نہیں تھا بلکہ حقیقتاً کسی کے ہاتھ اس کی گردن پر تھے۔

ایک جیج پھر فضا میں بلند ہوئی۔

"کون ہے؟ کیا ہے؟" کسی نے باہر سے جیج کر کہا۔ اور معلوم ہاتھاں کی گردن پر سے بٹ گئے۔ چپولداری میں اندر ہمراحتا لیکن اسے اندازہ ہو گیا کہ

Page # 039

گردن دبانے والا باہر نکل گیا ہے۔ وہ پھر چینخے لگی۔

"کیا ہے؟ کیا بات ہے؟" کسی نے چپولداری کا پردہ جھنجھوڑا اور پھر وہ مارچ کی روشنی میں نہا گئی۔ آنے والا ہم تھا۔ ڈیزی بری طرح ہانپر رہی تھی اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ معلوم ہاتھا بھی اس کا گاہکوٹ رہے ہوں۔

"کیا ہے۔ کیا ہوا ہے؟" چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں شاید دوسرے بھی جاگ گئے تھے۔

"خاموش ہو۔" ہنا ہام نے اندر سے کہا اور ڈیزی کو گھوڑتا ہوا بولا۔ "کیا بات تھی؟"

"لگ۔۔۔ کوئی میرا گاہکوٹ رہا تھا۔" وہ گردن مسلتی ہوئی بدقت بولی۔

"اوہ۔ تم نے خواب دیکھا ہو گا۔"

"نہیں۔۔۔ خواب نہیں" اس نے کہا پھر یہ بیک اچھل پڑا اور ہذیاری انداز میں چینخے لگی۔ "میرا لاکٹ،۔۔۔ میرا لاکٹ۔۔۔"

بن اہم اسے غور سے دیکھ رہا تھا اور اس کے ہونٹ تھیچپے ہوئے تھے۔ روشنی کا درجہ اب بھی ڈیزی ہی پر تھا۔

"میرا لاکٹ مسٹر ہام۔" وہ میرا لاکٹ لے گیا ہے۔ ڈیزی نے کسی طرح ان ہشریاں قسم کی چیزوں پر تابو پا کر کہا۔

"کون لے گیا ہے؟"

"میں کیا جانوں مجھے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی گاہکوٹ رہا۔ لیکن وہ لاکٹ ہی لے گیا ہے۔"

اس نے گردن پر ہاتھ پھیر کر سکیاں لیں اور انگلیوں میں ہیچپا بٹ سی محسوس کی۔

"اوہ۔ اخون" اہن ہام بولا کیونکہ ڈیزی کا ہاتھا بھی روشنی میں تھا اور وہ بھی بر اسمانہ بنائے ہوئے خون آ لود انگلیوں کو دیکھ رہی تھی۔

Page # 040

بن ہام آگے بڑھا۔ ذیزی کی گردن پر ایک لمبی سی خراش تھی جس سے خون رس رہا تھا۔ "کیا دیکھ رہے ہو؟" ذیزی سکی۔ "میرا لاکٹ مجھے دے دو مخدار کے لیئے ورنہ وہ تم سب پر تباہی لائے گا۔"

"مجھ سے مانگ رہی ہو لاکٹ۔ میں کیا جانوں۔ مگر یہ کیا بھلا کوئی لاکٹ ہم پر کیسے تباہی لاسکتا ہے؟" بن ہام نے کہا اور پھر خاموش ہر کرشاید بہر کی آوازیں سننے لگا۔

"جاتم سب خیموں میں جا۔" اس نے گوئیلی آواز میں کہا اور پھر وہاں سنا چھا گیا۔ صرف قدموں کی آوازیں فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔

بن ہام پھر لڑکی کی طرف ہزا اور جیب سے دیا سلاٹی کی ڈیا نکال کر اس کے سامنے پھینکتا ہوا بولا۔ "یہ پروشن کر دو۔" تم نے اسے بھجا یا ہی کیوں تھا؟"

"میں نے نہیں بھجا یا تھا، بھجا ہی نہیں سکتی۔ اتنے مضبوط دل والی نہیں ہوں کہ اتنے ڈرانے ماحول میں چرانٹ بھجا کر سوتی۔" ذیزی نے کہا اور اکڑوں پینچ کر یہ پروشن کرنے لگی۔ ساتھ ہی وہ بڑا بھی جا رہی تھی۔ "میرا لاکٹ مجھے واپس ملنا چاہیے ورنہ میں خود کشی کر لوں گی۔ آخر تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ لاکٹ تمہارے ہی پاس ہے۔"

"شاید تم پاگل ہو گئی ہو۔ میں کوئی ایسا بے ڈھنکا طریقہ کیوں اختیار کرتا۔"

"یا خدا کیا میں پاگلوں میں آپھسی ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے سرخام لیا وہ یہ پروشن کر چکی تھی۔ "اوہ ردیکھو۔ ہام کو غصہ آ گیا۔" "تم کیا اوٹ پٹا نگ بک رہی ہو؟"

"مجھے یہاں کیوں لائے۔ کیوں لائے ہو۔"

"میری بات کا جواب دو۔ آخر تم کس بنا پر کہہ رہی ہو کہ لاکٹ میرے ہی پاس ہو گا۔"

Page # 041

"تم نے جزو ارثملات اور میرے باپ کا حوالہ کیوں دیا تھا؟"

"آہ۔ تو کیا وہ لاکٹ اسی سلسلے کی کوئی کڑی تھی۔" ہام کا الجھ متغیر نہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہی پر اشتیاق بھی تھا۔ ذیزی جواب دینے کے بعد چھوٹ چھوٹ کر رونے لگی۔ ہام کسی سوچ میں پر گیا۔ انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے لڑکی کے رونے کی زرہ بہر بھی پرواہ ہو۔

"اوہ سمجھا۔۔۔ وہ تھوڑی دیر بعد بڑا لیا۔ "وہو کا"۔

پھر حقیقی سے ہوت بحث پیش لیئے۔ شاید غصہ دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

ہرے خیمے میں وہ سب آکھتا تھے اور بن ہام ایک ایک کواس طرح گھور رہا تھا جیسے کچھی چیز کچھی چاہا جائے گا۔

" بتا اوہ کامی بھیڑ کون ہے جس نے لڑکی کے گلے سے لاکٹ اٹا راتھا"۔ بن ہام گرجا۔ مگر اسے کوئی جواب نہ ملا۔ پھر یک بیک اس نے ایک آدمی کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"مورن! تم جواب دو"۔

یہ گھٹھیلے جسم کا ایک وجہہ آدمی تھا۔ قد میں ہام سے کچھی کم رہا ہو گا۔ آنکھوں سے مکاری مترش تھی۔۔۔

"پنچھیں کن ہواں میں اڑ رہے ہو۔۔۔ ہام"۔ اس نے قیڑا نہ لجھے میں کہا۔ "کیسا لاکٹ؟" "لڑکی کے بارے میں کس نے معلومات فراہم کی تھیں؟" ہام کا لچھن تھا۔

Page # 042

"میں نے"۔ مورن نے جواب دیا۔

"لیکن کوئی بات چھپائی تھی"۔

"امق نہ ہنو!"

"اوہ ایجادت" اب ہام آنکھیں نکال کر بولا۔ "کیا تم مجھے نہیں جانتے"۔

"بن ہام اپھر کہوں گا۔ حمق نہ ہو۔ تم اس پارٹی میں ایک غیر ضروری اور غیر اہم شخصیت ہو"۔ مورن نے کہا۔ بن ہام نے قہقهہ لگایا اور بولا۔ "ضرور تمہارا دماغ چل گیا ہے"۔

"تم خود کو پارٹی کا لید رجھتے ہو ہام حالانکہ یہ بکواس ہے"۔

"کیا مطلب؟"

"اگر ان لوگوں میں سے کوئی بھی تمہارا حکم ماننے پر تیار ہو جائے تو مجھے قتل کراؤ"۔

بن ہام نے پکیں جھپکائیں۔ اس قسم کے چیزیں کسی مضبوطی ہی کی بنا پر کیے جاتے ہیں اسے سوچنا پڑا۔
مورن بڑی لارپ وائی سیا سے دیکھ رہا تھا۔ پتیر و مکس لیپ کی روشنی میں بقیہ لوگوں کے وحشت زد چہرے عجیب سے مگر ہے تھے۔

مورن ہام کو خاموش دیکھ کر بولا۔ "سن تو تمہیں لیڈر بنانے بغیر ہم کشتنے نہ حاصل کر سکتے۔ کیا سمجھے؟"
"تو لاکٹ تمہارے ہی پاس ہے؟"

"میں نہیں جانتا کہ تم کس لاکٹ کی بات کر رہے ہو۔"

"اڑکی سورجی تھی کسی نے اس کے گلے سے زبردستی اس کا لاکٹ سکھیا لیا۔ اس کے گردن پر بڑی سی خراش ہے۔"

"یہ تجویز یک تنی اجتماعی تھی کہ اسے الگ چھولداری میں رکھا جائے" مورن تضمیک آمیز

Page # 043

انداز میں مسکرایا۔

"وہ خوفزدہ تھی"۔ بن ہام نے کہا پھر یہ بیک دانت پیس کر بولا۔ "اوہ کیا بکواس ہے میں تو چمچ اسی انداز میں گفتگو کر رہا ہوں جیسے تم ہی لیڈر ہو۔"

"حکم دے کر دیکھو کسی کو" مورن نے قہقهہ لگایا اور ڈریزی آگے بڑھ کر بولی۔

"اگر لاکٹ تمہارے پاس ہے تو مجھے واپس کر دو۔ ورنہ وہ تم پر بتاہی لائے گا۔"

"بکواس بند کرو" مورن نے ہاتھ بڑا کر کہا۔ پھر ہام سے بولا۔ "یہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی میں نہیں چاہتا تھا کہ ہمارے درمیان کسی قسم کا جھگڑا ہو۔ مگر اب تمہیں ایک قیدی کی حیثیت سے رہنا پڑے گا۔ نہیں جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش نہ کرو۔"

"اے ٹھہر و ا" دفعتاً ایک لمبا تر ٹھکا جبشی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ سننے اور سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔
"سنا۔۔۔ اوہ انگلی اٹھا کر بولا۔"

"ہاں اوہ کسی پرندے کی آواز تھی" مورن بولا۔ "تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"نہیں یہ کسی پرندے کی آواز نہیں تھی۔ میں جنگلوں کا کیڑا ہوں"۔

"پھر تم اسے کیا سمجھتے ہو؟"

"بہت قریب سے ہماری گمراہی کی جا رہی ہے اور یہ آواز ۔۔۔ یہ کسی کے لیے کسی قسم کا پیغام تھا"۔
یک بیک ہام نے مورن پر چھلانگ لگائی اور وہاں اچھا خاصا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ پھر چار آدمیوں کے علاوہ، بھی ان پر
جھک پڑے۔ ان چاروں میں یہ جبشی بھی شامل تھا۔ ایک طرف ڈیزی کھڑی کانپ رہی تھی۔ پھر وہ بھی کھسک کر انہی
کے قریب آگئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے، یہ کیا پاگل پن ہے۔ کیا یہ اسے مارڈا لیں گے؟" اس نے

Page # 044

کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں پیار کر کے چھوڑ دیں گے"۔ اس آدمی نے کہا جو صورت سے ہی حق معلوم ہوتا تھا۔ "اس لاکٹ میں کیا تھا؟"

"وہ یا کام بلکہ تین جاؤ ۔۔۔ یہ سب مر جائیں گے ۔۔۔ میرے خدا!"

"اب کیا خیال ہے ۔۔۔؟" نو عمر آدمی نے حق سے پوچھا۔ "کیا اسے بچانے کی کوشش کی جائے؟"

"خود کو بچانے کی کوشش کرو ۔۔۔ جبشی بولا۔" وہ آواز ایسی ہی تھی کہ ۔۔۔ کہ ۔۔۔ ہوئی فادر ۔۔۔"

وہ اچھل پڑا اور بوكھلانے ہوئے لبھے میں حق سے بولا۔ "ہم کھیر لیئے گئے ہیں باس ۔۔۔ وہ بہت قریب ہیں"۔

حق پکھ کہنے ہی والا تھا کہ ہام کی گھنی گھنی سی چیزیں سنائی دینے لگیں "ارے کیا تم سب نمک حرام ہو۔ کوئی بھی میری
مد نہیں کرے گا؟"

یک بیک حق کے دونوں ہاتھوں میں ریو الور نظر آئے اور اس نے چیخ کر کہا۔

"بہت جا۔ مسٹر ہام کو چھوڑ دو۔ ورنہ کوئی بھی زندہ نہ پہنچے گا"۔

"کیا کر رہے ہو"۔ نو عمر آدمی اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "ہام کے مر جانے میں ہمارا کیا فحصان ہے؟"

لیکن حق بدستور ان لوگوں کی طرف ریو الور تانے رہا۔ وہ ہام کو چھوڑ کر بہت گئے تھے۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔ مورن اپنے دونوں ہاتھ اور پالٹھائے ہوئے دھاڑا۔ تمہیں کس نے ملازم رکھا
تھا؟"

"اس نے"۔ حق نے اپنے قریب کھڑے ہوئے نو عمر آدمی کی طرف اشارہ کیا۔

ہام زمین پر بیٹھا ہاپ رہا تھا۔ اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ گئے تھے اور چہرے پر

لبی لبی خون آ لوڑ رائیں تھیں۔

"یہ کون ہے؟" مورن نے نو عمر آدمی کو گھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"پارٹی کالیدر۔"

"کیا بکواس ہے؟"

"یہی جملہ کچھ دیر پہلے مسٹر ہام نے بھی دھر لیا تھا اس لیئے میں برائیں مانوں گاویے تھا ری اطلاع کے لیئے عرض ہے کہ تم سب جہنم رسید ہو چکے ہیں جنگلیوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ کالا آدمی جھوٹ نہیں بولتا۔" ہام اٹھا اور بالکل پاگلوں کے سے انداز میں مورن کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ اس طرح چھیلی ہوئے تھے جیسے مورن کا گاہکوٹنا چاہتا ہو۔

"مسٹر ہام! گولی ہاروں گا اگر تم نے مورن کو ہاتھ بھی لگایا۔" احمق نے اسے لکارا اور ہام کے ہاتھ رک گئے پھر وہ اس کی طرف مڑا۔ ہام کی آنکھیں خونخوار تھیں۔ اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا لیکن وہ جسم سوال نظر آ رہا تھا۔

"مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں مسٹر ہام۔ میں تو پارٹی کے لیڈر کے حق میں بول رہا ہوں۔" احمق نے کہا۔

"تم مورن سے بھی زیادہ پاگل معلوم ہوتے ہو۔"

احمق اسے کوئی جواب دینے کے بجائے جبشی سے بولا۔ "کیا تم باہر نکل کر اپنے شہبے کی تقدیق کر سکتے ہو؟"

"میں اندر ہیرے میں مرنا پسند نہیں کرتا باس۔ ہم صبح تک اسی صورت میں تنفس اڑ سکتے ہیں کہ نیبے سے باہر قدم نہ نکالیں۔ وہ ہمیں گھیر چکے ہیں لیکن صبح سے پہلے جملنہیں کریں گے۔"

احمق تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر ہام سے بولا۔ "ہم تماری لیڈر شپ تسلیم کر لیں گے اگر تم اس وقت نیبے سے باہر نکلنے کی ہمت کر سکو۔۔۔ اونہیں مسٹر مورن تمبا تھا رے

آدمی مجھے کبھی بھی ناقل نہیں پاسکتے۔ اپنی جگہ سے ایک قدم بھی پیچھے بٹ کر دیکھو کھو پڑی کا سوراخ سیٹیاں بجائے گا۔"

"تو اس طرح تم ہمیں ان جنگلیوں کے حوالے کرنا چاہتے ہو جو تمہارے بیان کے مطابق ہمیں گھیر رہے ہیں۔" مورن

غزیا۔

"ہاہا!" احمد نے قہقہہ لگایا۔ "مگر مسلمورن تمہارے دو آدمی اس وقت بھی کم ہیں۔ کیا تمہیں ان کے بارے میں تشویش نہیں ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"کچھ بھی نہیں۔" احمد کا لپٹ سخت تھا۔ "جوزف اور صدر! تم ان لوگوں کو جلد از جلد غیر مسلح کر دو۔"

بہتوں نے احمد کو گالیاں دینا شروع کر دیا تھا لیکن صدر اور جوزف نے ان کی جامہ تلاشی لے کر غیر مسلح کر دینے میں دیر نہیں لگائی۔

"مسلم رہا مگر کس خوشی میں چھوڑ دینے گئے ہیں۔" احمد نے کہا۔ اس کے ساتھیوں نے ہام کی جامہ تلاشی نہیں لی تھی۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔" ہام وانت پیس کر غزیا۔

"ہاں خود تم سے تو نہیں ہو سکے گا اس لئے دوسرے ہی یہ تکلیف برداشت کریں گے۔۔۔۔۔ جوزف!"

جنش نے ہام کو بھی ٹھوٹنا شروع کر دیا اور اس کی جیب سے ایک بڑا اشکاری چاقو ہی برآمد کر سکا۔

"اب جا!" احمد کچھ دیر بعد ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ان دونوں کو تلاش کرو جنہوں نے تمہیں وہم میں بتلا کیا تھا کہ جنگلی ہمارے گرد گھیرا ڈال رہے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھتا اس!"

Page # 047

مسلمورن کیا تم اس کا میں عقل والے کو سمجھانے کی کوشش نہیں کرو گے۔" احمد بولا

"تم اپنی موت کا وازدے رہے ہو۔ اسے یاد رکھنا۔" مورن نے آنکھیں نکالیں

"میری یاد رکھتے بہت کمزور ہے اس لئے نوٹ کروں گا۔ جوزف صدر بہر جاؤ دوں تو تمہیں آس پاس کی جھاڑیوں میں ضرور ملیں گے۔ اب تمہیں انداز ہتھ ہو گیا ہو گا کہ یہاں کوئی موجود نہیں ہے۔"

صدر نے سر کو ھفیف سی جنبش دے کر جوزف کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔

احمد کے دونوں ہاتھوں میں اب بھی ریوا اور موجود تھے اور وہ کسی کی طرف سے نافل بھی نہیں تھا۔ جوزف اور صدر باہر نکل گئے۔ احمد مورن سے کہہ رہا تھا۔ "تمہاری سکیم یہ تھی کہ یہ جب شی ہی دوسرے لوگوں میں ہراس پھیلانے کا

باعث ہے۔ تمہیں یقین تھا کہ وہ آوازیں سن کر جنگلیوں کے حملے ہی کی پیش گوئی کرے گا وہ جانتا ہے کہ جب کسی ٹولیاں کسی شکار کی تلاش میں لکھتی ہیں تو ایک ٹولی دوسری کو اپنی کامیابی کی اطلاع دینے کے لئے پرندوں کی آوازوں ہی کا سہارا لیتی ہے لیکن تم حراس کیوں پھیلانا چاہتے تھے؟"

وہ خاموش ہو کر مورن کو گھورنے لگا۔

"بکتے رہو۔" مورن بھرا تی ہوئی آواز میں بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس کا جواب بھی رکھتا ہوں۔" "احمق سر ہلاکر بولا۔" تم جانتے تھے کہ لاکٹ کے سلسلے میں ہنگامہ ضرور برپا ہو گا اور ہام یقین طور پر تمہیں ہی مجرم سمجھے گا۔ کیونکہ اس کی وجوہات پہلے ہی سے موجود تھیں۔ اہذا تم نے یہ سکیم ہنائی کر ٹھیک اسی وقت جب لاکٹ کا قصہ چھڑا ہو جنگلیوں کی آمد کا ہلکا ہو جائے اور اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر تم اپنے چند مخصوص ساتھیوں سمیت کسی طرف نکل جا۔ کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"تم بکواس کر رہے ہو۔"

page # 048

"تو پھر یہی درست ہو گا کہ تم نکل جانے کے لئے یہ ہنگامہ بداپنیں کر لانا چاہتے تھے بلکہ یہ متقدرتھا کہ افراتفری کے دوران ہام اور اس کے مخصوص ساتھیوں کو جن چین کر مارڈا لو۔۔۔ آہا۔۔۔ یہی ہو سکتا ہے۔۔۔ ورنہ لاکٹ حاصل کر لینے کے بعد تم خیمے کی طرف واپس کیوں آتے۔"

مورن کچھ نہ بولا۔ وہ اپنے خلک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔
وھنا صدر اور جوزف داؤ دیبوں کو دھکیلتے ہوئے اندر لائے۔

"گذ"! احمق مسکر لایا۔ یہ ہیں وہ جنگلی جنہوں نے ہمارا محاصرہ کیا تھا۔ مورن لاکٹ نکالو۔ ورنہ بیک وقت دو گولیاں تمہاری کھوپڑی میں پیوست ہو جائیں گی۔"

مورن کچھ نہ بولا۔ ہام کی آنکھوں میں وحشیانہ چک نظر آ رہی تھی۔ اس نے احمق سے پوچھا۔ "اور میرا کیا حشر ہو گا؟"
اس کا فیصلہ یہ لڑکی کرے گی۔ احمق نے ڈیزی کی طرف اشارہ کیا۔

نہیں نہیں" ڈیزی مضربرانہ انداز میں بولی۔ "میں کسی کی لاش دیکھنا پسند نہیں کروں گی۔"
ہشت۔۔۔ تم کہہ چکلی ہو کہ تمہارا لاکٹ ان لوگوں پر تباہی ضرور لائے گا۔"

"نہیں نہیں۔ میں کشت و خون دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتی۔"

"اس بیچاری کو یہاں کھٹک لانے کا کیا مقصد تھا ہام؟"

"بھی سورتا نے گا۔" ہام نے مورن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اسی نے مجھے اس کا پتہ بتایا تھا۔ اور یہاں لانے کی سکیم بتائی تھی۔"

"آخر کیوں؟ لاکٹ تو تم وہاں بھی چھین سکتے تھے۔"

"مجھے کسی ایسے لاکٹ کا علم ہی نہیں تھا جو مورن کی وجہ پر کابا عث بن سکتا۔ وہاں اس نے مجھے صرف یہی بتایا تھا کہ یہ لڑکی جزیرے میں وفینوں کی نشاندہی

page # 049

کر سکتی ہے کیونکہ اس کا باپ جو ایک بحری فذا تھا ایسے وفینوں کے متعلق بہت کچھ بتا چکا ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ میرا باپ بحری قزانگ نہیں تھا اس نے مجھے کبھی وفینوں کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ میں وہیری ماں سے حفاظت اس لئے ہمارے ساتھ نہیں رہتا تھا۔"

"باپوں کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے حتیٰ کہ باپوں کے باپ بھی ایک دمرے کو نہیں سمجھ سکتے مگر یہ لاکٹ کیا تمہاری واثقت میں اس کی کوئی اہمیت تھی؟"

"بہت زیادہ۔ کیونکہ وہ ایک مرتبے ہوئے باپ کا تھا۔" ڈریزی نے ٹھنڈی سافی می۔

چند لمحے خاموش رہی پھر بھر آئی ہوئی آواز میں بولی۔ "وہ ہمارے ساتھ نہیں رہتا تھا۔ میری ماں تو اس کی شکل تک دیکھنے کی روادر نہیں تھی لیکن اس نے کبھی مجھے اس کی وجہ نہیں بتائی۔ سخت ترین تاکید تھی کہ میں اپنے باپ سے کبھی نہ ملوں لیکن مجھے اس سے بڑی محبت تھی میں اکثر اس کے گھر جاتی رہتی تھی مگر ماں کو یہ بات معلوم نہ ہونے پائی۔ ایک بار وہ بہت بیمار ہو گیا۔ پچھنچنے کی کوئی امید نہ رہی اسی زمانے میں اس نے مجھے لاکٹ دیا تھا اور استدعا کی تھی کہ میں ماں سے اس کا تذکرہ کروں۔ لاکٹ کے لئے اس کی ہدایت تھی کہ میں اس وقت تک اسے نہ کھولوں جب تک کہ میری شادی نہ ہو جائے اس کے ساتھ ہی اس نے زور دیا تھا کہ میں کسی ایسے آدمی سے شادی کروں جو اچھا جہاز ران اور باہمیت ہو۔ یہ بھی کہا تھا کہ اگر میں نے شادی سے پہلے اسے کھولا یا کسی کو دیا تو وہ لاکٹ دونوں پر تباہی لائے گا۔ اس سے زیادہ میں اس لاکٹ کے بارے میں اور کچھ نہیں جانتی۔"

ڈیزی خاموش ہو گئی۔ اور حمق مورن کو گھورنے لگا۔

"مجھے جواب دو مورن۔" اس نے کہا۔ "اڑکی کو تم یہاں کیوں لائے تھے؟"

"تم میری زبان سے کچھ بھی نہ سن سکو گے۔ کاش میں نے سب سے پہلے تمہیں ہی ٹھکانے لگایا ہوتا۔"

"تمہیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا میں مورن۔ لوگ عموماً مجھے حمق سمجھ کر معاف کر دیا کرتے ہیں۔"

"تم کون ہو؟" ہام نے بھرا تی ہوئی آواز میں پوچھا۔

page # 050

"میں اس بیوی کا شوہر ہوں جو نالبا کبھی پیدا نہ ہو گی۔۔۔ اور اگر پیدا ہو ہی گئی تو سر پر ہاتھ رکھ کر روئے گی زندگی بھر!"

صفدر کی سمجھتی میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا صورت ہو گی عمر ان ہام کا ساتھ دے گایا مورن کا! پورٹ سعید سے رو گئی اسی شرط پر ہوتی تھی کہ وہ لوگ جزیرہ نہج میں پہنچ کر ہام کو ٹھکانے لگاویں گے مگر بھلامر ان کو اس شرط سے کیا دلچسپی ہوتی۔ وہ تو صرف جزیرے تک پہنچنا چاہتا تھا۔

خود ہو نیکا نے بھی اس پر زور نہیں دیا تھا کہ شرط پوری ہو جائے۔ ویسے کشتوں کا اسٹروکر پوری طرح اس کے قبضے میں تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اسے علم ہی ہو رہا ہو کہ گاسکرنے کی شرائط اپر اسے ان کا نالج فرمان رہنے کی ہدایت دی تھی۔ بہر حال صدر جانتا تھا کہ وہ ہو نیکا کے علاوہ کسی کی کوئی بات نہیں مانے گا۔

مگر یہ تو بعد کی باتیں تھیں۔ فی الحال اس نئی مشکل سے عبدہ ہر آہما مشکل نظر آ رہا تھا۔ پارٹی ڈیزی سمیت باقی افراد پر مشتمل تھی لیکن اس وقت سترہ آدمی اپنے ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے اور عمر ان کے ہاتھوں میں ریو اور تھک۔ ان سترہ آدمیوں کو اس طرح تابو میں رکھنا کہ وہ آئندہ ان کے لئے کام بھی کرتے رہیں قریب قریب ممکن ہی تھا۔ اب صدر یہی سوچ رہا تھا کہ دیکھئے عمر ان کی اٹی کھو پڑی کیا گل کھلاتی ہے۔

وھنا مونیکا نے کہا۔ "مورن کو اس فراڈ کی سزا ضرور ملی چاہیئے۔"

"تم آخر ہو کون؟" مورن خلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"اگر میں خود کو ظاہر کروں تو تمہارا دم نکل جائے گا۔"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ مم کیسے لکھتا ہے۔"

"یہ دیکھنا ہے تو پانچ چھوپھوں کے باپ بن جا۔" عمران بول پڑا۔

"کھیل ختم ہوا چاہئے۔" موینا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "میں ہام کے حق میں ہوں۔"

"رب پھر ہمیں صرف چھ آدمیوں سے پٹاپڑے گا۔ پانچ ہی مورن کے خاص آدمیوں میں سے ہیں۔ بقیہ مردوب ہوں۔"

"حیلیکن ہام کو اس کی اجازت نہیں ہو گی کہ وہ ان چھ آدمیوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے۔"

"مجھے تم لوگوں کی ہر شرط منظور ہے۔" ہام سر ہلا کر بولا۔ "لیکن لاکٹ اسے واپس کردا پڑے گا۔"

"لاکٹ اس وقت اس کے پاس نہیں ہے۔" عمران بولا۔ "فلکرنہ کرو۔ وہ بھی مل جائے گا اچھا وہ ستمورن اب تم ہمارے قیدی ہو۔"

مورن کچھ نہ بولا۔ عمران کے اشارے پر صدر اور جوزف نے چھ آدمیوں کے ہاتھ باندھ دیئے۔

"خدا کے لئے مجھے واپس بھجوادو۔ اب کیا ہو گا۔" وزیری سکیاں لے رہی تھیں۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ حتیٰ کہ مورن اور اس کے ساتھی بھی خاموش تھے کچھ دیر بعد ہام نے پھر لاکٹ کا تذکرہ چھیڑ دیا۔

"مجھے علم ہے کہ لاکٹ اس نے کہاں چھپلایا ہے۔" عمران نے کہا۔

"آخر تھیں ان سب باقوں کا علم کہاں سے ہوا تھا۔" ہام نے پوچھا۔

مورن کا خیال تھا کہ اس پارٹی میں جرم زبان کسی کو بھی نہیں آتی اس لئے وہ اپنے ان دو آدمیوں سے جرم میں

گھٹکو کیا کرتا تھا۔ اس نے یہاں پہنچتے ہی لاکٹ چرانے کی سکیم بنائی تھی۔ ان دو آدمیوں پر شائد اسے پورا پورا اعتقاد ہے۔"

"اب مجھے یاد پردا ہے کہ یہ پانچ آدمی مورن نے ہی مہیا کئے تھے۔" ہام بولا۔ "میرے خدا۔ اتنا بڑا افراد۔ گویا میری حیثیت اس سے زیاد نہیں تھی کہ میں ان لوگوں کے لئے کشتی مہیا کروں۔ مورن نے مجھے اس لئے ساتھی بنایا تھا اور نہ

انہیں کشتنی کہاں مل سکتی۔"

"تو مورن ہی نے تمہیں اس سفر پر آمادہ کیا تھا۔"

"قطعی۔ ورنہ میں تو ان حركتوں کو جماعت سمجھتا تھا۔ اسی کے خیال والے پر میں بکیسپر کے متعلق جہاں یہیں کی تھی اور مجھے معلوم ہوا تھا کہ وہ کسی زمانے میں بحری قزاق تھا۔"

"بکیسپر کون؟"

"ڈیزی کے باپ کلام گیسپر تھا۔"

"خیر ختم کرو۔ اس قصے کو کیا تم اپنی آدمیوں پر اعتماد کر سکتے ہو۔" عمران نے بلند آواز میں کہا۔ غالباً مقصد یہی تھا کہ سب سن لیں۔

وہ آدمی جن کے ہاتھ نہیں باندھے گئے تھے گڑا نے لگے انہوں نے کہا کہ وہ کچھ سمجھنی نہیں سکتے تھے۔ ان کے لئے فیصلہ کرنا دشوار تھا کہ وہ کس کا ساتھ دیں۔ حقیقت وہ اس ویرانے میں جھگڑا نہیں کرنا چاہتے تھا انہوں نے وعدہ کیا کہ اب وہ ہام ہی کو لیڈ رکھیں گے انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایسے جھگڑوں سے غرض ہی کیا۔ وہ تو معقول معاوضے کی تلاش میں یہاں چڑھے آئے تھے۔

"نہیں میں لیڈ رکیں بننا چاہتا۔ میں اب واپسی ہی میں سب کی بہتری دیکھتا ہوں مجھے یہ دفسوس ہے کہ میں نے مورن کے جال میں پھنس کر اس بیچاری لڑکی کو ورنگلایا۔ پتہ نہیں اسے یہاں لانے کا کیا مقصد تھا۔"

وہ خاموش ہو کر مورن کو گھورنے لگا۔ پھر بولا۔ "تم وہ لاکٹ کسی نہ کسی طرح وہاں بھی حاصل کر سکتے تھے۔ خود اسے یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"سوچتے رہو" امورن ڈھنڈائی سے سکر لیا۔ "میری زبان سے اس کے متعلق تم ایک

page # 053

لٹک بھی نہ سن سکو گے۔"

پھر اس نے عمران سے کہا۔ "تم نے اس سور پر اعتماد کر لیا ہے۔ ذر الالکٹ اس کے ہاتھ مگ لینے دو۔ پھر دیکھنا۔"

"لاکٹ میں کیا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں کہہ چکا ہوں کہ کچھ بھی نہ بتاں گا۔ تم نا البا جانتے ہی ہو کہ کہاں ہے خود دیکھ لیما۔"

عمران نے لارپ وائی سے شانوں کو جبکش دی اور موینا کی طرف مڑ گیا۔ وہ مردانہ لباس میں تھی اور سر پر چجزیکا خود اس طرح منڈھا ہوا تھا کہ بال چھپ گئے تھے۔ یہ تدیر عمران نے اس لئے کی تھی کہ موینا کی بیال نہ کائٹھے پڑیں۔ ورنہ پہلے تو اس نے کہا تھا کہ اس میک اپ کے لئے بال تو ترشوا ضروری ہو جائے گا۔ موینا نے اس پر آمادگی بھی ظاہر کی تھی۔ مگر پھر شام کے عمران کو اس پر حرم ہی آگیا تھا۔

عمران نے اپنی دانست میں بھلاکی ہی کی تھی لیکن اسے کیا کہا جائے کہ موینا خود ہی بالوں سے نکل آگئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ چجزے کا خود چڑھانے سے بہتر تھا کہ بال ہی کتوادیئے جاتے۔ برادر شکایت کرتی رہتی تھی کہ سر درد سے پھٹا جا رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالوں کی جزوں میں سوئیاں چھپر رہی ہوں۔

اس وقت اس نے عمران اور صدر کو امگ لے جا کر کہا۔ "اگر اب میں خود کو ظاہر کروں تو حالات بدل سکتے ہیں۔"
"کیسے حالات؟" عمران نیپو چھا۔

"ہام کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا۔ خدا شباتی نہ رہے گا کہ وہ ہمیں دھوکا بھی دے سکتا ہے۔"
"آخر کس بنان پر؟"

page # 054

"اگر میری اصلیت معلوم ہو جائے تو وہ کسی وفادار کتے کی طرح میرے پیچھے دم ہلاتا پھرے گا۔"
"پہلے ہی کیوں نہ بتایا کہ تمہارے پیچھے دم بھی ہے۔" عمران نے تشویش کن لمحے میں کہا۔
"فضل بکو اس مت کرو۔" موینا کا جھنجھلانی۔

عمران چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "مجھے اس سے سروکار نہیں ہے کہ تم کیا کرو گی۔ بہر حال یہ سفر بونا کے لئے جاری رہنا چاہیے نہ کہ کسی خزانے کے لئے۔"
"مجھے خزانے سے کیا سروکار۔"

"ہم چار آدمی یہ سفر جاری نہ رکھ سکیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان تمام آدمیوں کو ساتھ رکھا جائے۔ ہمیں بار بار داروں کی ضرورت پیش آئے گی ایسے لوگ مددگار ہوں گے جو جنگل میں راستے بنائیں۔ یہ پارٹی پورے انتظامات کے ساتھ آتی تھی۔"

"لیکن ٹھرو۔" موینا کا کچھ سوچتے ہوئے بولی۔ "انہیں قابو میں رکھنا آسان کام نہ ہوگا۔ اگر یہ راز ظاہر ہو گیا کہ ہم لوگ

کسی دوسرے مقصد کی تھت سفر کر رہے ہیں۔"

"انہیں معلوم کیسے ہو گا کہ ہم کسی دوسرے مقصد کی تھت سفر کر رہے ہیں۔"

"کیا یہ ضروری ہے کہ ان کی اور ہماری راہیں ایک ہی ہوں۔"

"ان بے چاروں کی ابھی کوئی راہ ہی نہیں ہے۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"کیوں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے؟"

"اگر ہوتی تو جلد بازی سے کام نہ لیتا۔ ہام کو اس نے یہی بتایا تھا کہ جزریے میں پہنچ کر لڑکی خزانے کی نشاندہی کر سکے گی لیکن حقیقتیاں سے لاکٹ کی تکلیفی کیونکہ شاندار لاکٹ ہی اس سلسلے میں رہنمائی کر سکے گا۔"

page # 055

"تم جانتے ہو اس نے لاکٹ کہاں چھپایا ہے؟"

"وہ اس وقت میری جیب میں ہے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ مورن نے اسے کھول کر دیکھا نہ ہو گا۔"

"موقع ہی نہیں مل سکتا تھا اسے۔۔۔ اس نے لاکٹ کھینچا تھا لڑکی چھپی تھی اور ہام انھ کر بجا گا تھا۔ یہی ہو سکتا ہے کہ مورن اچانک اسے دیکھ کر رزوں ہو گیا ہو۔ ورنہ اسے ختم کر دینے کی عکیمت تو پہلے ہی بنا کر تھی۔ بہر حال ہام کو دیکھ کر اس نے لاکٹ ایک جگہ چھپا دیا تھا۔"

"اور تم نے شروع ہی سے اس پر نظر رکھی تھی؟"

"ند کھی ہوتی تو اس وقت حالات دوسرے ہوتے۔" عمران نے کہا اور کسی سوچ میں پڑا گیا۔

page # 056

باقی رات بخیر و خوبی گزری تھی۔ لیکن ان میں سے شاید ہی کوئی سویا ہو۔

ابھی اجائے میں وہند لادھ کی بلکل سی آمیزش باقی تھی۔ صدر خیمے سے باہر آکا تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ساری تھکن کیک بیک ناٹب ہو گئی ہو۔۔۔ وہ اخوٹگوار تھی اور افت میں چھلنے والی بلکل سی سرخی بڑی بجلی گر رہی تھی۔

وہ چٹان کے سر تک چلا آیا۔ خیمے ساحل سے بلندی ہر نصب کیتے گئے تھے۔ مقصد نالباہی تھا کہ گرد و پیش پر نظر رکھی جائے۔

صدر نے ایک سگریٹ سلاگایا اور چٹان کے سر پر پہنچ گیا۔

اسکی سمجھتے میں نہیں آ رہا تھا کہ عمر ان اس پچویشن کو آخر کس طرح کنٹرول کرے گا۔ ہام اور مورن دونوں خطرناک تھے۔ وہ اس مسئلے پر اس سے گفتگو کرنا چاہتا تھا لیکن ابھی تک کوئی ایسا موقود ہاتھ نہیں آ کا۔ جب مویکا بھی ساتھ نہ ہوتی۔ اروہ میں بھی گفتگو ہو سکتی تھی لیکن مویکا جان کو آ جاتی۔ جیسے ہی اروہ میں گفتگو شروع کرتے وہ چینچنے لگتی۔

page # 057

"یقیناً تم لوگ میرے خلاف کوئی سازش کرو گے"۔ بس بات جہاں تھاں رہ جاتی۔

صدر نے ایک خویل سائنس لی اور سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لینے لگا۔ اچالے کا ملکا جاپن دوڑھوتا جا رہا تھا اور افق کی سرفی پہلے سے زیادہ گہری ہو گئی تھی۔

وہ عطا خیموں کی جانب سے شور سنائی دیا۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے سب بیک وقت بولنے لگے ہوں۔ پھر جوزف دکھائی دیا جو تیزی سے صدر ہی کی طرف آ رہا تھا۔

قریب پہنچ کر اس نے فوجیوں کے سے انداز میں ایڈیاں بجائی تھیں اور سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔
"کیا بات ہے؟" صدر نے پوچھا۔

"عورت"! جوزف نے بورنے کے سے انداز میں منہ بنا لیا۔

"کیا مطلب؟"

"اس عورت نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا جسے میں ماسٹر لوئی کہتا تھا"۔

"اوہ ہاں۔۔۔ کیا وہ عورت بن گیا؟"

"میں اسے پسند نہیں کرتا مسلسل صدر۔ لیکن باس کو کون سمجھائے آخر اس منحوس عورت کو یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کی ریڑھ کی بندی سے تتری کی چھپکلی چمٹی ہوتی ہے۔ ایسی عورتیں منحوس ہوتی ہیں مسلسل صدر۔ تباہی لائے گی وہ۔ سو لہویں کا چاند ہونے دو۔ خود دیکھ لیما۔ وہ چنگا دڑ جھپٹے گی اس پر جو آدمی کامل آدمی سفید ہوتی ہے۔۔۔ ہوں گی قادر۔۔۔"

اس نے انگلیوں سے کراس بنایا اور ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑا اتار رہا۔

صدر نے سگریٹ کے آخر کش لینے اور اسے اچھا لٹاہو ابولہ۔ "کیا وہ ان سب کے سامنے آگئی ہے؟"

"آگئی ہے اور وہ اس طرح خوش ہو رہے ہیں جیسے اس سے مانچنے کو کہیں گے۔

page # 058

ہام اس کے گرد اج رہا ہے اور مورن کہتا ہے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں ہی سے قتل کر دے۔ یہ کتنے کے پانچ خود کھرد کہتے ہیں۔"

"تمہارا بس کیا کر رہا ہے؟" صدر نے پوچھا۔

"وہ عبادت میں مشغول ہو گیا ہے۔" جوزف نے بڑی عقیدت سے کہا۔ عبادت کا مطلب یہی تھا کہ عمران سر کے مل کھڑا ہو گیا ہو گا۔

"جو کچھ بھی ہو رہا ہے بہت براہو رہا ہے۔" جوزف نے تھوڑی دری بعد کہا۔ "عورت نے مورن اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ کھلوادیئے ہیں۔۔۔ مورن اور ہام نے سمجھوتہ کر لیا ہے۔" یہ اچھائیں ہوا۔ صدر اٹھتا ہو ابوالا۔

"کوئی نہیں جانتا کہ ان جنگلوں کے پیچھے کیا ہے؟" جازف نے دوسرا طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "باس نے اگر وہو کا کھایا تو ہماری بندیوں تک کا بھی پتہ نہیں چلا گا۔"

صدر نجیبوں کی جانب چل پڑا۔ جوزف کہتا رہا۔ "نہیں کہا جاسکتا کی اوہر کیسے لوگ ملیں گے۔ مجھے اس جنگل سے مورن کافر اٹھا۔۔۔ اوہ۔۔۔ مگر لاکٹ کا کیا قصہ تھا مسٹر صدر؟"

"میں نہیں جانتا اس نے مجھے نہیں بتایا تھا۔" صدر نے جواب دیا۔

نجیمے میں پہنچ کر اس نے مویکا کو اپنے اصلی روپ میں دیکھا۔ اور وہ سب بیخ خوش نظر آئے۔ البتہ عمران ایک گوشے میں بر اسلامہ بنائے بیٹھا تھا اور ذیزی بھی اس کے قریب ہی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ دونوں دوسروں سے بیزار ہو کر اگر جا بیٹھے ہوں۔ "آ تم لوگ کہاں تھے۔ لیڈی موکا کے خصوص ساتھیوں۔" مورن ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم اب جان سے بھی زیادہ پیارے ہو۔"

صدر نے مویکا کی طرف دیکھا جو ایسے ہی انداز میں کھڑی تھی جیسے وہ

page # 059

سب اس کے غلام ہوں۔

پھر صدر عمران کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مورن کی گرم جوشی پر سر کو خفیف سی جنمیش دی تھی۔ جوزف جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

ڈیزی عمران سے آہستہ آہستہ پوچھ رہی تھی۔ "بتابا یہ عورت کون ہے۔ کیا وہی مونیکا جو پورٹ سعید میں بڑی شہرت رکھتی تھی؟"

"خدا جانے" عمران بڑھ لیا۔ "اگر کچھ دیر بعد میں بھی عورت ہو گیا تو دنیا کا نقش بدل جائے گا۔" "تم نہیں جانتے تھے کہ یہ عورت ہے؟"

"جانتا تو مر رہی گیا ہوتا۔"

"کیوں؟"

"عورتوں سے ڈر لگتا ہے مجھے" عمران ایک طرف کھلکھلتا ہوا بولا پھر صدر کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ "میخوبیجھو۔ تم یہاں میخھو۔ میں خود اپنی یاداشت درست کر آں۔"

ڈیزی اسے چاتے دیکھتی رہی۔ جب وہاں تکل گیا تو اس نے صدر سے پوچھا "تم اسی کے ساتھیوں میں سے ہو؟" "ہاں" صدر نے لاپرواں سے جواب دیا۔

"یہ کیسا آدمی ہے؟"

"اسی سے پوچھنا۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔ لیکن کیوں؟"

کچھ نہیں۔ اس کی باتیں عجیب ہوتی ہیں۔ میری کچھ میں نہیں آتیں۔ اب وہ اپنی یاداشت درست کرنے گیا ہے۔ کیا مطلب ہواں کا؟"

"موسیو صدر" مونیکا نے اسے آواز دی اور وہ ڈیزی کی بات کا جواب۔

page # 060

دیے بغیر اس کی طرف مڑ گیا۔

"قریب آ۔ مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔"

صدر آگے بڑھ گیا۔ مونیکا چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "اسے سمجھا۔"

"کے سمجھا؟"

"اپنے ساتھ کوئی بھی وہ ہوش کی باتیں کرتا ہے۔ کبھی پاگلوں کی تی۔۔۔"

"میرا ذیال ہے کہ تم خود ہی بہتر طور پر سمجھا سکو گے۔ اب یہی دیکھو وہ جورات آیک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ اس وقت۔۔۔"

"شش ایں اس کی بات کر رہی ہوں۔ کیا مجھے اس کے متعلق کچھ بتا سکو گے؟"

"کیا ہو چھٹا چاہتی ہو؟"

"کیا تمہیں اس کی لیڈر شپ پر پورا پورا اعتماد ہے؟"

"قطعی غیر ضروری سوال یہ۔"

"موسیو صدر میں الجھن میں ہوں۔"

گفتگو اتنی آہنگی سے ہو رہی تھی کہ دوسروں تک آوازوں کے پہنچنے کا امکان نہیں تھا۔

"وہ دوسروں کو الجھن میں بٹلار کئے کا عادی ہے۔ اسکی اصلاح ناممکن ہے۔"

"وہ جو کچھ بھی کہتا ہے اسے سمجھنے نہیں دیتا۔ جب کچھ کرگز رہتا ہے تو بات سمجھے میں آتی ہے۔ مثلاً شاید بھی اس نے تم سے

یہی تو کہا تھا کہ وہ اپنی یادداشت درست کرنے جا رہا ہے۔ اس کا مطلب سمجھا وو مجھے۔"

"مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تم سبھوں کی یادداشت درست کر کے نہ کھوے۔"

"کیا مطلب؟" موینا نے کہا اور پھر یہ بیک اچھل پڑا۔ "یہ آوازیں۔۔۔ اوہ!"

page # 061

ورپھر صدر نے اسے تیزی سے آگے بڑاہ کر باہر نکلتے دیکھا۔ اس کے بعد بھی باہر آگئے۔ موینا اس چنان کی طرف دوڑی جاری تھی جہاں سے ساحل نظر آتا تھا۔

"اوہ۔۔۔ یہ کیا؟" الفاظ چینی کی شکل میں زبان سے لکلے تھے۔

چنان کے سرے پر کروہ دنوں ہاتھ اٹھائے ہوئے چین رہی تھی۔ "اوہ یو انے یہ کیا ہو رہا ہے؟"

وخلی کشتمی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ پھر وہ سب ہی چینے لگے۔ صدر بوكھلا گیا لیکن پھر بھی اتنا ہوش تو تھا ہی کہ وہ اپنی اور جوزف کی سلامتی کی فکر کر سکتا۔ وہ سب حلق پھاڑ پھاڑ کر چین رہے تھے۔ صدر نے جوزف کا

ہاتھ پکڑ کر خیمے کی طرف دوڑا شروع کر دیا۔ وہ ان کے سنجھنے سے پہلے ہی اسلج کے ذخیرے پر قبضہ کر لیا چاہتا تھا۔ پتہ نہیں عمران کو کیا سوجی تھی۔ فوری طور پر صدر کی سمجھ میں نہ آ سکا۔ اسے تو فی الحال بچا کی گلکر تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ابھی یہ لوگ پاگل ہو جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ مویں کا بھی انہی کا ساتھ دے۔ عمران سے حرکت ہی ایسی سرزد ہوئی تھی۔ خیمے میں پہنچ کر انہوں نے اسلج کے ذخیرے پر قبضہ کر لیا۔ صدر نے ایک نامی گن اٹھایا اور جوزف سے کہا۔ "تم نیمیں ٹھہرو میں انہیں خیمے سے دور ہی رکھوں گا۔"

"مگر مسٹر صدر یہ ہوا کیا؟"

"تمہارا بس کشٹی لے جھا گا۔ اب وہ لوگ ہمارے خون کے پیاس سے ہو جائیں گے۔" "اوہ مگر بس نے ایسا کیا ہی کیوں؟"

"اوہ ختم کرو۔ انہیں اسلج سے دور ہی رکھنا ہے۔ ہوشیار ہنا۔" صدر نے کہا اور باہر نکل گیا۔ وہ شور مچاتے واپس ہو رہے تھے۔ صدر پر نظر پڑتے ہی ان کے جوش خروش

page # 062

میں اور اضافہ ہو گیا۔

"ٹھہرو!" صدر نے نامی گن کو جنبش دی۔

وہ تو رک گئے لیکن ان کی زبان میں نہ رکیں۔ حلق چھاڑ رہے تھے گالیاں دے رہے تھے۔ دفعہ مویں کا آگے بڑا کر چینی۔ "یہ کیا ہے یہودی ہے۔۔۔ ایسا کیوں ہوا؟"

"انہیں چپ کر۔ میں تمہیں سمجھانے کی کوشش کروں گا۔" صدر نے چین کر کہا۔ چیننا یوں پڑا تھا کہ شور میں اس کی آواز مویں کا تک پہنچ سکے۔

بمشکل تمام وہ خاموش ہوئے۔ اور مویں کا پھر صدر کی طرف مڑی، "وہ اپنی یادداشت درست کرنے کیا ہے۔" صدر نے کہا۔

"کیا کو اس ہے؟"

"اس نے یہی کہا تھا تم خود بھی سن پکی ہو۔ اے تم دونوں کہاں چلے۔ اپنی جگہ پر ہی ٹھہرو۔" وہ دونوں آدمی رک گئے۔ جو بھیز سے کٹ کر کسی اور طرف نکل جانا چاہتے تھے۔

"کیا تم بھی اسی کی طرح پاگل ہو گئے ہو سامی گن زمین پر ڈال دو۔" موینا نے زم لجھے میں کہا۔
"اس سے زیادہ عظیمندی مجھ سے پہلے کبھی نہیں سرزد ہوئی۔" صدر مسکرایا۔ "اگر ذرا سی بھی غفلت کرتا تو یہ بھیریے پل
بھر میں ہماری تکہ بولی کر ڈالتے۔"

"آخر متفہد کیا ہے اس کا؟

"وہ تمیں یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ واپس آئے گا۔ کیوں گیا ہے؟ اس سیاستی لاعلم میں بھی ہوں جتنی کہ تم ہو سکتی ہو
ان لوگوں کو سمجھا اور تابو میں رکھو۔ وہ واپس آئے گا۔ اور میں نے جو کچھ بھی کیا ہے ذائقہ تحفظ کے لیئے کیا ہے۔"
"اگر کوئی ایکیم تھی تو اس نے مجھے پہلے آگاہ کیوں نہیں کیا؟
"تم سے پہلے مجھے آگاہ کرنا چاہیئے تھا۔" صدر بولا۔

page # 063

"خیر ختم کرو۔ مجھے بھی یقین ہے کہ وہ مجھے کم از کم دھوکا دینے کی کوشش نہیں کرے گا۔ سامی گن زمین پر ڈال دو۔"
"اس کی واپسی سے پہلے ممکن ہے موینا۔"
"تم مجھے حکم دو موینا۔ میں اس سے گن چھین لیتا ہوں۔" مورن آگے بڑھ کر بولا۔
"اپنی شامت نہ بلا۔۔۔ پیچھے ہٹو۔" صدر غرایا۔
"نہیں" اموینا نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "اس کی ضرورت نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ وہ واپس آئے گا۔ اور اسے بھی اپنا
وٹمن نہ سمجھو۔ اس نے مجبوراً ایسا کیا ہے۔ خود مجھے اس شدت سے غصہ آیا تھا کہ ان دونوں کی دھچیاں اڑا دیتی۔"
کوئی کچھ نہ بولا۔

صدر نے انہیں اس خیمے میں جانے کو کہا۔ جہاں صرف کھانے پینے کا سامان تھا۔

اس نے انہیں تو کسی حد تک مطمئن کر دیا تھا لیکن خود دل ہی دل میں عمر ان کو بر ایجاد کہتا رہا۔ اس حماقت کی بھی سننہیں
تھی۔ خود بھی خطرے میں پڑا تھا اور انہیں بھی خطرے میں ڈال گیا تھا۔ متفہد کچھ بھی رہا ہو۔ طریقہ کار صدر کی دانت
میں لغۇچا۔

کچھ دریں بعد موینا کا پھر خیمے سے برآمد ہوئی۔ وہ تھا تھی۔ صدر ایسی جگہ کھڑا خیمے کی نگرانی کر رہا تھا جہاں سے
چاروں طرف نظر کھلکھلتا تھا۔ وہ اچھی طرح جاتا تھا کہ ذرا سی بھی غفلت جنم ہی میں پہنچا دے گی۔

"ویکھو صدر ایہ بہت برادر ہا ہے۔" مونیکا نے کہا۔
"پھر بتا میں کیا کروں۔ وہ تو اسی قسم کا آدمی ہے۔"

page # 64

"اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ تم دونوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی۔" -
"وہ خود خطرات کا کیڑا ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی ایسا ہی دیکھنا چاہتا ہے۔ اسے تم ہمیشہ اونکھا ہو پاگی لیکن اس کے ساتھیوں کو اسی طرح جا گئے رہنا پڑتا ہے جیسے تکوار کی دھار پر چل رہے ہو۔۔۔ آہا۔۔۔ ٹھہر و۔۔۔ قریب آ۔۔۔ میں تمہیں بتاں۔"

صدر نے محسوس کیا کہ مونیکا چکچار ہے۔ -
"ڈرونیں۔۔۔ آ۔۔۔"

"بکومت۔۔۔ میں ڈرون گی؟" مونیکا نے جھنجھلا کر کہا اور انکی طرف بڑھتی چلی آئی۔

"ویکھو اکیا یہ ضروری ہے کہ تم اسی جگہ اترے ہوں جہاں سے ہمیں سفر شروع کرنا ہے۔" صدر نے آہستہ سے کہا۔
"یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"یہ لوگ اپنی راہ کا تعین بھی نہیں کر سکے تھے کیونکہ اس کا انحصار لاکٹ پر تھا۔" -
"ٹھیک ہے۔"

"ہمارا ساتھی جانتا ہے کہ سفر کہاں سے شروع کرنا ہے کیونکہ تمہارے کاغذات میں راہ کی نشاندہی موجود ہے لیکن وہ یہاں اترنے سے پہلے ان کو مشورہ نہیں دے سکتا تھا۔"

"ہاں چلو۔۔۔ یہ بھی درست ہے۔۔۔"

"اب اسے یہ ظاہر کرنا ہے کہ لاکٹ والے نقشے کے مطابق سفر جاری ہے۔ اس لیئے کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ پہلے یہ سے وہ جگہ دریافت کر لی جائے جہاں

page # 65

سے سفر شروع کرنا ہے۔ اگر وہ اپنا ارادہ ظاہر کرتا تو مورن اور ہام بھی ساتھ جانے پر بخدا ہوتے اور انہیں کسی طرح بھی نہ روکا جا سکتا۔ لیکن ان کی موجودگی میں بھلام تمہارے کاغذات کیسے نکالے جاسکتے۔ ان کاغذات میں راہ کی نشاندہی

کسی نقشے کی شکل میں نہیں کی گئی بلکہ اس کا بیان ایک سفر میں کی صورت میں کئی صفحات پر مشتمل ہے۔ پھر بتا انہیں کیسے یقین دلایا جا سکتا تھا۔ کتنے صفحات اس نفحے سے لاکٹ سے برآمد ہوئے ہوں گے۔۔۔ بات سمجھ رہی ہوا میری؟"

موینا نے ایک طویل سالس لی۔

"ایسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزر۔ تم تھیک کہتے ہو یہی بات ہو گی۔ مگر پھر وہ اتنا حق کیوں نظر آتا ہے۔ یہی خدشہ رہتا ہے کہ کہیں کوئی بڑی حماقت نہ کر بیٹھے۔"

"حق بھی ہے " صدر مسکر لیا۔

"اس کی حرکتیں مجھے غصہ دلاتی ہیں۔"

"ان کی طرف دھیان ہی نہ دو۔۔۔ اوہاں۔۔۔ بھروسے۔۔۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ مورن اور ہام تمہیں وہ کانہ دیں گے؟"

"یہ مجھ پر چھوڑو۔۔۔ موینا مسکرائی۔" سرکش تین مرد بھی ان قدموں پر جھک جاتے ہیں۔"

"تب تو میرا ساتھی۔۔۔ قشی طور پر تمہارے لیئے تکلیف دہٹا ہت ہو رہا ہو گا۔"

"میں اسے آدمی ہی نہیں سمجھتی" موینا نے بر اسامنہ بنا کر کہا۔

صدر خاموش ہو گیا۔ موینا بھی چپ چاپ کھڑی کچھ سوچتی رہی۔

page # 66

یک بیک اس نے مسکرا کر کہا۔ "تم خوناخواہ پریشان ہو رہے ہو اگر میں نے اشارہ بھی کر دیا ہوتا تو وہ تمہیں اس حال میں بھی زندہ نہ چھوڑتے۔ خیسے کے اندر ایک رانفل موجود ہے کچھ رانڈ زبھی ہیں۔ مورن بعد تھا کہ تمہیں گولی مار دے مگر میں نے روک دیا۔"

"اس لیئے نامی گن تھمارے حوالے کر دوں " صدر مسکر لیا۔

"اوہ۔۔۔ تم شاید جھوٹ سمجھتے ہو" موینا نے جھلانے ہوئے لمحے میں کہا اور پھر مورن کا واڑے کر کہا کہ وہ رانفل سمیت باہر آجائے۔

مورن نے دیر نہیں لگائی۔

چیج مچ اس کے ہاتھوں میں رآئفل تھی۔

موینکا نے کہا کہ وہ ایک ہوائی فائر کر کے اسے دکھائے ۔

صدر اتنا حق نہیں تھا کہ ہوائی فائر کا منظروں کیخنے کے لیئے ہمہن متجہ ہو جاتا ۔ اسے یقین تھا کہ مورن اس پر فائر کرے گا۔

مگر ایسا نہیں ہوا۔

وہ چیج مچ ہوائی فائر تھا اور فائر کرنے کے بعد رآئفل کی نالی جھکا دی گئی۔

ٹھیک اسی وقت دوسرے نیمی سے جوزف کی آواز آئی۔ "مسٹر صدر ۔ ۔ ۔ ہوشیار ۔ ۔ ۔ ہوشیار ۔ ۔ ۔ میں گولیوں کی آوازن رہا ہوں ۔ ۔ ۔"

"گوریلے" مورن اچھل پڑا۔ اور صدر نے نامی گن موینکا کی طرف بڑھا دی۔ "میں نے تو کسی قسم کی آوازنیں سنی" موینکا بڑھا دی۔

صدر نے جوزف کو آواز دی اور وہ نیمی سے باہر نکل کر دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔

page # 067

"گوریلے ۔ ۔ ۔ گوریلے ۔ ۔ ۔ " وہ ہانپتا ہوا بولا۔

"تم نے کب سے نہیں پی۔" صدر نے پوچھا۔

"اوہ میں غلط نہیں کہ رہا۔"

"ہم نے تو کسی بھی قسم کی آوازنیں سنی۔" موینکا بولی۔

"ابھی وہ بہت دور ہیں ۔ ۔ ۔ اوہ ۔ ۔ ۔ وہ دیکھو ۔ ۔ ۔ سنا ۔ ۔ ۔"

ہوا کے جھونکے کے ساتھ ملکی سی آواز آئی تھی۔ موینکا صدر کی طرف دیکھنے لگی۔

"میں نہیں سمجھ سکتا۔" صدر نے شانوں کو جنبش دی۔ "ابتداء سے جنگلوں کا تجربہ ہے۔"

"اگر وہ گوریلے نہ ہوں تو مجھ پر آسمانی بلا کیں مازل ہوں۔ جوزف جھنچھلا گیا۔

"پھر تمیں کیا کرنا چاہیے۔" مورن نے اس سے پوچھا۔

"بس ہوشیار ہو۔ شاندار کارخ اسی طرف ہو جائے۔"

پھر بڑی جلدی میں اسلیہ تقسیم کیا گیا اور وہ سب اس نئی افتاد کے لئے تیار ہو گئے۔

آوازیں کبھی دوسری معلوم ہوتیں اور کبھی قریب کی۔ جوزف سمت کا تعین کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

جہاں انہوں نے خیمے نصب کئے تھے وہاں سے تقریباً دو یا ڈھانی سو گز کے فاصلے پر ایک خلک نالہ تھا اور اس کے بعد ہی سے پھر چڑھائی شروع ہو گئی تھی اور جنگل بتدریج گھننا ہوتا چلا گیا تھا۔

وہ نیموں کے گرد پہلی گئے۔ ذیزی بڑی طرح بلکہ رہی تھی۔ مویکا خاموش تھی ہونٹ بھینچھے ہوئے تھے لیکن چہرے سے خوف ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

page # 068

جوزف نامی گن لے کر درخت پر چڑھ گیا تھا۔

یک بیک اس نے جنگل کی طرف فائرنگ شروع کر دی لیکن دوسرے ہی لمحے میں پارٹی کا ایک آدمی چیخ مارڈیز ہو گیا۔

"کور۔۔۔ کور۔۔۔" صدر چینا۔ لیکن جتنی دیر میں وہ سمجھاتے ایک اور گرا پھر تو بھلڈر ڈج گئی اور صدر نے چیخ کر کہا۔ "اتھو ا! ادھر سے بھی کوئی فائرنگ کر رہا ہے۔"

مگر کون سنتا۔ وہ سب دوسری طرف نشیب میں اترتے چلے گئے۔ جوزف نے درخت پر سے فائرنگ روک دی تھی۔ مورن بھی بھاگ اکلا تھا۔ صرف ہام اور مویکا وہاں رہ گئے۔ صدر راب بھی اسی جانب فائرنگ کر رہا تھا جہاڑ سے آئی ہوئی گولیوں نے پارٹی کروافر اکوٹھکا نے لگا دیا تھا۔

"وہ کون ہو سکتا ہے؟" مویکا بڑی بڑی آئی۔

اتھے میں صدر نے جوزف کو درخت پر سے اترتے ہوئے دیکھا۔ وہ نہایت اطمینان سے یقچے آیا اور ان کو قریب پہنچ کر بولا۔ "وہ کوئی بھی رہا ہو۔ میں نے اسے مار دیا ہے۔"

"مگر کون۔۔۔ یہاں اس دیرانے میں؟" مویکا حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بڑی بڑی آئی۔

"پہنچنیں" اجوزف دوسری طرف با تھاٹھا کر بولا۔ "ادھر جھاڑیوں میں سے کوئی چیز ہتی ہوئی نظر آئی تھی۔ میں سمجھا شاکر اب وہ چپ چاپ آگے بڑا رہے ہیں۔۔۔ مگر۔۔۔ اوہ۔۔۔ یہ دونوں۔۔۔؟"

وہ بڑی تیزی سے ان کی طرف چھپنا تھا جواب نالہ تھنڈے ہو چکے تھے اس نے جھک کر انہیں دیکھا اور پھر سیدھے

کھڑے ہو کر ہاتھوں سے سینے پر کراس بنایا۔

page # 069

"یہ بہت بر لہوا۔" اس نے کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "ہم میں سے دو کم ہو گئے۔" پھر ہام سے بولا۔ "اپنے آدمیوں کو سمجھا۔ یہ جنگل ہے اگر اسی طرح۔۔۔ بد حواس ہو کر بھاگتے رہے تو ایک بھی زندہ نہ بنے گا۔"

"آخروہ کون ہو سکتا ہے؟" موینکا مالے کے پار والی جھاڑیوں کو گھورتے ہوئے ہوئی۔

"جادیکھو۔" صدر نے ہام کو مخاطب کیا۔ "کہیں وہ بوکھلا ہٹ میں سمندر ہی میں چھلانگیں لگانا شروع نہ کر دیں۔" "ان کے لئے یہی بہتر ہو گا۔" ہام نے بر اسامنہ بنائ کر کہا۔

"جا! ہم اوہر دیکھتے ہیں۔" صدر بولا۔

ہام دوسری طرف مڑ گیا۔

"تم یہیں ٹھہر ہو یکا کے پاس۔" صدر نے جوزف سے کہا۔ "میں اوہر جا رہا ہوں۔"

"شکر یہ میں اپنی حفاظت خود کر سکتی ہوں۔" ویسے میں بھی چل رہی ہوں تھار سے ساتھ۔"

بالآخر وہ تینوں ہی مالے میں اتر گئے۔ لیکن دوسری طرف پہنچنے کے لئے انہیں کچھ دو رالے ہی میں چنان پڑا۔ لاکانی گھر اتھا۔ اگر خشک نہ ہوتا تو وہ دوسری طرف پہنچنے نہ سکتے۔ کیونکہ اس کی چوڑائی بھی آٹھ یا دس فٹ سے کم نہیں تھی۔ جھاڑیوں کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ چاروں طرف نہ اتھا۔

"یہاں۔ اس جگہ۔ میں نے یہاں کوئی چیز دیکھی تھی۔" جوزف نے جھاڑیوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

پھر صدر نے دور تک جھاڑیوں کی چھان مارا۔ لیکن نتوں کوئی لاش دکھائی دی اور نہ ہی اسی کا اندازہ ہو سکا کہ وہاں کچھ دیر پہلے کوئی چھپا رہا ہو گا۔

"اوہ!" صدر یک بیک چونک کر بڑا لیا۔ "کہیں ہم دھوکا نہ کھا گئے ہوں!"

page # 070

"کیا مطلب?" موینکا اچھل کر پیچھے ہٹتی ہوئی ہوئی۔

"واپس چلو۔" صدر مالے کی طرف دوڑتا ہوا بولا۔ موینکا اور جوزف بھی اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ مالا پار کر کے

صدر رک گیا۔ وہ اس نہیں کو گھور رہا تھا۔ جس میں کچھ دیر پہلے ہام اور اس کے ساتھیوں کو روکے رکھا تھا۔
”کیا بات ہے؟“ مویکانے آہستہ سے پوچھا۔

”کوئی نہیں کے اندر گیا ہے وہ ہمارے آدمیوں میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کے جسم پر چیزیں جھول رہے تھے۔“
”تم لوگ یہی ٹھروں میں دیکھتا ہوں۔“ جوزف آگے بڑھتا ہوا بولا۔
وہ نامی گن سنجا لتے ہوتے بہت احتیاط سے آگے بڑھنے لگا۔ صدر اور مویکا وہیں کھڑے رہے۔
نہیں کے درکاپروہ گراہو اتھا۔

جیسے ہی جوزف قریب پہنچا اندر سے آواز آئی۔ ”خبردار اگر کوئی اندر آیا تو گولی مار دوں گا۔“
جملہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا اور آواز سے زیاد وہ کسی درندے کی غرابیت ہی معلوم ہوئی تھی۔
بھاگ جا۔۔۔ جا۔ اپھر کہا گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے بولنے والا جلدی جلدی سے کچھ اتنا رہ ہو۔
صدر اور مویکا آہستہ آہستہ قریب آگئے تھے انہوں نے اندر سے بولنے کی آواز بھی سنی تھی۔ صدر نے جوزف کو اشارہ
کیا کہ وہ وہیں ٹھرے اور خود بیجوں کے بل چلتا ہوا نہیں کی پشت پر آیا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ سینے کے بل زمین پر
تھا۔

page # 071

قات کا نچلا حصہ اور پر اٹھانے میں دشواری نہ ہوئی۔ اس نے اسے صاف دیکھا۔ پشت صدر ہی کی طرف تھی۔ وہ
دوز انو ہیٹھا جلدی کچھ کھار رہا تھا۔ قریب ہی رائقل پڑی ہوئی تھی۔
صدر بہت سالگی اندر ریگ گیا۔

وہ اتنا مخوب تھا کہ شاند کپڑوں کی سرسرابہت بھی نہ سن سکا۔
یک بیک صدر نے اس پر چھلانگ لگائی۔ اور وہ کسی لکھنے کتے ہی کی طرح غرا کر پلت پڑا۔ اگر صدر نے اس کی ناک
پر گھونسہ رسیدہ کر دیا ہوتا تو اسے ناقتوں اپنے دلیئے شانے کو روپا پڑتا۔ شکستہ حال اجنبی نے ایسے ہی خونخوار انداز میں
اس کے شانے پر منہ مارا تھا۔

وہ بالکل درندوں ہی کی طرح غراٹا اور لڑتا رہا لیکن اس کا منہ اب بھی چل رہا تھا۔ نوالہ اتنا بڑا اتھا کہ دونوں گال پھولے
ہوئے تھے۔

استھن میں جوزف اور مونیکا بھی اندر گھس آئے۔ اور وہ حشت زدہ آدمی جلدی تابو میں کر لیا گیا۔
لیکن کیا وہ ہوش میں تھا۔

صفر را سے متاخر انداز میں دیکھ رہا تھا۔

اب اس وقت پوزیشن یتھی کہ جوزف نے اسے دلوں ہاتھوں سے جکڑ رکھا تھا لیکن وہ اس سے نپٹنے کی بجائے ان روئیوں پر ہاتھ مارنے کے لئے زور کر رہا تھا جو اپنے کھانے کے لئے اس نے باسک سے نکالیں تھیں۔

"اوہ وہ ابھوکا ہے۔" مونیکا بولی۔ "چھوڑ دوا کھائیں دو۔"

"چھوڑ دوں۔۔۔ کھائیں دوں؟" جوزف آنکھیں نکال کر دھاڑا۔

"چھوڑ دو" ا صفر نے مونیکا کی تائید کی۔

page # 072

جوزف کی گرفت ڈھیلی پر گئی اور وہ خود کو چھڑا کر روئیوں پر ٹوٹ پڑا۔ مونیکا اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ یورپین ہی تھا لیکن رنگت نیا لی ہو کر رہ گئی تھی۔ سرا اور داڑھی کے بال بے تحاشا ہو چکے ہوئے تھے۔ لباس کو اگر چیھڑوں کا ڈھیر کھا جائے تو یہ جانہ ہو گا۔

وہ اس طرح روٹی کو ہاتھوں میں لے کر منڈپ لے جاتا تھا جیسے خدا شہو کر کہیں وہ چھوٹ کر جو امیں نہ اڑ جائے۔

مونیکا نے اسے سالٹ میٹ کے کچھ بکڑے دے جو شکریہ ادا کئے بغیر اس کے ہاتھ سے بچپٹ لئے گئے تھے۔

وہ قیتوں ہی اسے تھیر آمیز دل چھپتی کے ساتھ دیکھتے رہے۔ وحشی کوشانہ اس کی بھی پرواہیں تھیں کہ وہ کچھ ہی دیر پہلے ان کے دوسرا تھیوں کو مت کے گھاٹ اٹا رچکا ہے!

page # 073

کششی کچھ دور تک تو اسی طرح چلتی رہی کہ اسٹر و کر اسے واپسی ہی کا سفر سمجھا یعنی وہ ہر لمحہ جزیرے سے دور ہوتی جا رہی تھی لیکن پھر یک بیک عمران نے کہا "اب پھر وہ اتنی جانب موڑ لو پیارے ا"
کیوں؟" اسٹر و کر کے لجھے میں حیرت تھی۔

"ابھی کام ختم نہیں ہوا۔" عمران نے جواب دیا
"اوہ تو کیا ہام ابھی زندہ ہیں؟"

"تمہاری باتیں میری سمجھتے میں نہیں آتیں۔" اس توکرے والا

"اپنی باتیں اکثر خود میری ہی سمجھتے میں نہیں آتیں ابھی اس کی پرواہ نہ کرو۔ ابھی تو ہام کو بے بس کر کے گا سکر کے حق میں اس سے اپک تحریر پر لینی ہے۔"

page # 074

"ویکھو وہ لوگ شور کیوں مجاہر ہے ہیں؟"

عمران ساحل کی طرف ہڑا۔ اور اس کے ہوتنوں پر ایک شریروں میں مگر ابھ نظر آئی وہ ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہے تھے۔ عمران بھی ہاتھ ہلا کر چیخنا تھا "ہاں۔ ہاں۔ میں چیوگنم کے پیکٹ پورٹ سعید میں بھول آیا ہوں۔ ذرا دوڑ کر لیتا آں۔" کیا بات ہوئی۔ "اشرو کرنے نے حیرت سے کہا

"تو" ا عمران جیب سے چیوٹم کا پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا "میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا۔ آدھا پیکٹ
ڈھنگی وہاں نہیں چھوڑتا۔ ہاں پھیک ہے کنارے پر پہنچ کر کنارے ہی کنارے جلتے ہو۔"

"آخر مقصد کیا ہے؟"

"کیا تمہیں علم ہے کہ ہام پہاں کیوں آپا ہے؟"

"فلم کی شوٹنگ کے لئے۔"

"آہا! تم صرف اس لئے کر رہے ہو کہ تم نے رات کشی پر ہی بسر کی تھی اور ہنگامے کی آوازیں بھی تم تک نہیں پہنچیں تھیں۔"

"کیسا ہنگامہ میں نہیں سمجھا۔"

عمران نے پچھلی رات کی کہانی دھرائی جسے وہ متغیرانہ انداز میں منتار ہاپھر بولا۔

وہ لاکٹ کیا تھا؟

"شاید اس کی قیمت کروڑوں تک جا پہنچے۔ لڑکی کا باپ ان فذ اقویں میں سے تھا جو افریقہ کے سواحل پر لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ کروڑوں کی قیمت کامال نہیں نے اس جزیرے میں فن کیا تھا۔ اس لاکٹ میں ایسے ہی ایک دینے کا نقش ہے اور یہ لاکٹ لڑکی کو اپنے باپ سے ملا تھا۔"

"اوتو وہ فلم کا قصیہ بکواس تھا۔"

page # 075

"سو فیصد بکواس۔۔۔ پیارے دوست!"

"تواب وہ لاکٹ ہام کے پاس ہے یا مورن ہی کے قبھے میں ہے۔"

"وہ ہم رے پاس ہے اور اب وہ لوگ لیڈی موینکا کے تھت ہی کام کریں گے۔"

"لیڈی موینکا!" اسڑو کرنے حیرت سے کہا۔ "کیا کہہ رہے ہو؟"

"ہاہا۔ تمہارا بھتھے ہو۔ ہم چاروں میں ایک وہ بھی تھی۔"

"ضرور تم نے میں ہو۔" اسڑو کرنے قبھے لگایا۔

"واپسی پر دیکھ لیما۔ کیا تمہیں وہ جوان لڑکا یاد نہیں جو ہر وقت اپنی کھوپڑی پر چڑے کا خود منڈھے رہتا تھا۔ حتیٰ کہ

سوئے وقت بھی تم نے وہ خود اس کے سر پر دیکھا ہو گا۔"

"ارے ہاں امیں نے ایک بار اسے ٹوکا بھی تھا۔"

"وہ لیڈی موینکا ہی تھی۔"

"اوہ جو تو کیا مجھے موینکا کی شکل بھی یاد نہیں۔ دور ہی سے کہی لیکن میں نے اسے سینکڑوں بار دیکھا ہے۔"

"وہ میک اپ میں تھی واپسی پر پھر دیکھ لیما اب اس نے خود کو ظاہر کر دیا ہے۔"

"اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ مجھے کتنی تمنا تھی کہ اسے قریب سے دیکھوں لیکن اگر یہ جھوٹ انکا تو اچھا نہ ہو گا۔"

"جو عاشق کی مز اورہ ہمیری مزا۔"

"ہائے۔ کتنے اس کے عشق میں بنتا ہیں۔" اسڑو کرنے شختگانی سافی۔

"وہ سب یہاں بلیریا میں بنتا ہو جائیں گے۔ مجھے یقین ہے۔۔۔ اوہ دیکھو۔۔۔ بائیں جانب"!

"کیا۔۔۔ اس دراز میں؟" اسڑو کرنے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔ دیکھو کیا یہ کشتنی نہ اہم ہے؟
بے قتو!"

"لیکن پھر نقصہ کے مطابق یہاں سے سفر شروع کرنا ہے۔ ہم وہاں سے تقریباً تین یا چار میل آگے ضرور نکل آئے ہوں گے۔"

اسڑو کرنے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کشتنی کو دراڑ میں موڑ رہا تھا۔ دراڑ اتنی کشاوہ تھی کہ اس جیسی تین کشتنیاں برہ سے چل سکتی تھیں لیکن آگے چل کروہ بتدربنخ نکل ہوتے ہوتے بالآخر کشتنی کی سی شکل اختیار کر گئی تھی جس کے بعد راستہ مسدود تھا۔ ویسے ڈھان انیسی تھی کہ اسے طے کر کے اوپر پہنچا جا سکتا تھا۔

عمران نے کاغذات کا تھیا اکھوں ڈالا تھا۔ کبھی کاغذات پر نظر ڈالتا اور کبھی چاروں طرف دیکھنے لگتا۔

دراڑ دو یا ڈھانی فرلانگ لمبی ضرور ہو گی۔ کشتنی آگے بڑھتی ہی جا رہی تھی کہ یک بیک باکیں جانب ایک دراڑ پھر نظر آئی۔ اور کشتنی کو پانی کے ریلے سے بچانے کے لئے وہی جانب ٹھنڈا پڑا۔ شاید یہ کسی دریا کا وہاں تھا۔ بس یہی راستہ ہے۔ عمران نے پُسرت لجھ میں کہا لیکن کشتنی تو آگے بڑھ گئی تھی۔

اسڑو کرنے کہا "یہ بھی تو دیکھو کہ یہاں کتنا تیز ہے۔ میرا خیال ہے کہ کشتنی یہاں پہنچ جاؤ گی۔"

"تب پھر ہمیں مجبوراً اوپر چڑھ کر پیدل ہی چلنے پڑے گا۔ بہر حال یہ دریا یعنی رہنمائی کر سکتا ہے ڈھان کے قریب روکنا۔ اوپر جا کر دیکھوں گا کہ دریا کس سمت سے آیا ہے۔"

لنگر اندازی میں دشواری ہو گی یہاں۔ "اسڑو کرنے تشویش کن لجھ میں کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ یہ کام تو کرنا ہی ہے۔"

جیسے ہی کشتنی دراڑ کے سرے سے مکرائی عمران نے چھلانگ لگادی۔ اور پانی میں گرتے گرتے بچا۔ کامنے سے مانی گئی بھی انک رہی تھی۔ اسے سنجانا دشوار ہو گیا تھا لیکن بہر حال وہ مانی گئی سمیت خشکی پر پہنچ گیا۔

پانی کی سطح سے دراڑ کی اونچائی کم از کم ہیں فٹ ضرور ہو گی اس جگہ کے علاوہ اور کہیں سے اوپر پہنچا ممکن بھی نہ ہوتا۔ یہی ڈھان دراڑ کو کشتنی نہ باناتی تھی یعنی یہ ڈھان کشتنی کے سرے سے بہت مشابہ تھی۔

عمران اوپر چڑھتا چلا گیا۔

وغلتا اس نے اسٹرکر کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ "میں کشی کو دراڑ کے باہر لے جا رہا ہوں۔ یہاں لگنگر نہیں ڈالا جاسکتا۔ وہ اپنی پر آواز دے لیما۔"

"جا۔۔۔ جا۔۔۔" "عمران مڑے بغیر ہاتھ بلا کر بولا۔

وہ روئیاں ختم کر چکا تھا اور اس کی آنکھوں کی وحشت بھی کسی حد تک دون ہو گئی تھی۔ بس ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے معدہ پر ہو جانے کے بعد اس پر غنوادگی طاری ہو رہی تھی۔

ہام اپنے بھاگے ہوئے ساتھیوں کو واپس لایا تھا۔ اور موئیکا ان پر برس رہی تھی۔ بزوں پر فرین کر رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی کہ وہ عورتوں سے بھی بدتر ہیں۔

"میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" مورن اجنبی کی طرف ہاتھ اٹھا کر وہاڑا۔

"مگر مارڈا لئے سے پہلے مجھے تھوڑی سی پلا دو۔" اجنبی نے مخفی سافس لی۔ "مہینوں ہو گئے ایک ایک قطرے کو تر س رہا ہوں۔"

page # 078

"تم نے ہمارے دو آدمیوں کو مارڈا لا ہے۔" ہام نے بھی آنکھیں نکالیں۔

"ہاں لیکن میں اب تمہیں جوبات بتاں گا وہ ہزار جانوں سے بھی زیادہ قیمتی ہو گی۔ اوہ۔۔۔ کیا تم مجھے تھوڑی سی شراب نہ دو گے؟"

موئیکا نے جوزف کو اشارہ کیا کہ اس کی یہ خواہش بھی پوری کی جائے۔ جوزف نے جگ میں رم انڈیل کر اس کی طرف بڑھائی۔

"ہا۔۔۔ خدا تمہیں خوش رکھیے۔" اجنبی نے کہا اور جگ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

پھر اس موئیکا نے زم لجھے میں کہا۔ پھر ہام اور مورن کو اس طرح گھورنے لگی جیسے انہیں اس طرز تباہ طب سے باز رکھنا

چاہتی ہو جو اجنبی کے لیے اختیار کیا گیا تھا۔

وہ دونوں پھر کچھ نہیں بولے۔ اجنبی رم کے بڑے بڑے گھونٹ لے رہا تھا ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے شدید ترین پیاس کے عالم میں غیر متوقع طور پر ٹھنڈا پانی ہاتھ آ گیا ہو۔ سب کے ہوتے بند تھے۔ اور نظریں اجنبی پر تھیں۔ جگ خالی کر کے اس نے ایک طرف رکھ دیا۔ کچھ دیر تک سر پکڑ کر بیٹھا رہا۔ پھر موئیکا کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم یہاں کیا کرنے آئی ہو خوبصورت عورت؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"بھی میں تم سے بھی پوچھ سکتی ہوں ظاہر ہے کہ تم یہاں کے باشندے نہیں ہو سکتے۔"

"میری بد نصیبی لائی تھی۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "لیکن میں تمہیں واپس کا مشورہ دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ دفینوں کا چکر ہی تمہیں یہاں سمجھنے لایا ہے۔"

"میں تمہارے اس خیال کی تردید نہیں کروں گا۔" ہام بولا۔

"واپس جا۔ یہ شیطان کا جزیرہ ہے پاگل ہو کر مر جا گے۔ میں تین ماہ سے جانوروں اور پرندوں کا کچا گوشت کھارہا ہوں۔ آج تم لوگ نظر آ گئے اور میں نے اپنے آخری دوکار تو سبھی ضائع کر دیئے۔"

"مگر تم نے گولی چالائی ہی کیوں؟" "موئیکا بولی۔" تمہارے پاس آ کر کھانا مانگ سکتے تھے!

page # 79

"میں نے پہلی نہیں کی تھی میں تو صرف ان جھاڑیوں میں چھپ کر دیکھ رہا تھا کہ مجھ پر گولیاں بر سے گلی تھیں، پتہ نہیں کس طرح میں خود کو بچا لایا تھا۔ میرے خدا۔ شاید وہ مامی گن تھی۔ بس پھر غیر ارادی طور پر میں نے بھی اپنے دونوں کارتوں سے ضائع کر دیئے تھے لہشتانی بھی نہیں لیا تھا۔ یہ میری بد نصیبی ہی ہے کہ وہ آدمی مر گئے اور مجھے مامی گن بھی نہ چاٹ سکی۔"

"تم کون ہو اور یہاں یوں آئے ہو؟"

"میں دنیا کا سب سے بڑا احقر ہوں۔ اور دفینوں کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔ آٹھا دیوں کی پارٹی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ باقیہ سات پر کیا گزری۔ ویسے میں تو نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔"

"کہاں سے؟"

"یہ نہ پوچھو۔ تم یقین نہ کرو گی۔ کیونکہ مہذب دنیا سے آئیں ہو جہاں تو ہم پرستی آہستہ آہستہ سائنسی ترقیات کی

بھیتھ چھاٹتی جا رہی ہے۔ مگر مجھ سے پوچھو۔ میں نے بڑے حیرت انگیز مناظر دیکھے ہیں۔ اگر اب کوئی مجھ سے یہ کہہ کر شیطان اور بھوت شخص وہم ہیں تو میں اس کا خون پی لینے سے بھی گریز نہ کروں گا۔"

"تم بڑی عجیب باتیں کر رہے ہو۔" مویکا نے تھیرانہ انداز میں پیکیں جھپکائیں۔

"ٹھیک ہے تم یقین نہیں کرو گی۔" اجنبی نے سر ہلا کر کہا۔

"نہیں تم اپنا بیان جاری رکھو۔ مجھے بھتوں سے بڑی عقیدت ہے۔" صدر مسکرا لایا۔

"نن۔ نہیں مسٹر صدر! اجوزف ہکلایا۔" ایسی باتیں نہ کرو۔ اگر تمہیں بھتوں سے عقیدت ہے تو ہم کیوں جہنم میں جائیں؟"

"کیا تم یقین کر لو گے کہ خونخوار جنگلیوں کی مدد ہبی پیشووا ایک سفید فام عورت ہے جو کہتی ہے کہ میں آسان سے پیکی ہوں جو انگریزی، جرمی، فرنچ اور اٹالوی زبانیں بڑی روائی

page # 80

سے بول سکتی ہے اور جنگلیوں سے انہی کی زبان میں گفتگو کرتی ہے۔"

"اس کا جگ دوبارہ بھریز کرو۔" مورن نے بنس کر کہا۔ "تاکہ یہ نہیں اس سے بھی زیادہ دلچسپ کہانی سن سکے۔۔۔ کیوں دوست!"

"جہنم میں جا۔۔۔ خود بھجو گے۔"

"تم یہاں آئے کیسے تھے۔ پہلے یہ بتا۔ ظاہر ہے کہ تمہیں پوشیدہ طور پر کسی بڑی کشتمی کا انتظام کرنا پڑا ہو گا۔ پھر وہ کشتمی کہاں گئی؟"

"اس کے پر نچے اڑ گئے تھے۔ وہ غرق ہو گئی تھی۔ اس واقعہ کو بھی تم کہانی ہی سمجھو گے۔" اجنبی ہانپاہ ہوا بولا اور مویکا کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم لوگ کچھ دری کے لیئے اپنی زبانیں بندھی رکھلو بہتر ہے۔" مویکا نے کہا کوئی کچھ نہ بولا۔ مورن نے البتہ برا سامنہ بننا کر کہا۔ "تم وقت ضائع کرنا چاہتی ہو۔۔۔ کرو۔"

پھر وہ خیسے سے باہر چلا گیا۔ مویکا نے اجنبی سے کہا۔ "میں تمہاری باتیں غور سے سن رہی ہوں۔"

اس نے جوزف کو اشارہ کیا تھا کہ وہ اس کے جگ میں تھوڑی اور انڈیل دے۔ اجنبی کچھ دری تک خاموش رہا پھر بولا۔

"ہم ساحل پر اترے تھے وہیں پر چھوٹا سا خیمه نصب کیا تھا۔ کشتی لگنگر انداز تھی۔ کچھ رات گئے ایک بہت بڑا روشنی کا گولہ پانی کی سطح پر ابھرنا تھا اور کشتی سے نکلا کراس کے پرچے اڑا دیئے تھے"۔

"روشن گولہ۔۔۔ بھلا وہ کتنا بڑا رہا ہو گا؟"؟ ہام نے مسٹکرہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔
"اس کا قطر آٹھ یا دس فٹ ضرور ہو گا۔ پھر وہ فضا میں بلند ہو گیا تھا۔"

"خدا کی پناہ" ہام نے کہا اور صدر کے علاوہ سب ہی بس پڑے۔ وہی سے شجیدگی سے اس کی کہانی سن رہا تھا۔ مویکا کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آتی تھی۔

"اوہ"! اجنبی دانت پیس کر بولا۔ "جہنم میں جامت یقین کرو میں جانتا ہوں کہ تم ابھی

page # 81

مجھے مارڈالو گے کیونکہ میرے ہاتھوں تمہارے دو آدمی مارے گئے ہیں"۔

"ضرروی نہیں ہے"۔ صدر نے شجیدگی سے کہا۔ "اگر میں تمہیں مارنا چاہتا تو اسی وقت گا گھونٹ دیتا جب حملہ کیا تھا"۔

اجنبی نے اس کی طرف دیکھا چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "ہاں تم طاقتور ہو ایسا کر سکتے تھے۔ مگر مجھے بتا آخر میں جھوٹ کیوں بولوں گا؟"

"ہاہلا"! ہام نے قہقہہ لگایا۔ "تم یقیناً دینوں ہی کی تلاش میں آئے تھے لیکن تمہارے دوسرا ساتھ شاید تمہیں یہیں چھوڑ کر دوسرا طرف نکل گئے۔ اب تم واپس جانا چاہتے ہو۔ ہم نووارو ہیں لہذا تم ہمیں ڈراؤ کرہمارے ساتھ واپس جانے کی فکر میں ہو"۔

"اس کے باوجود بھی میں تمہاری کہانی سننا پسند کروں گا"۔ صدر نے اجنبی سے کہا۔

ہام نے بر اسلامہ بنائی کرشناوں کو جہش دی اور جیب سے سگار نکال کر اس کا گوشہ توڑنے لگا۔

اجنبی نے مویکا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آخر تم عمر میں یہاں کیا کرو گی۔ تمہیں یہاں آنے کا مشورہ کس نے دیا تھا۔ آہا شاید تم میں کوئی تحریک کار آدمی بھی موجود ہے ایسا آدمی جو یہاں سے نکلا ہو"۔

"ہم میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے"۔ صدر بولا۔

"نہیں ہے تو تم اس قبلے کے متعلق ضرور جانتے ہو گے جو سفید فام لوگوں کا گوشت بڑے شوق سے کھاتا ہے"۔

"نہیں" اڑیزی جیخ پڑا۔

اجنبی کی ٹھیکی میں بید روی تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک بنتا رہا پھر بولا۔ "اگر ہمارے ساتھ بھی کوئی عورت ہوتی تو وہ جنگلی نہیں منزل مقصود تک پہنچا دیتے۔"

"میں نہیں سمجھا۔ صدر راس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

page # 82

"یہاں سے صرف چار میل کے فاصلے پر وہ قبیلہ آباد ہے۔ چونکہ لوگ پہلے بھی دفینوں کی تلاش میں یہاں آتے رہتے ہیں اس لیے انہیں علم ہو گیا ہے کہ ان کے آنے کا مقصود کیا ہوتا ہے۔ اب وہ آنے والوں کو پکڑتے ہیں اور اشاروں میں کہتے ہیں کہ اپنے ہی جیسی کوئی سفید فام عورت لاتب آگے جانے دیں گے۔"

"خاموش رہو۔ عورتوں کو خوفزدہ نہ کرو۔" ہام غریا۔

"اوہ تو کیا تم ہی ان عورتوں کو لائے ہو؟"

"بکواس مت کرو۔ میں کہتا ہوں آخر اس کی بے سرو پا کہانیاں سننے سے فائدہ؟" "ہمارے لیے ایسی معلومات ضروری ہے۔" مویکا نے خشک لبھ میں کہا۔ "تمہیں الجھن تھی ماں کہ آخر اڑیزی کو یہاں لانے کا کیا مقصود تھا۔ دیکھو مورن کہاں گیا؟"

ہام چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر خیمے سے نکل گیا۔ مویکا نے اجنبی سے کہا کہ وہ اپنا بیان جاری رکھے۔

"میں تمہیں یہ بتا رہا تھا کہ وہ لوگ صرف عورتوں کی حد تک آدم خور ہیں مردوں کا گوشت نہیں کھاتے۔ ہو سکتا ہے پہلے صرف کالی عورتیں کھاتے رہے ہوں پھر اتفاقاً دفینوں کے متلاشیوں کے ذریعے کبھی کوئی سفید عورت بھی ہاتھ لگ گئی ہو۔"

"تو تمہارے ساتھ بھی کوئی عورت تھی؟" صدر نے پوچھا۔

"نہیں تھی اسی لیے تو ہم پرتابی نازل ہوئی۔" اجنبی نے کہا۔ "ان سے مدد بھیز ہوئی اور انہوں نے نہیں آگئے نہیں بڑھنے دیا۔ ہمارے نقشے کے مطابق راہ اوہڑی سے تھی جہوں وہ قبیلہ آباد ہے۔ ہمیں اس لیے زبردستی ساحل کی طرف وکھلیل دیا کہ ہم اپنے ساتھ عورتیں لائیں تب وہ ہمیں آگے بڑھنے دیں گے بلکہ وہاں تک پہنچانے کی کوش کریں گے جہاں وہ نہیں ہیں۔"

"بڑا عجیب قبیلہ ہے۔ مویکا بڑا اُنی اس کی آنکھوں میں بے اعتباری صاف پڑھی

page # 83

جا سکتی تھی۔

"ہماری کشتی تو پہلے ہی تباہ ہو چکی تھی اس لیئے واپسی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ اب اس کے علاوہ چارہ ہی کیا تھا کہ اورہ اوہر بحکمت پھریں۔"

"تم نے ان کا مقابلہ نہیں کیا تھا؟" صدر نے پوچھا۔

"اس کا تصور بھی وخت تاک تھا۔ آٹھا دمیوں کی بساط ہی کیا۔ وہ میں چاروں طرف سے گھیر کر مارڈا لتے۔ تمہیں اس جنگل کا انداز نہیں ہے۔ کچھ آگے گر رہو گے تو معلوم ہو گا۔ صرف پانچ جنگلی تمب کے لیئے کافی ہوں گے۔ حالانکہ تمہارے پاس نامی گھنیں بھی ہیں تمہیں پتہ ہی نہ چلے گا کہ وہ کب آئے اور کہہ سے آئے۔ بید کے زہر یا لیے تیر تمہارے چہروں پر پڑیں گے۔ اور تم گرتے ہی ٹھنڈے ہو جا گے۔"

بید کے زہر یا لیے تیر۔ صدر نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں بید کی نوکدار چھڑیاں کمانوں میں رکھ کر کھینچتے ہیں۔ جسم کے کسی حصے پر ان سے معمولی سی خراش آجائے تو آدمی کو ختم ہی سمجھو۔ پتہ نہیں کس سر لع لاثر زہر میں ان کی نوکیں ڈبوتی جاتی ہیں۔"

"نہیں جنگلیوں کی مذہبی پیشواؤ کوئی سفید فام عورت ہے؟" مویکا نے پوچھا۔

"نہیں اور وہ وسر اقیلہ ہے۔ ہم جنگل میں بحکمت پھر رہے تھے کہ اچانک ہم پر حملہ کر کے ہمیں پکڑ لیا گیا۔ ہر آدمی سے دو تین چھٹ گئے تھے۔ حملہ اتنی آہنگی سے ہوا تھا کہ ہم قبل از وقت ہوشیار نہ ہو سکے تھے۔ حملہ آور جنگلی ہی تھے۔ پہلے تو ہم یہی سمجھے کہ وہ وہی آدم خور ہوں گے جنہوں نے سفید فام عورت کی فرمائش کی تھی۔۔۔ لیکن۔۔۔"

"اوہ۔ یہ شو رکیسا؟" فعلتا مویکا ہاتھ اٹھا کوبولی اور جبی بھی خاموش ہو کر ہنسنے لگا۔

دوزتے ہوئے قدموں کی آوازیں صدر بھی سن رہا تھا وہ جھٹ کر خیمے سے باہر اکلا۔

page # 84

مورن دوڑتا ہوا طرف آ رہا تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی درندے نے پیچا کیا ہو۔

"ہم تباہ ہو گئے۔۔۔ستباہ ہو گئے" صدر کو دیکھ کر اس نے چینا شروع کر دیا۔۔۔ موینکا اور دوسرے لوگ بھی خیمے سے باہر آگئے تھے۔

"کشتی تباہ ہو گئی" وہ قریب پہنچ کر چینا۔

پھر بیک وقت سب کی زبانوں سے کچھ نہ کچھ اکااضر و رضا۔

مورن ہانپتا ہوا کہہ رہا تھا۔ "مارڈا اللو۔ اس سور کو مارڈا اللو۔ یہ کسی قسم کی سازش ہے۔۔۔ پتے نہیں وہ کون ہے۔۔۔ کہاں گیا ہے؟"

"ہوش میں آ، کشتی تباہ کیسے ہو گئی؟" موینکا نے سخت لمحے میں کہا۔

"کشتی اور ہر ہی آرہی تھی کہ ایک چمکدار گول سطح پر ابھر اور اس سے نکرا گیا۔ کشتی کے پر چھے اڑ گئے۔۔۔ میں کہتا ہوں اسے مارڈا اللو۔"

صدر اس اطلاع پر بوکھلا گیا پھر ٹھیک اسی وقت ایک فائر ہوا اور اجنبی گر کر رز پنے لگا۔ وہ خیمے کے در کے قریب ہی کھڑا تھا۔

صدر نے مورن کے مخصوص ساتھیوں میں سے ایک کے ہاتھ میں ریو الور دیکھا مگر اب اسے ہوش کہاں تھا کہ باز پرس کرتا۔ وہ تو بے تعاشر ساحل کی طرف دوڑا اجارتھا اور اس کے پیچھے ہی جوزف بھی بھاگ رہا تھا۔

پھر اسے خیال آیا کہیں یہ مورن کی چال ہی نہ ہو۔ اس نے پہلے بھی تو کوشش کی تھی کہ اس اجنبی کو مارڈا لے۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ سب ہی بھاگے چلے آ رہے تھے۔ صدر رک گیا۔

قریب پہنچ کر مورن نے ایک جانب ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا "وہاں"۔

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟" صدر نے تیز لمحے میں پوچھا۔

page # 85

"کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟"

"اوہ ختم کرو" موینکا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "کشتی پر کون کون تھا؟"

"یہ میں نہ نہیں دیکھا۔ بس کشتی کے کلڑے کلڑے اڑتے دیکھتے تھے۔ اب کیا ہو گا۔۔۔ لاکٹ بھی گیا۔"

"لیکن لاکٹ والی تو موجود ہے۔۔۔ تلاش کرو ان آنکھوں کو" صدر نے زہریلے لمحے میں کہا۔

"کیا مطلب؟" مورن اسے گھوڑتا ہوا بولا۔

"اوہ باس!" مورن کے ایک خاص آدمی نے کہا۔ "اس جوشی بھی نے ایسے آنکھوں کی کہانی سنائی تھی جو سفید فام عورتوں کا گوشت بڑی رغبت سے کھاتے ہیں۔"

ڈیزی بھی وہیں موجود تھی لیکن اسے دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔
مورن صدر کو گھوڑتا رہا پھر دانت پیس کر بولا۔ "تم لوگ پتے نہیں کیا چاہتے ہو؟"
"مورن خود کو تابو میں رکھو۔" موینا نے تحکما نہ لجھے میں کہا۔

"مگر بتا اب کیا ہو گا ہم و اپس بھی تو نہیں جاسکتے اور یہ سب کچھ تمہارے ساتھی کی بدولت ہوا۔"
"میں تمہیں بتا پچکی ہوں کہ وہ اس راستے کی تاش میں تھا جہاں سے سفر شروع کرنا ہے۔"
"اور سفر شروع ہو گیا۔" مورن نے ہدیا نی قسم کی بھی کے ساتھ کہا۔

"مجھے یقین نہیں کہ کشتی بتاہ ہو گئی ہو۔" صدر بولا۔

"تم پا گل ہو گئے ہو۔ میں جھوٹ کیوں بولوں گا؟"
"تمہارے کیوں چلتے تھے؟"

page # 86

"اس کی بکواس نہیں سننا چاہتا۔"

"حالانکہ اب اسی کی ایک بکواس دہرا رہے ہو۔ آخر اس کا مقصد کیا تھا؟"

"میں تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دینا چاہتا۔" موینا کا تم صرف اسی صورت میں زندہ رہ سکتی ہو کہ میں ان دونوں آدمیوں کو مار دلوں۔"

ٹھیک اسی وقت جوزف کی پتلوں کی جیب سے ایک فائر ہوا اور مورن پیٹ پر ہاتھ رکھتا ہوا ذہیر ہو گیا۔

دوسرے ہی لمحے میں ریو الور جیب سے باہر گل آیا تھا اور اب وہ مورن کے ان دونوں مخصوص ساتھیوں کو کوکر رہا تھا جو کسی طرح بھی اس کا ساتھ دے سکتے تھے۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ وہ سب دم بخود کھڑے تھوڑا ہام چینا۔ "مورن جھونا تھا وہ رہی کشتی۔"

با کہیں جانب بہت فاصلے پر دھواں سا دکھائی دے رہا تھا۔ پھر کچھ ہی دیر بعد چمنی کا اوپر پر حصہ نظر آیا۔ مورن ٹھنڈا

ہو چکا تھا۔

"ہم بے قصور ہیں مادام"! مورن کے ساتھیوں میں سے ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
"آخر اس کا مقصد کیا تھا؟ مویکا بڑا بڑا۔"

"مقصد پھر دیکھنا؟ جوزف غرلیا۔" پہلے یہ بتا کر ان دونوں کا کیا کروں؟"
وہ دونوں پھر گزر گزانے لگے۔ جوزف اب بھی ان کی جانب ریو الوراٹھائے ہوئے تھا۔ اور ان کے ہاتھ اوپر تھے۔
"فی الحال ان کے ہاتھ باندھو۔"

"ہم وعدہ کرتے ہیں مادام۔۔۔" کہیے ہم نے تو کچھ نہیں کیا۔"
"تم نے اجنبی پر گولی چالائی تھی؟"

page # 87

"ہم سمجھتے تھے کشتی سچ مچ جاتا ہو گئی۔ ہم پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ ہم نہیں جانتے کہ مورن نے یہ جھوٹ کیوں بولا۔"

"مورن ہمیں زندہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے چاہتا کہ تم سبھوں کو میرے ساتھی پر غصائے کوہ کشتی لے کر گیا تھا۔ اور ہم پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے غالباً یہی اندازہ لگایا تھا کہ کشتی کی تباہی کے متعلق معلوم کر کے تم لوگ پاگل ہو جا گے اور اس پاگل پن کا نتیجہ یہ ہو گا ہم مویکا سمیت زندہ دفن کر دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد ہم کو بھی ختم کر دیتا اور جب ہمارا ساتھی واپس آتا تو اس کا بھی یہی حال ہوتا۔ مورن کیسے دیکھ سکتا تھا کہ لاکٹ کسی دوسرے کے قبضے میں رہے۔ اور یہ بیچاری ڈیزی تو آئینوں کے لیے لاتی ہی گئی تھی۔"

"خدا کے لیئے واپس چلو۔ یہ کیا دیو یا گنگی ہے۔" ڈیزی بلبلائی۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ مورن کے دونوں ساتھیوں کے ہاتھ باندھے جا رہے تھے۔ اب کشتی پوری طرح سامنے آگئی تھی مگر فاصلہ زیادہ تھا تو قع نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ بیس منٹ سے پہلے وہاں تک پہنچ سکے۔

"پہلے ہی مر جطے پر کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔" ہام بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔
"کیا تمہیں پہلے سے اندازہ نہیں تھا؟" مویکا نے خلک لجھے میں پوچھا۔
"تھا تو مگر اس کا اندازہ نہیں تھا کہ ہم آپس میں ہی کلنے مر نے لگیں گے۔"

"انسانیت سے گرنے کا بھی نتیجہ ہوتا ہے۔ صدر بولا۔" تم لوگ ان آنکھوں سے بھی بدتر ہو۔

"میرے فرشتوں کو بھی حقیقت کا علم نہیں تھا ورنہ میں بھی اس پر تیار ہوتا۔ کہ لڑکی کو بھی ساتھ لایا جائے۔ کسی نہ کسی طرح لاکٹ وہیں حاصل کر لیا جاتا۔ اب تو میری بھی بھی تجویز ہے کہم واپس چلیں"

page # 88

"یہا ممکن ہے" مونیکا نے سخت کہجے میں کہا۔

"اوہ تم ایک عورت ہو کر ایسا کہہ رہی ہو؟ ڈیزی گھنچیاں۔" کیا تم مجھے آنکھوں کے حوالے کرو گی؟"

"میری زندگی میں یہا ممکن ہے ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔"

"تمہیں آنکھوں سے خوف نہیں معلوم ہوتا؟"

"میری زندگی میں آنکھوں میں گزری ہے" مونیکا نے لاپرواں سے کہا۔

وہ سب کشتنی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ انہوں نے اسڑو کر کی آوازی۔ "چلو۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ وہ خطرے میں ہے۔۔۔ ووڑو!"

"یہ کیا مصیبت ہے؟ مونیکا دانت پیس کر بولی۔" سمجھ میں نہیں آتا کیا ہو رہا ہے؟"

کشتنی ساحل سے آگئی تھی انہوں نے اسڑو کر کو دیکھا جو دونوں ہاتھ اٹھائے تھیں رہا تھا۔ "آچلو۔۔۔ وہ خطرے میں ہے۔" جوزف پہلے ہی دوڑ کر کشتنی کے قریب پہنچ گیا تھا۔

"کیا بات ہے جلدی بتا؟ وہ کشتنی پر چھلانگ لگانا ہو بولا۔"

"وہ راستہ تلاش کرتا ہو اور گیا تھا۔ میں کشتنی ہی میں تھا۔ کچھ دیر بعد میں نے مامی گن کے فائزوں کی آوازی۔۔۔ سینکڑوں آدمیوں کی چیزیں۔"

"کتنی دور گئے تھے؟"

"تمیں یا چار میل۔"

باقی لوگ بھی قریب آگئے تھے۔ اسڑو کر انہیں بتا رہا تھا۔ ک عمران نے وہ جگہ دریافت کر لی تھی جہاں سے سفر شروع کرنا تھا۔ اس نے لاکٹ کے کاغذات کا بھی حوالہ دیا۔

"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟" مونیکا نے صدر سے پوچھا۔

"بڑی دیر کر رہے تو تم لوگ"۔ صدر نے کہا۔ "تمیں وہاں جلد پہنچنا چاہیے۔ ہام تم یہیں ٹھہرو۔ میں تمہارے تین آدمی لے جا رہا ہوں۔ خیموں کی حفاظت بھی ضروری ہے۔" "میں بھی ساتھ چلوں گی"۔ مویکا بولی۔

"یہاں ممکن ہے لیڈی مویکا۔ اب تو کسی پر اعتماد کیا ہی نہیں جاسکتا۔ کیا پتہ ہم بقیہ لوگ یہیں رہ جائیں۔ نہیں کتنی اسی شرط پر جائے گی کہ تم یہیں ٹھہرو۔"

"ٹھیک ہے"۔ صدر نے بھی ہام کی تائید کی۔ "تم یہیں ٹھہرو۔ حالات ایسے پیش آئے ہیں کہ ہام کا غیر مطمئن ہوا بے چانہیں۔"

مویکا خاموش رہی بہر حال اس نے اس تجویز سے اختلاف نہیں کیا۔ خیسے سے وہ مامی گن بھی آگئی جسے کچھ دیر پہلے جوزف استعمال کر چکا تھا۔ صدر نے ہام کے ساتھیوں میں سے تین آدمی منتخب کیے اور کشتو پھر اسی جانب چل پڑی جدھر سے آئی تھی۔

* ----- *

وہ چاروں بڑی احتیاط سے اوپر پہنچے۔ جوزف خصوصیت سے کسی شکاری کتے ہی کی طرح چوکنا تھا۔ مامی گن اسی کے پاس تھی۔

"یہاں تو سنانا ہے مستر صدر"۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ صدر بھی چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

"وہ کہہ رہا تھا اس نے فائزوں کی آوازیں سنی تھیں، چیزیں سنی تھیں۔ لیکن مجھ تو یہاں کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آ رہی"۔ جوزف بولا۔

"غیر معمولی سے کیا مراد ہے؟"

"اوہ یہ جنگل ہیں مسٹر صدر۔ یہاں جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ اپنے نشان چھوڑ جانا

ہے۔ میں کیسے سمجھاں۔ یہ باتیں سمجھنا نہیں سکتا۔ میر ادھوی ہے کہ پچھلے تین دن سے یہاں کچھ بھی نہیں ہوا۔

"اوہ اتو کیا پھر کوئی دھوکا؟"

"ٹھہرو"! اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور نتھنے سکوڑ کر دو تین گہری گہری سائیں لیں اور پھر بولا۔ "فائز گنگ بلاشبہ ہوئی ہے"۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا"۔ صدر جھلا گیا۔ "کبھی کہتے ہو کہ کچھ بھی نہیں ہو اور کبھی فائز وہ کی بات کرتے ہو"۔

"میرا خیال ہے کہ اب تم دونوں لڑا شروع کر دے گے"۔ ایک جھاڑی سے آواز آئی اور وہ اچھل پڑے۔ آواز عمران کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔

جھاڑیاں ہٹا کر وہ ان کے سامنے آ گیا۔

"کیا ہوا۔ کیا بات تھی باس؟" جوزف کہتا ہوا اس کی طرف جھپٹا۔

"تمہارے لیئے شراب کا چشمہ تاش کر رہا تھا اچانک اسی وقت خیال آیا کہ اگر یہاں ایک کافی ہاز کھول دیا جائے تو کیماں ہے گا؟"

"عمران صاحب حالات انتہا ہو چکے ہیں اس لیئے ہوش کی باتیں کیجیئے"۔ صدر بولا۔

"اوہ اوه ہاں۔۔۔ تین چار تھے۔ میں نے انہیں مار کر پانی میں پھینک دیا تھا"۔

"کون تھے؟"

"لا جوں والا تو۔۔۔ برے بد اخلاق تھے۔ اپنا مام اور پتہ بتائے بغیر ہی مر گئے" عمران نے برا سامنہ بنایا کہ ہاں پھر ہام کے ساتھیوں سے بولا۔ "تم لوگ جا اور انہیں یہیں لے آ۔ ہمارا سفر یہیں سے شروع ہو گا۔ سب ٹھیک ہے"۔

وہ کھڑے تھیں اندراز میں پلکیں جھپکاتے رہے۔

"کیا تم نے سنائیں۔۔۔ جا اور تم دونوں یہیں ٹھہرو"

page # 091

صدر کی آنکھوں میں الجھن کیا ٹار تھے لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ ہام کے ساتھی نشیب میں اتر گئے۔

"مورن کارویہ کیسار ہا؟" عمران نے پوچھا

"میں نے اسے مارڈا جوزف بولا اور عمران اسے گھورنے لگا۔ شاید جوزف اسے مورن کی کہانی سنانے کے لپپلے ہی سمجھیں تھا۔ ان دونوں نے جلدی جلدی اسے سارے حالات سے آگاہ کیا۔ عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا "یقیناً چند گھنٹوں کی نہیں پورے ایک ماہ کی روپرٹ معلوم ہوتی ہے۔ کاش وہ اجنبی اس طرح نہ مارڈا لا گیا ہوتا۔" "اس کی ذمہ داری بھی سراسراً اپنی پر عاید ہوتی ہے۔" صدر نے پر اسمانہ بنانے کا کہا "آخر اس کی کیا ضرورت تھی۔" "اس کی کئی وجہات تھیں۔ میں ان لوگوں کا امتحان کیے بغیر آگئے نہیں بڑا سکتا تھا مجھے معلوم کرنا تھا کہ کون کس حد تک مویزیکا کا ساتھ دے سکتا ہے وہ مری وجہ اچونکہ انہیں یہی باور کرنا تھا کہ سفر لا کٹ میں پائے جانے والے نقشے کے مطابق ہی کیا جا رہا ہے اس لئے یہ ضروری سمجھا کرم از کم وہ جگہ تو پہلے ہی دریافت کر لی جائے جہاں سے سفر شروع کرنا ہے۔ ان بھنوں کی موجودگی میں وہ کاغذات نہ کالے جاسکتے جو مویزیکا کے ملازم سے حاصل کئے گئے تھے۔" "ٹھیک ہے میں نے مویزیکا کو یہی سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ وہ خود بھی پاگل ہو گئی تھی آپ کے اس طرح بھاگ آنے پر۔۔۔ پھر اگر میں اور جوزف زراسا بھی چوکتے تو ہمارا قیمة بن کے رہ جاتا۔ وہ سب ہی دیواری کی سرحدوں کو چھوٹے لگے ہم دونوں نے فوراً ہی میگرین پر قبضہ کر لیا تھا۔"

"یہی وجہ ہے کہ ایکس ٹائمیں دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔

page # 92

اور پھر کچھ سوچنے لگا۔

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔ یہاں آپ پر کس نے حملہ کیا تھا۔" صدر نے پوچھا۔

"دعا ش چل گیا تھا میرا۔" عمران احتفاظہ انداز میں بولا۔ "پتنہیں اس جزیرے کی آب وہ واکیسی ہے بات بات پر پاگل ہونے کو جی چاہتا ہے۔ یہ درخت دیکھ رہے ہوں۔۔۔ وہ سامنے۔۔۔ بس ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کمجنگ نے مجھے آنکھ بھی ماری ہو اور منہ بھی چڑایا ہو۔ آگیا غصہ کرڑا الی فائزگ۔۔۔ اس کے نئے پر تم گولیوں کے بنائے ہوئے متعدد سوراخ دیکھ سکتے ہو۔"

"لیکن اسٹر و کرنے ہزاروں آدمیوں کی چیخیں بھی سنی تھیں۔"

"کیا بتایا اس نے؟ لاکھوں آدمیوں کی چیخیں۔ جب مجھے غصہ ناہیں تو حلق سے بیک وقت لاکھوں قسم کی آوازیں لٹکتی

ہیں۔"

"ہوں۔" صدر نے ہوت بھیجن کر طویل سا فس لی اور پھر غصیل آواز میں پوچھا۔ "اس کا مطلب؟" "بھی کہ آنکھ مارنے سے خون تو اہل رائی جھگڑا ہو جاتا ہے۔"

"اس درخت پر سے کسی نے آنکھ ماری تھی؟" جوزف نے متھر انہ لمحے میں پوچھا۔ "ہائیں۔۔۔ زیادہ پی گئے ہو کیا۔۔۔ ابے درخت نے آنکھ ماری تھی۔"

جوزف نے دانت نکال دیئے۔ پھر سمجھی گئی سے بولا۔ "باس یہ جنگل ہیں یہاں فارنگ سے بچنے کی کوشش کرو۔ آواز دور و دور تک پھیلتی ہے۔ وہ آدمی جو مارڈ الگیا، بتا رہا تھا کہ یہ جزو یہ غیر آباد نہیں ہے۔ آنکھوں کی بستیاں بھی ہیں۔" "عورت خوروں کی بستیاں" عمران نے صحیح کی۔ "تم کہاں کے گلنام ہو کر وہ تمہیں بھون کر کھا جائیں گے۔"

"آخر یہ سب کیا تھا آپ بتاتے کیوں نہیں؟" صدر پھر جھلا گیا۔ "یہاں آپ کھتاطر ہنا پرے گا۔ سمجھیدگی اختیار کر جیئے

۔"

page # 93

"میں نہیں چاہتا تھا کہ خود ہی ان لوگوں کو راہل جانے کی اطلاع دوں اس کے لیے پابند ہی مناسب رہتا۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ میں ہر ایک کو چاق و چوبند دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ اس جزو یہے کی آب وہاوا اونٹھتے رہنے میں بہت مدد دیتی ہے۔"

"وہ تو سب ٹھیک ہے بسا، لیکن اسے لکھ لو کہ فارنگوں کی آوازیں ہمیں کسی بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیں گی۔ اور بھی کافی فارنگ ہو چکی ہے۔"

یک بیک اس نے خاموش ہو کر جھبھری سی لی اور کسی شکاری کتے کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگا۔ صدر نے اس کی آنکھوں میں کسی قسم کا تغیر محسوس کیا تھا جسے فوری طور پر وہ کوئی معنی نہ پہنچا۔

"باس۔" جوزف آہستہ سے بولا۔ "میں آس پاس کسی اور کسی بھی موجود محسوس کر رہا ہوں۔"

ہو سکتا ہے" عمران نے لاپرواں نے شانوں کو جنبش دی۔

صدر سوچ رہا تھا کہ شاید اس با عمران کے ستارے گردش ہی میں آگئے ہیں۔

"وہ دیکھو"! دفعہ جوزف ایک جانب ہاتھ اٹھا کر چینا اور صدر اس سیاہ ہی چیز کی ایک جھلک ہی دیکھا۔ جو بجلی کی سی

سرعت سے باہمی جانب والی جھاڑیوں میں ناسیب ہو گئی تھی۔

عمران نے بڑے سعادتمندانہ انداز میں نامی گن جوزف کو تمہائی اور خود کا ندھر سے لٹکنے ہوئے تھیلے سے ایک ماتھ آر گن نکال کر بجا شروع کر دیا۔

صفدر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ جوزف اب بھی انہی جھاڑیوں کو گھورے جا رہا تھا۔ اور نامی گن کو بھی اس پوزیشن میں لے آیا تھا کہ کسی لمحے بھی نشانے پر فائز نگ کر سکے۔

"عمران صاحب! میں پا گل ہو جاں گا۔" صدر غریا۔ "ختم کر جائے۔"

page # 94

عمران نے ماتھ آر گن ہونٹوں سے بٹاتے ہوئے کہا۔ "زیادہ عقلمند بننے کی کوشش نہ کرو۔ غرق ہو جاؤ گے۔"

"ان جھاڑیوں میں کیا ہے؟"

"ایک ایسی قدر تی سرنگ کا دہانہ جو میلوں تک پہنچی ہوئی ہے اور وہی ہے اصل راستہ۔"

"میں نے ابھی ایک سیاہ چیز دیکھی تھی وہاں۔"

"ان سیاہ سی چیزوں کی تعداد ڈریز ہو سے کسی طرح کم نہ ہوگی۔"

"کیا مطلب؟"

"ڈریز ہو سیاہ فام اور نگنگ وہر نگنگ جنگلی۔"

"اور آپ کھڑے ماتھ آر گن بجارتے ہیں؟"

"بلد بچا چاہیئے تھا مجھ تھا۔۔۔ مگر کہاں سے مہیا کروں۔" عمران نے مایوسانہ لمحے میں کہا پھر جلدی سے بولا۔

خبردار جوزف فائز نہ کردا۔

"وہ نہیں کرے گا تو میں شروع کر دوں گا۔" صدر کی جھلابت بڑا گئی۔

"فضول ہے۔ اس درخت کے تنے کو دیکھو۔"

"کیا دیکھوں۔ ہاں گولیوں کے نشانات دیکھ رہا ہوں۔۔۔ پھر۔۔۔؟"

"ساری گولیاں اسی پر پڑی تھیں ان کا بال بھی بیکا نہیں ہوا۔

"کیا مطلب؟"

"ان کا لیڈر ایک سفید فام آدمی ہے لیکن اس نے بھی لنگوٹی ہی لگا رکھی ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا تم ظلمات کے دینا کے پچار یوں کا خون نہیں بہا سکو گے۔ یقین نہ آئے تو فائز کرو دیکھو۔ وہ ان لوگوں سے دور کھڑا تھا۔ میں نے ٹوپس سیدھی کی۔ اور اس انداز میں فائز نگ شروع کی کہ ایک ہی چکربت کے لیے کافی ہو۔ لیکن ان میں سے ایک بھی

page # 95

نہ گرا۔ اور ساری گولیاں گولیاں سے کتر اکرو رخت پر پڑی تھیں۔"

"آپ نے کوئی طسم ہوش رباتی خواب تو نہیں دیکھا؟" صدر بنس پڑا۔

"اچھی بات ہے جوزف فائز نگ شروع کرو اس جھاڑی پر۔" عمران نے کہا۔

جوزف پہلے تو بچک جایا پھر سنجھل کر گولیاں بر سانے لگا۔

"وہ دیکھو"! عمران نے درخت کی طرف اشارہ کیا۔ "وہ دیکھو"۔

ورخت کا تنا چھلنی ہوا جا رہا تھا۔

"ختم کرو"! عمران ہاتھا کر بلند آواز میں بولا۔ "تمہیں دینا کی بڑائی کا اعتراف کرنا ہی پڑے گا"۔

جوزف فائز نگ ختم کر کے بڑی طرح کاپنے لگا۔ وفتحا جھاڑیوں سے آواز آئی۔

"یہ بھی ممکن ہے کہ گولیاں پلاٹ کر تھا رے ہی سینوں پر پڑیں"۔

یہ جملہ بڑی سختی انگریزی میں اوکیا گیا تھا۔ اور ابھی بھی انگریزوں ہی کا ساتھا۔

"نہیں نہیں"! عمران جلدی سے بولا۔ "ایسا ہرگز نہ ہوا چاہیے۔ میں تو ان دونوں کو یقین دلانا چاہتا تھا۔ میرے ساتھی

بھی بہت جلد یہاں پہنچ جائیں گے"۔

صدر دم بخود کھڑا رہا۔ اور جوزف کا تودم ہی اکلا جا رہا تھا۔

"مم۔۔۔ میں نے تو۔۔۔ خبیث روحوں کی پر چھائیاں پہلے ہی دیکھ لی تھیں"۔ وہ کامپتا ہوا بولا۔

پچھو دیر بعد صدر نے پوچھا۔ "لیکن آپ نے ان لوگوں کو کیوں بلوایا ہے؟"

"اکیلے ڈوبنا مجھ پسند نہیں ہے۔۔۔ مر ٹو سب ساتھی مر دو"۔

"یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"

"کسی ایسے کالے آدمی کا گوشت جو بہت پیتا ہو"۔

"میں مارڈا لالا۔۔۔ بب بس"۔ جوزف کی آواز حلق میں چھپنے لگی۔ "تم نے

page # 96

انہیں بتایا تو نہیں"؟

"مردوں کی طرح سیدھے نہ کھڑے ہوئے تو ضرور بتاؤں گا"۔

"یا خدا۔۔۔ یا خدا۔۔۔ ہوں گا فاور۔۔۔"

"اگر کوئی گیت یا ہو تو شروع کرو۔۔۔ میں ماتھا آرگن بجاں گا"۔

"عمران صاحب خدا کے لیے سمجھیدگی۔۔۔ سچھ سوچنے"۔

"ماتھا آرگن سوچنے پر کوئی پابندی نہیں لگائے گا۔۔۔ سوچتے ہو"۔

"کسی طرح خود بھی نکل جانا تھا۔۔۔ آخر ان بیچاروں کو کیوں پھنسوار ہے ہیں"؟

عمران ماتھا آرگن بجا تارہا۔

"ٹھہرو۔۔۔ ذرا ایک مٹ۔۔۔ ایک بات سن لیجئے"۔ صدر نے مختصر بائیہ انداز میں کہا۔

"سنایار۔۔۔" عمران جھلا گیا۔

"یہ لوگ جھاڑیوں سے باہر کیوں نہیں آتے"؟

"ہمارے دھرے ساتھیوں کے منتظر ہیں"۔

"آپ نے بتایا ہے؟"

"جوہت بولنا گناہ ہے۔۔۔ میں اور ڈیڈی بچپن سے سمجھاتے آئے ہیں"۔

"خدا نارت کرے"۔ صدر دانت پیس کر رہا گیا۔

"جوہت بولو گے تو ضرور غارت ہو جا گے"۔ عمران نے سر ہلا کر کہا اور پھر ماتھا آرگن ہونتوں کی طرف لے جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ جوزف نے نامی گن اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "رکھو بس امیر آخڑی وقت تربیت آپ بچپا ہے میں جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن اس عورت کی بدوعالائیں ضرور پوری ہوں گی جو چاندنی راتوں میں بچپنی سے میرا منتظر کیا کرتی تھی"۔

page # 97

"خداتیری کھوپڑی پر چیتیں مازل کرے جو زف۔ تجھے بھی کہاں عورت یاد آئی ہے۔"

عمران نے ٹھنڈی سائیں لے کر کہا۔ اور صدر کو اشارہ کیا کہ ماں گن اس سے لے لے۔

پھر تقریباً دو گھنٹے تک صدر وہیں بیٹھا اور ہوتا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ گولیوں کا رخ کیسے بدال گیا تھا اور اب کیا ہو گا؟ کیا وہ سب قیدی بنالیے جائیں گے؟ یا مارڈا لے جائیں گے؟ عمران کی کسی ایکم کے متعلق قبل از وقت اندازہ لگایا مشکل کام تھا۔

"شاید وہ لوگ آ گئے" عمران بڑا لیا۔ "خاموش بیٹھے رہو۔ وہ خود ہی اوپر آ جائیں گے"۔ صدر کچھ نہ بولا۔ پھر تھوڑی دیر بعد مویکا تیرھی کی طرح عمران کی طرف آئی تھی۔

"یہ کیا کرتے پھر ہے ہوتم؟ اس نے پوچھا۔

"میں ایک بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں" عمران نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"وہاں سے اس طرح بھاگے کیوں تھے؟"

"صدر تمہیں اس کے متعلق شاید پہلے ہی بتاچا ہے۔۔۔ گریٹی مصیبت"۔

"کیا بات ہے؟

عمران اس کی بات کا جواب دینے بغیر سارے ساتھیوں کو مخاطب کر کے بولا۔

"بھائیو! میں ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ میری مدد کرو"۔

"کیا بات ہے؟ ہام نے آگے بڑا کر پوچھا۔

"میں سا منے والی جھاڑیوں پر فائر گن کرتا ہوں تو گولیاں اس درخت پر پڑتی ہیں"۔

"دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔"؟ ہام نے آنکھیں نکالیں۔ وہ عمران کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا اور مویکا سے بھی اس کا اظہار کر چکا تھا۔

page # 98

"اپنے سارے ساتھیوں سے کہو کہ بیک وقت ان جھاڑیوں پر فائر گن کریں"۔

"آخر تم بتاتے کیوں نہیں؟ مویکا جنم جھلا گئی۔"

"اس ماں گن پر کسی خبیث روح کا سایہ ہو گیا ہے"۔ اس نے صدر کے ہاتھوں میں تھامی ہوئی ماں گن کی طرف

اشارة کیا۔ پھر صدر ہی سے بولا۔ "دکھادو بھئی انہیں بھی دکھادو۔ مگر تم لوگ اس درخت پر بھی نظر رکھنا۔" صدر جو مر جانے کی حد تک آتا گیا تھا مگر ان کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "خود ہی دکھائیں۔" بہر حال عمران ہی نے فائزگی کی۔ مگر نتیجہ پہلے سے مختلف نہیں تھا۔ وہ سب بری طرح بولکھلا گئے۔ "یہ کیا مصیبت ہے؟" مونیکا عمران کے قریب ٹھکستی ہوئی منمناٹی۔ "ان جھاڑیوں کے پیچھے تقریباً ڈیرہ جنگلی موجود ہیں لیکن ہم ان کا کچھ نہیں بکاڑ سکتے۔" "نہیں!"

"ویکھ لیما۔ ان لوگوں سے کہو کہ ان کے پاس جتنا بھی اسلام ہے ایک جگہ ڈھیر کرویں اور خالی ہاتھ کفر سے ہو جائیں۔" "یقیناً موت ہی کو دعوت دینا ہو گا۔"

"تم ان پر فائزگی کے کیا کرو گی۔ بہتر یہی ہے کہ انہیں فی الحال اعتقاد میں لینے کی کوشش کی جائے۔ میں جانتا چاہتا ہوں کہ گولیوں کا رخ کیوں بدلتا ہے۔"

یک بیک جھاڑیوں سے شور بلند ہوا اور لا تعداد سیاہ فام آدمی ان کی طرف بڑھنے لگے۔ ڈیزی ہری طرح چیخ رہی تھی۔ صدر نے جھپٹ کر اسے سہارا دیا اور نہ وہ گر رہی جاتی۔ آنکھوں کی کہانی نے اسے پہلے ہی خوفزدہ کر رکھا تھا۔

page # 99

عمران پھر ماتھا آرگن بجانے لگا۔

"ارے۔ ارتے تھا را دیا غیر خراب ہوا ہے کیا؟ مونیکا عمران کو جھنجھوڑ نے لگی۔

کچھ لوگوں نے بدحواسی کے عالم میں فائزگی کیئے لیکن وہ سیاہ فام اور نیم بردھن و حشی بھی انداز میں ہٹنے لگے اور نصف دارے کی شکل میں آگے ہی بڑھتے رہے۔ پھر تو چیخ جھ باتھوں سے رکھلیں ہی گرنی شروع ہو گئیں۔ جوزف سینے پر باتھوں سے کراس بنائے دعا میں پڑا ہر باتھا۔ آگے بڑھنے والے بڑھتے ہی رہے ان میں سے کوئی زخمی تک نہ ہو سکا۔

"یہ کس مصیبت میں پھنسا دیا اس پاگل نے؟" ہام داشت پیس کر دھاڑا۔ "بند کرو یہ گانا بجا لा۔" لیکن عمران پر زرہ بھی اڑنے والے ماتھا آرگن کی آواز ویرانے میں گوچھی رہی۔ اور جنگلیوں نے ان کے گرد اپنا دارہ

مکمل کر لیا۔

ان کے ہاتھوں میں سروں سے اوپنچے نیزے تھے۔ شکلیں مہیب تھیں جنہیں کھریا اور گیروں سے بنائی ہوئی لکیروں نے اور وہشت ناک بنادیا تھا۔ یک بیک انہوں نے دارے ہی کی شکل میں آہستہ آہستہ تھمکنا شروع کر دیا۔
ہاہا۔ ساچو گے۔ "عمران نے قہقہہ لگایا۔" ناچو اگر میری ایجاد کردی وہنوں پر ناچ سکو تو۔ وہ پھر ماتھا آرگن بجانے لگا۔

جنگلی آہستہ آہستہ تھمکتے رہے اور ان کا دارہ گردوش کرتا رہا۔ وہنا انہوں نے گما بھی شروع کر دیا اور قدم پہلے کی نسبت نیزی سے اٹھنے لگے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ مو زیکا عمران کے کان کے قریب مند لے جا کر چھپی۔
"نہیں ناچ سکتے" عمران نے مایوسانہ لبجھ میں کہا۔ "میری دھن پر نہیں ناچ سکتے۔ اپنی ہن میں مت ہیں۔ آہ۔ ہم تم رہبا شروع کر دیں۔"

page # 100

"تم ان لوگوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہو" مو زیکا دانت پیس کر بولی۔ "جنگلی وحشی اگر کچھ نہیں کر سکتے تو خاموش رہو۔"

وہنا جوزف بھی کھک کر عمران کے قریب آگیا۔ انکی آنکھوں میں خوف کے بجائے حیرت کے آثار تھے۔ عمران اسے سو لیہ انداز میں گھورنے لگا۔

جنگلیوں کے گیت کی لے بلند ہوتی جا رہی تھی اور دارے کی گردوش بھی پہلے سے تیز ہو گئی تھی۔
جوزف اس کے کان کے قریب مند لا کر بولا۔ "میں اس گیت کو سمجھ سکتا ہوں باس۔ یہ زبان ما بھیریا کے نیشی حصے میں بو لی جاتی ہے مگر یہ گیت عجیب ہے اس سے دشمنی کی بو نہیں آتی۔ یہ گیت پسندیدہ مہماںوں کے لیے مخصوص ہے۔"
اوہ۔۔۔ تب تو یہ یقیناً وہی آگھوڑیں "مو زیکا نے کہا۔

"آہا" عمران خوش ہو کر بولا۔ "اگر یہ بات ہے تو میں ان سے عورت پکانے کی ترکیب ضرور سیکھوں گا۔"
بس اب ایک لفڑ بھی زبان سے نہ لکلے ورنہ گولی مار دوں گی۔"

"ڈرونہیں" اپا نک جھاڑیوں سے آواز آتی۔ "اپنی رکھلیں زمین پر ڈال دو۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ویسے

تم یہ تو دیکھ دی چکے ہو کہ تمہارے آتشی حرث بے بیکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ تم سب ابھی اور اسی جگہ ختم کیئے جا سکتے ہو۔" "اے یہ کون ہے؟" مولیکا بلوکھلا کر جھاڑیوں کی طرف دیکھنے لگی۔ "یہ تو کوئی انگریز ہی معلوم ہوتا ہے۔" جنگلیوں کا قص نقطع عروج پر پہنچ کر رک گیا تھا۔ اور اب وہ پھر پہلے ہی کی طرح خاموش کھڑے تھے۔ ان کی آنکھوں میں اب پھر وہی پہلے کی سی اوسی اور ماحول سے بے تعلقی پائی جاتی تھی۔ یہ کہا ہی نہیں جاسکتا تھا کہ انہوں نے ذرا ہی دیر قبیل کوئی طوفانی

page # 101

رقص پیش کیا ہو گا، لیس ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی مشین چلتے چلتے اپانک رک گئی ہو، رکی ہوئی مشین کے پرزوں سے پتوں کیں ظاہر ہو سکا کہ وہ ایک ہی سینکڑ پہلے چل رہی تھی۔

"جو زفاب میں تمہارے لئے ایک جنگلی دھن بجانے جا رہا ہوں تم بھی ناچوڑ رومت، کیا تم مجھے نہیں جانتے۔ ہر وقت پچیسیوں خبیث اور پچا سوں چڈیلیں میرے پیچھے لگی رہتی ہیں!"

عمران نے پھر ماتھا رگن ہونوں سے لگالیا۔ ایک عجیب سانگھ فضا میں گوئینے لگائیں دوسرے ہی لمحے میں جوزف کی آنکھیں فرط تحریر سے اٹل پڑیں۔

"میں کچھ نہیں سمجھتی۔ آخر یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟" ایلوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے میگرین پر قبضہ کر کے ہمیں نہتا کروں۔ ارے باپ رے وہ دیکھو۔" "یہ عمران ساحل کی طرف مڑا تھا۔ انداز ایسا تھا کہ وہ سب ہی اسی جانب دیکھنے لگے تھے۔ ان کی کشتوں بہت دور جا چکی تھی۔

"یہ کنجخت پایا۔ بھی ڈر کر بھاگ لگا۔ عمران نے آنکھیں نکالیں۔" اب کیا ہو گا، اب واپسی کی امید نہ رکھو۔ وہ اس کی پرواہ کیے بغیر آگے ہی بڑھتا جائے گا کہ اتنا مبارکہ اس کے اسکیلے کے بس کاروگ نہیں" "سب تھاہری ہی بدولت ہوا ہے۔" "موئیں کا چینی۔" اگر تم ہام کے آدمیوں کو صورتحال سے آگاہ کر دیتے تو ہم ادھر آنے کی حماقت نہ کرتے"

"آپ میں جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" "جھاڑیوں سے پھر آواز آتی" "تمہیں اپنی سلامتی میں شبہ نہ ہوں چاہئے۔ یہ میرے نہیں بلکہ اس پیچاروں کے الفاظ ہیں جو ہزاروں سال سے زندہ ہے۔ جو کسی نہیں مرتی۔ صرف چند دنوں کے لئے ہماری آنکھوں سے اوچھل ہو جاتی ہے۔ وہ نور کا مجسم ہے۔"

"ہائیں" "عمران دنوں ہاتھ اٹھا کر پرسرت لبھے میں چینا۔" وہ یہاں ہے۔۔۔۔۔ یہاں اس جزو یہے میں۔۔۔۔۔ میرے خدا۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔ اوہ"

"کیوں! اکیا تم اسے جانتے ہو؟" "جھاڑیوں سے آواز آتی۔"

"ہائے یہ نہ پوچھو! امیں اسی کی تلاش میں سائز چھپیں بار پیدا ہو چکا ہوں۔ پہلے یومن میں پیدا ہوا تھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ اس وقت مصر میں تھی۔۔۔۔۔ جب مصر میں پیدا ہوا۔۔۔۔۔ تو معلوم ہوا کہ اب وہ بتت میں ہے۔۔۔۔۔ بتت میں پیدا ہونے کی بہت نہیں پڑی تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ چپٹی ناکوں سے مجھے خوف محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔۔ بہر حال آخری بار ہنا لو لو میں پیدا ہو کر سیدھا نہیں چلا آ رہا ہوں۔۔۔۔۔ اگر یہاں بھی نہیں تو میں اب پیدا ہونا ہی چھوڑ دوں گا۔"

"تم کیسی اثنی سیدھی باتیں کر رہے ہو۔" "اس بار آواز غصیل تھی۔۔۔۔۔" "اس پارٹی کا رہبر کون ہے سامنے آئے۔"

"میں راہبر ہوں جتاب" "ہام نے آگے بڑھ کر کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔" "اپنے آدمیوں سے کہو ک غیر مسلح ہو جائیں۔" "بہت بہتر جتاب" "ہام نے کہا۔"

"شیئں اے شیئں ہو سکتا۔ "مونکا پولی۔

"لیڈی موینکا! عقل سے کام لو۔ کشتی واپس جا چکی ہے۔ ہم ہر طرح ان کے قبضے میں ہیں! اپنی فائرنگ کا انعام بھی دیکھا ہے۔"

ہام کے کہنے پر سب غیر مسلک ہو گئے۔

عمران تو پسلے ہی اپنی نامی گن پھینک چکا تھا۔

کسی کی جیب میں شکاری چاقو تک نہ رہ گیا۔

"ٹھیک ہے! جھاڑیوں سے آواز آئی،" اب ہر طرح سے ملمن ہو جاو اچمن کی نیندیں تمہیں آج ہی نصیب ہوں گی۔

"مگر تم مجھ سے خواہ نتوہ اخفا ہو گئے ہو پیارے "اعمران نے کہا "حالانکہ میں ہی تم لوگوں کا سب سے بڑا خقید تمند ثابت ہوں گا۔"

"تم خاموش رہو۔" یام نے آنکھیں دکھائیں۔

"اے تم اس لمحے میں پاس سے گنگلؤں بیس کر سکتے۔ میں تمہاری آنکھیں نکال لوں گا۔ "جوزف غریا۔

page # 104

"ہشت "اعمر ان بولا" جھگڑا نہ کرو۔ ہام ٹھیک کہ میرا ہے مجھے خاموش ہی رہنا چاہئے۔"

"سنو اخاموش ہو جاؤ " اجھاڑیوں سے آواز آئی۔ "مقدس پیجاران کا حکم ہے کہ تم تمہیں منزل مقصود تک پہنچا

دیں۔۔۔۔۔ تم لوگ دینوں کی تلاش میں آئے ہو۔۔۔۔۔

کوئی پچھٹہ بولا۔

"فکر نہ کرو "پھر آواز آئی۔ "هم تو تارک الدنیا لوگ ہیں۔ ہمیں دفینوں سے کیا سروکار اور تو ہماری ٹھوکروں سے بیدا ہوتے ہیں۔"

"ذرائع کا اس جوزف کے پچھے کو بھی رسید کرنا تاکہ یہ شراب کے ہیرل میں تبدیل ہو جائے۔" عمران نے
ہائک لگائی اور جوزف بے ڈھنگے پین سے منٹنے لگا۔

"آخر تھا ری پچارن کوہم سے کیا سر و کار " اموی زبانے پوچھا۔

"اس جزیرے کی ہر چیز سے مقدس پیغام کو روکا رہے ہیں۔۔۔۔۔ اچھا ب سفر کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

وہ چلتے رہے حتیٰ کہ سورج مغرب میں جھک گیا۔

راسیتہ حقیقت و شوارگزار تھا۔ صندرو محسوس کر رہا تھا کہ راہبر کے بغیر ان جنگلوں میں گھسنادہ مرے الفاظ میں موت کو دعوت دینا تھا۔

جنگلیوں نے ان کا سارا سامان سروں اور کاندھوں پر اٹھایا تھا خود انہیں اس کی تکلیف نہیں برداشت کرنی پڑی تھی۔ لیکن وہ کہاں تھا جس کی آواز جھاڑیوں سے آئی تھی۔ عمران کے مطابق وہ کوئی سفید قماں آدمی تھا لیکن اس قاتلے میں وہ سرپک نہیں تھا۔

ڈیزی کو ہوش آگیا تھا اور وہ صدر کے ساتھ ہی چل رہی تھی۔ چل کیا رہی تھی بس وہی اسے چلا رہا تھا۔ قدم قدم پر وہ لڑکھ رہی اور صدر رہی اسے سہارا دیتا۔ اس کے علاوہ اور کسی نے تو یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ وہ کس حال میں ہے۔

"جی بتاؤ ای آدم خور تو نہیں ہیں۔" وہ بار بار پوچھتی اور صدر بظاہر اسے تسلیاں تو دیتا لیکن حقیقت وہ خود بھی مطمئن نہیں۔

"اوہ کون کیا کہہ رہا ہے۔ "اڑیزی خوفزدہ لجھے میں بولی۔

صفدر کیا جواب دیتا۔ اس خوفزدہ لڑکی کو مطمئن کر دینا آسان کام نہیں تھا۔

فائدہ چلتا رہا۔ ہام کے ساتھیوں میں سے کوئی تخلکن کی وجہ سے لڑکھڑا رہے تھے

یا ہو سکتا ہے وہ بھی خائف رہے ہوں۔

"اب مجھ میں جانے کی سکت نہیں رہ گئی۔ میں کیا کروں۔ "ڈریزی ہانپتی ہوئی پولی۔

"پھر بتاؤ میں کیا کروں۔ کیا اسے پسند کروگی کہ میں تمہیں اینی پیچھے یا اٹھا کر لے چلوں۔"

"نہیں نہیں ٹھیک ہے۔ گھٹی رہوں گی کسی طرح۔ اف فوہ اب کتنا اندھیرا ہو گیا ہے۔ کیسا بیگل ہے سورج کی

اپکرن کا بھی گز نہیں پا پھر رات ہو گئی ہے۔"

"میر اخیال ہے کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا۔ مگر اب یہ سفر کیسے جاری رہ سکے گا انذیر اتوڑھتا ہی جا رہا ہے۔" اچانک کسی نے چیخ کر کچھ کہا اور بار بار ایک ہی لفظ دھرا تارہ۔ وہ غالباً کوئی جنگلی ہی تھا۔

"باص" جو زعفران سے بولا "وہ رکنے کے لئے کہا جاتا ہے ہیں۔ "پھر بلند آواز میں بولا" "ٹھہر جاو۔ رک جاو۔ سب" اپنے الفاظ اس نے انگریزی میں ادا کیے تھے۔

فائلر کیا لگیں اتنا اندھیرا تھا کہ وہ ایک دمرے کو پہ سافی پہچان نہیں سکتے تھے۔

ونھا جنگلیوں نے چیخنا شروع کر دیا اور ہام کے بعض ساتھیوں کے حلق سے ڈری ڈری سی آوازیں لٹکنے لگیں۔

"اوہ۔ خاموش۔ ڈرٹیں۔ "جوزف بلند آواز میں بولا" وہ اپنے دیوتا سے روشنی مانگ رہے ہیں۔ سورج مانگ رہے ہیں۔ "

"میرے لئے چیلوگم کے پیکٹ بھی مانگ لیں تو بہتر ہے۔ "عمران بولا۔

"اوه خدا کے لئے تم چپ رہو۔ تھاری آواز مجھے زہر لگتی ہے۔" مونیکا نے کہا۔

ڈائری صدر سے کہہ رہی تھی "تمہارا یہ ساتھی عجیب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اسے مستقبل کی فکری نہ ہو سیا تو یہ پاگل ہے پا بھوت تمہارا کیا خیال ہے۔"

"کچھ بھی نہیں وہ ایسا ہی آدمی ہے۔"

"اب یہی دیکھو کہ تم مرے جا رہے ہیں اور اسے صرف چیزوں کی فکر ہے۔ کلام آدمی اسے باس کہتا ہے کیا وہ اس کا ملازم ہے!"

"ڈیزی ڈیزی! تم کہاں ہو؟" اونچا مونیکا کی آواز آئی۔

"میرے ساتھ "ا صدر نے جواب دیا۔

"وہ موئیکا سے بھی نہیں ڈرتا۔" ڈیری بولی۔

"موہیکا"! صدر پر اپنے بھی کوئی ڈرنے کی چیز ہے۔"

"مورن اور ہام تو اس کے سامنے ہکلانے لگتے تھے۔"

”ہو گا۔ لیکن میر اساتھی دوسری قسم کے لوگوں میں سے ہے۔ اسے متاثر ہونا نہیں آتا۔ اس کے متعلق زیادہ نہ سوچو ورنہ تھہارا دماغ خراب ہو جائے گا۔“

"میں بھی یہی محسوس کرتی ہوں مگر وہ ایک مستقل خلش کی طرح میرے ذہن پر حاوی ہو گیا ہے۔"
"مردی علامت ہے۔" صدر نے تھنڈی سائنس لی۔

اپا نک جنگلیوں کا شور اتنا بڑھ گیا کہ قریب کھڑے ہوئے دو آدمی بھی ایک دوسرے کی آواز سننے میں دشواری محسوس کرنے لگے۔

اور پھر ان کی آنکھیں چند سیاگئیں۔ سچ مجھے ایسا ہی محسوس ہوا جیسے سورج کا ایک نکلا گھنیری شاخوں میں آپھنا ہو۔ اتنی تیز روشنی تھی کہ زمین پر گردی ہوئی سوئی بھی دور سے دیکھی جا سکتی تھی۔

جنگلیوں نے خوشی کے تین نمرے لگائے اور جوزف بری طرح کاپنے لگا دوسروں کی حالت بھی اس سے مختلف نہیں تھی لیکن آواز صرف اسی کے علق سے نکل رہی تھی وہ کہہ رہا تھا "بب باس اہم یقیناً کسی جادوگر کے چکر میں پھنس

page # 108

گئے ہیں۔ موت ہی ہمیں لائی ہے اس جزیرے میں۔"

عمران کسی شریونپے کے سے انداز میں پکیں جھپکا رہا تھا اس کے چہرے سے ذرا ہر لبر بھی تشویش نہیں ظاہر ہو رہی تھی۔

صدر بھی کھک کراس کے قریب ہی آگ پا تھا۔ ڈریزی بھی بڑا ہے۔

"واقعی ہم کسی بڑی مصیبت کا شکار ہونے والے ہیں۔ " صدر نے کہا۔

"جب کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو لوگ اسی طرح پاگل ہو جاتے ہیں" ! صدر جھلا گیا۔

"ہا۔۔۔ آم۔۔۔ دیکھوڑا ایک طرف ہو جانے پر دوسرا طرف باتی بچا مس عف، عف میں ہی اور ہکا اضافہ کیے دیتا ہوں چلو بن گیا مس صفیٰ تو تم اس وقت بالکل مس صفیٰ ہی کے سے انداز میں گلٹگوکر رہے ہو۔۔۔ اوٹی

الله ہم تو کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ ہمارے دلہا بھائی اب کیا ہو گا۔"

صدر بحث کر خاموش ہو گیا۔

تفاہل پھر چل پڑا تھا۔ صدر اس بار عمران کے ساتھی چلتا رہا۔ کچھ دری بعد اس نے کہا "ہم یہاں کیوں آئے تھے۔"

"بکواس مت کرو۔ اس پر بحث کرنے کا موقع نہیں ہے۔"

"یہ روشن دارہ ہے ہمارے ساتھی حرکت کر رہا ہے۔" "مویکا بولی۔" مگر نتو شاخوں سے الجھتا ہے اور نہ اس کی رفتار ہی میں کسی آتی ہے۔ آخر ہے کیا بلا!"

"بانپتی سورج۔۔۔۔۔ ایسا ہی سورج اب سے پچاس ماں پہلے میرے دوانے بھی بنایا تھا۔" عمران نے جواب دیا۔

page # 109

"میں نے تم سے نہیں پوچھا۔"

"میں نے اپنے فرشتوں کو بتایا ہے۔"

"مجھ سے سنو۔ میں جانتا ہوں "اجوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا" یہ لوگ میسو کے پچاری معلوم ہوتے ہیں جو ریزو یعنی سورج دیتا کاہیا ہے۔"

"اور کچھ شاجم چنانے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔" عمران نے نکلا گایا۔

"تم پھر بولے۔"

"اچھا شب تاریک کے بیچے تم ہی بولے جاو۔" عمران نے مخفی سافٹ می۔

"مم۔۔۔۔۔ میں کیا بولوں باس۔۔۔۔۔ یہ پوچھ رہی تھیں۔"

اب وہ نشیب میں اتر رہے تھے۔ ایسی ہی ڈھلان تھی کہ اگر روشنی نہ ہوتی تو کسی اپنے ہاتھ پر توڑ بیٹھتے۔

"اب تو میں گری۔۔۔۔۔ میں گر رہی ہوں۔۔۔۔۔ مسر صرف۔۔۔۔۔"

ڈری ہی جھوٹتی ہوئی صدر پر آگری۔ اور اس نے بمشکل تمام خود کو سنبھالا۔ ورنہ جھنکا تو ایسا ہی لگا تھا کہ دونوں لڑکتے ہوئے نیچے چلے جاتے۔

اندازہ کرنا دشوار تھا۔ کہ ڈھلان کا اختتام کہاں ہو گا کیونکہ ساری راہ جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھی ہر دو چار قدم کے بعد

راستہ بنانے کے لئے جھاڑیاں ہٹائی پڑتی تھیں لیکن وہ پلڈنڈی انسانی قدموں ہی کی بنا پر ہوتی تھی اور اسے استعمال کرنے والوں نے مصلحتاً اس پر جھاڑیاں جگلی رہنے دی تھیں۔ جہاں سے انہوں نے سفر شروع کیا تھا۔ وہاں بھی کم ازکم وہ تو راستہ تلاش کرنے میں ناکام ہی رہتے حالانکہ وہاں وہ پلڈنڈی نہیں بلکہ ایک کشاورہ میں معلوم ہوتی تھی مگر کے اندازہ ہوتا کہ ان جھاڑیوں کے پیچھے کیا ہے۔

وہ بڑی احتیاط سے نیچے آرتے رہے۔ یہاں بھی راستہ اتنا کشاورہ ضرور تھا کہ

page # 110

دو آدمی برادر سے چل سکیں۔ ذیزی صدر کے شانے پر جھول گئی تھی۔

"میں معافی چاہتی ہوں۔ اب میرے پیروں میں قوت نہیں رہ گئی۔" وہ گھنٹی گھنٹی سی آواز میں کہہ رہی تھی۔ "تمہارے علاوہ مجھے اور سب درندے معلوم ہوتے ہیں۔"

صدر کو اخلاق اُس کا بوجھ بھی برداشت کرنا پڑا۔ اور نہ حقیقت تو یہ تھی کہ ہمدردی کا شانہ بھی اس کے ذہن کے کسی گوشے میں موجود نہیں تھا۔

یک بیک عمران کے ماوچھا رگن کی آواز فضا میں گونجنے لگی اور جوزف نے سہی ہوئے لمحے میں کہا۔ "کیا کرتے ہو
باس! کہیں سانپ نہ لکلنے لگیں۔"

"میرا بس چلتے تمہیں قتل ہی کروں۔" مویکا کی آواز آئی۔

روشنی کا دائرہ یکساں رفتار سے اب بھی ان کے سروں پر پرواز کر رہا تھا لیکن اس جانب نظر اٹھانا بھی دشوار تھا۔ ڈھلان شروع ہونے سے پہلے ایک بار صدر سے ایسی حماقت سرزد ہوئی تھی لیکن نتیجے کے طور پر یہ تک اس کی آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے گنجان دائرے رقص کرتے رہے تھے۔ اور اس وقت ذیزی ہی نے اسے سہارا دیا تھا اور نہ وہ ایک قدم بھی نہ چل سکتا۔

سورج پر تو ایک بار اڑتی سی نظر ڈالنا ممکن تھا لیکن اس روشن دائرے پر خدا کی پناہ ا صدر کو ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے آنکھیں حلقوں سے نکل کر بچٹ جائیں گی۔

وھلا آگے چلنے والے جنگلی رک گئے ان میں سے ایک بیچ بیچ کر کچھ کہہ رہا تھا۔

"اوہ۔۔۔ باس "جوزف بولا" وہ مجھے بلا رہا ہے۔"

"جاو۔۔۔ ابے ہاں دیکھو! اذر معلوم کرنا کہ ان لوگوں کو نئے پانی سے بھی کچھ دلچسپی ہے یا نہیں!"
جو زف اُنہیں وہیں چھوڑ کر آ گئے پر دھاتا چلا گیا اس کے علاوہ جو جہاں رکا تھا

وہیں کھڑا رہا۔

"مجھ پر غشی سی طاری ہو رہی ہے۔" ڈیزی نے بھرا تی ہوتی سی آواز میں کہا اور صدر نے جوزف کو آوازوی۔

"جوہر اُن سے کہو کہ اب ہم نہیں چل سکیں گے۔"

"اوہ شکریہ "اڈیزی بولی" تم میں اتنی بہت تو ہے کہ اس اسپرٹ میں گفتگو کر سکو اور سب تو مرکبی رہ گئے ہیں۔"

صفدر پچھنہ بولا۔ وہ سمجھی ایک دوسرے سے پچھنہ پچھا کر رہے تھے۔ عمر ان کاموں تھاً رگن خاموش ہو گیا تھا پچھا در بعد

جوزف واپس آگیا۔

"میں کہتا ہوں بس! اگر میں ساتھ نہ ہوتا تو تم لوگ کپاکرتے۔" اس نے کہا۔

"تمہاری یاد میں روتے روتے بھیوش ہو جاتے۔"

"نہیں باس۔ وہ پاسرا رقوت جانتی تھی کہ میں ساتھ ہوں۔"

"آگے راستہ نہیں ہے اور وہ ایک نار میں اترنے کو کہا رہا ہے اور کہا رہا ہے کہ دیوتا کا سورج اس جگہ سے آگے نہ ہڑھ

سکے گا۔ اگر تمہارے یا سروشنی کے لئے کچھ ہوتا نہ کالو۔ اور ہاں اب اس وقت آگئے نہیں چاہئیں گے۔ کتنی سردی

ہے بس یہاں ! بھی تک احساس نہیں ہوا تھا۔ اب رکے ہیں تو

"میں نے کیا کہا تھام سے "اعمران نے آنکھیں نکالیں۔

"اوہ۔۔۔ہاں اونہ نہ استعمال نہیں کرتے۔ میں نے یوچا تھا اس نے کہا کہ اگر وہ نہ استعمال کریں گے تو ان پر دیوبنتا کا

قہر مازل ہو گا۔

"پتہ نہیں کیسا معموق دیوتا ہے "عمران بر اسمہ بنا کر بولا۔

ہام نے پیٹر و مکس اور کیر و سین لیمیٹڈ کمپنیز بھی تھا اور وافر مقدار میں کار پائیڈ

بھی لیکن وہ اسے آئندہ کے لئے محفوظ رکھنا

چاہتے تھے۔

پچھو دیر بعد وہ سب نار میں اترتے چلے گئے لیکن عمران سب سے پیچے رہ جانے کے لئے ایک جگہ رک گیا تھا۔ روشنی کا
واڑہ اب متحرک نہیں تھا لیکن روشنی بدستور پھیلی ہوئی تھی۔

عمران نار کے دہانے کے قریب کھسک آیا۔ یہاں اب اس کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا۔ غالباً وہ اس روشن وہارے
متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا۔

پھر اسے نار میں اترنا پر ایک نکاح وہ اس روشنی سے بچنا بھی چاہتا تھا۔

یک بیک وہ روشن وہارہ کسی الیکٹرک لیپ ہی کی طرح بجھ گیا اور عمران نے ایک طویل سافٹس می اور پھر اسے خیال آیا
کہ اس سے ایک زبردست حماقت سرزد ہوئی ہے کیونکہ نتواب تالی و الوں کے قدموں کی آوازیں سنائی دیتی
تھیں۔ اور نہ پیٹر وکس لیپ کی روشنی ہی نظر آ رہی تھی۔

وہ تھوڑی دیر تک وہیں بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ پھر مز کرنوالتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اچانک اسے یاد آیا کہ کامنے سے
لئکے ہوئے چرمی تھیلے میں ایک الیکٹرک مارچ بھی تھی۔

وہ راستے پھر اوت پٹاگ کرتیں کرنا آیا تھا لیکن اس کا ذہن بری طرح الجھار ہاتھا۔ کیا یہ حقیقتاً لونا کا جزو یہ تھا یا غلط
فہمی کی بنا پر وہ کسی دوسرا راہ پر آ لگا تھا۔

مارچ روشن کر کے وہ آگے بڑھتا رہا۔ اس کے قدموں کی آواز نار میں گونج رہی تھی وہ نار تو گویا شیطان کی آنت ہی
بن کر رہ گیا تھا۔ کہیں سرگن کی شکل اختیار کرتا اور کہیں اتنا کشاو نظر آتا کہ عمران کو رک کر چاروں طرف روشنی ڈالنی
پڑتی لیکن اس کے ساتھی کہاں تھے اتقریبًا منٹ تک چلتے رہنے کے باوجود

بھی ان کا سراغ نہ مل سکا اور پھر اسے سوچنا پر اک کہیں وہ غلط راستے پر نہ آپڑا ہو۔ نار کی ساخت ایسی ہی تھی کہ اس کی
پچھشانہیں بھی ہو سکتی تھیں۔ مگر سوال تو یہ تھا کہ وہ آگے ہی بڑھتا رہے یا پھر دہانے کی طرف واپس جا کر از سرفتوالش کا
آنماز کرے۔

بھی وہ کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکتا تھا کہیں یک بیک ایک گوشے میں بلکی سی روشنی دکھائی دی اور غیر ارادی طور پر اس کے

قدم اسی جانب اٹھ گئے۔

روشنی ایک بڑے پھر کی اوٹ سے بچوٹ رہی تھی۔ قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ اس کا خرچ ایک اتنا بڑا سوراخ تھا جس سے سینے کے بل کھلتا ہوا وہاں سانی گز رکتا۔ تھوڑی دیر تک اسی پھر پر ہاتھ نیکے جھکا رہا پھر سوراخ کی طرف بڑھا۔ لیکن جیسے ہی دوسری طرف جھانکئے کے لئے اپنا چہرہ اس کے قریب لے گیا کسی نے پیچھے سے گردان دبوچ لی۔

اس نے مصلحتی ہاتھ پھیر دیا جیسے چھوڑ دئے۔ ایسا بن گیا جیسے گردن پر وہ ہاتھ قضاہی کا باہتھ ثابت ہوا ہو۔

پھر کچھ کرگز نے کا وقت تو وہی تھا جب ایک جھٹکے کے ساتھ اسے پیچھے کی جانب کھینچا گیا تھا۔

مأرج و الابھر پورا تھا جملہ آور کے منہ پر پڑا۔

عمران برق کی سی سرعت سے پلٹا اور اس کی گروں حملہ آ ور کی گرفت سے نکل گئی تھی۔

پھر اس نے اسے سنجھنے کا موقع ہی نہ دیا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ نیچے تھا اور عمر ان اس طرح چھاتی پر سوار اس کا گاگھونٹ رہا تھا جیسے سافس لینے کی بھی مہلت نہ دینے کا ارادہ رکھتا ہوا

صفدر کو یا نئیں تھا کہ نار کے دہانے اور اس مقام کا درمیانی فاصلہ کس طرح طے ہوا تھا۔ کیونکہ نار کے باہر ہی ڈیزی پر غشی طاری ہو گئی تھی اور اسے ہاتھوں پر اٹھانا پڑا احترا۔ پھر اسی حالت میں متواتر چلتے رہنا آسان کام تو نئیں تھا شاید وہ یہ بھی نہ بتا سکتا کہ جس جگہ سامان اتنا راجا جا رہا تھا وہاں تک پہنچنے میں کتنا وقت صرف ہوا تھا۔ اس نے تو بس ڈیزی کو ایک طرف ڈال دیا تھا اور خود اکڑوں بیٹھ کر کسی فریمینڈ کی طرح بلائیں لگا تھا۔

"خدا کی پناہ" ابھام نے موئیکا سے کہا "یہ غار ہے یا کوئی کھوکھلا پہاڑ۔ تقریباً 4 فرلانگ کا فاصلہ ضرور طے کیا ہو گا لیکن کہیں آسمان کی بلکل سی جھلک بھی نہیں دکھاتی دی۔"

مویکا کچھ نہ بولی۔ وہ ان جنگلیوں کو دیکھ رہی تھی جواب شاید لا اور وہن کرنے کی فکر میں تھے۔ ان میں سے کچھ کہیں سے خلک لکڑیاں لا لے کر ایک جگہ ڈھیر کرتے رہے۔ مویکا کبھی لکڑیوں کے ڈھیر کی جانب دیکھتی تھی اور کبھی یہ یوں ڈھیری کی طرف۔۔۔۔۔ پھر اس نے مضطربانہ انداز میں جوزف کا بازو پکڑتے ہوئے کہا " کہیں یہ آدم خوری نہ ہوں ۔۔۔۔۔ معلوم کرو ۔۔۔۔۔ معلوم کرو ۔۔۔۔۔"

"نہیں یہ آدم خور نہیں ہیں۔ جو زف نے جھٹکے کے ساتھ اپنا باز و چھڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحے اسے گھورتے

رہنے کے بعد بولا "مجھ سے دوری سے بات کیا کرو۔ ہاں"!
کیا مطلب "امویکا کی بخوبی سکر گئیں۔

page # 115

"ہاتھ نہ لگایا کرو مجھے۔"

"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

لیکن جوزف جواب دیے بغیر جنگلیوں کی طرف بڑھ گیا۔ مویکا اسے خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کسی بھوکی شیرنی کی طرح بچپٹ پڑے گی۔

پچھے دیر بعد صدر کی حالت سنجھل گئی۔ لیکن ڈریزی اب بھی ہیوش پڑی تھی۔ ہام کے ساتھی کھانے پینے کا سامان نکال رہے تھے۔ ہام نے انہیں متنهہ کیا کہ شراب زیادہ مقدار میں نہ بیکیں۔

جنگلی اب ان کی طرف سے لاپروا نظر آ رہے تھے۔ الا وروشن ہو گیا تھا۔

یک بیک صدر کو عمر ان کا خیال آیا اور وہ تیزی سے مجمع کا جائزہ لینے لگا۔ بھلا آتی دریوں خاموش کب بیٹھتا۔ اس نے سوچا۔ پھر وہ کہاں ہے!

وسٹ کے اندر اندر ہی اس نے وہ ساری جگہیں دیکھ دیں جہاں جہاں اس کی پارٹی کے آدمی یا جنگلی موجود تھے لیکن عمر ان نہ طلا۔

پھر مویکا آنکھ رکھی۔ شاید وہ بھی عمر ان ہی کی تلاش میں تھی۔ صدر نے اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے۔
"وہ کہاں ہے"! امویکا نے مختصر بانہ انداز میں پوچھا۔

"میں خود بھی اسی کی تلاش میں ہوں۔" صدر نے جواب دیا۔

"اوہ-----میر سخدا۔" "وہ اپنی گردان مسلتی ہوئی بولی" سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کن لوگوں کے چنگل میں آپنے ہیں۔ کیا تم بتا سکو گے کہ ہم یہاں کس راستے سے آئے تھے؟" میں نے اس پر غور نہیں کیا۔"

page # 116

"میر ادعوی ہے کہ تم راستہ نہیں تلاش کر سکو گے۔ میں نے ابھی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی"!

"ہم بونا کی تلاش میں لگے تھے!"

"مگر کیا یہ بونا کے آدمی ہیں؟" امویں کا نجیت سے کہا۔

"پچھہ کہنیں جا سکتا۔ کیونکہ میں تو اسے ایک آمگلر کی حیثیت سے جانتا تھا۔ پھر تمہارے کاغذات نے اسے کسی جزیرے کا حکمران ثابت کیا۔ اور اب ہم ایسے لوگوں سے دوچار ہیں جن کا نامی کشیں بھی پچھنیں بگاڑ سکتیں، جن کا دیوتا اندھیری رات میں سورج پیدا کر سکتا ہے۔"

"اس پرتو وہی روشنی ڈال سکے گا جو خود بھی بعض شیطانی قوتوں کا مامک ہے۔"

"کون"

"میں عمران کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ مگر وہ ہے کہاں۔ ہام سے پوچھو۔ شایدی اس نے دیکھا ہو۔ کیونکہ وہ ہیرے اندازے کے مطابق سب سے پچھے تھا۔ اوہ۔۔۔ یہ جوزف کہاں گیا۔"

صلدر جوزف کو آوازیں دینے لگا اور موئیکا ہام کی طرف بڑھ گئی جو ایک آگلے اسٹوو پر نالبا کافی کے لئے پانی رکھے اس کے قریب ہی بیٹھا اونگھر ماتھا۔

جوزف جنگلیوں کی بھیڑی سے برآمد ہوا تھا۔

"بڑے بھس لوگ ہیں مسٹر صدر! کسی معاملے میں بھی زبان نہیں کھولتے۔" اس نے قریب آ کر کہا۔

"تمہارے باس کہاں ہیں؟"

وہ پنجوں کے بل اٹھ کر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"وہ بیان نہیں ہے۔ میں وہی سے تلاش کر رہوں۔" صدر نے کہا۔

"اوہ نہیں!" جوزف نے متغیر انداز میں آنکھیں نکالیں پھر جلدے سے بولا "میں دیکھتا ہوں"

"مہر و امیر اخیال ہے کہ تم غار کے دہانے تک واپس نہیں چاکو گے۔"

کیوں

"ہمیں تو راستہ نہیں مل سکا۔"

"یہ بہت براہو امسٹر صدر اور یہ کجھ کسی ایسی بات کا جواب ہی نہیں دیتے جس کا تعلق ہماری یا ان کی ذات سے ہو۔"

"انہوں نے ہمارا اسلامی کہاں رکھا ہے اور ہمیں ایک بار پھر کوشش کرنی چاہئے۔"

"نہیں صدر۔ میں اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔ ہم کسی بار دیکھے چکے ہیں۔ کوئی پراسرار قوت ان کے ساتھ ہے۔" مونیکا ہام سے گلٹا کرنے کے بعد تیزی سے ان کی طرف آئی تھی۔

"ہام نے اسے ڈھلان پر رکتے دیکھا تھا۔ وہ ہائپی ہوئی بولی" اور اس کا خیال ہے کہ وہ نار میں داخل ہی نہیں ہوا تھا۔

"خیال ہے یا یقین ہے؟"

"اوہ کچھ کرو۔ با توں سے کیا فائدہ ایسی حقیقت ہے کہ وہ یہاں نہیں ہے۔"

صدر نے ابھی تک اسے آئی زیادہ پریشان نہیں دیکھا تھا۔

"جانے دو۔ تم اس سے تک بھی تو آگئی تھیں۔ راستے پھر بر ابھلا کتی آئی تھیں۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ چلو اسے تلاش کریں۔"

یک بیک کسی گوشے سے عجیب سی آواز آئی۔ وہ آواز کی جانب متوجہ ہو گئے

page # 118

با کہیں طرف ایک بڑی چنان پر تیز قسم کی روشنی نظر آئی۔ انہیں یقین تھا کہ آواز بھی اسی چنان سے آئی تھی۔

پھر چاروں طرف سکوت ہاری ہو گیا کیونکہ روشنی آہستہ آہستہ پھیلی جا رہی تھی اور پیغیر و میکس لیپ تو گویا اس کے آگے رونے لگے تھے۔

ونعتا جنگلیوں نے ایک دل ہلا دینے والا نظر لگایا اور پھر سننا چھا گیا۔ ہام اور اس کے ساتھی آہستہ آہستہ کھسک کر ایک جگہ اکٹھا ہو گئے تھے۔ مونیکا، صدر اور جوزف نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔

پھر چنان کے پیچھے سے ایک ایسا مجسم ابھر اجوسر سے پھر تک سفید کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ صرف آنکھوں کی جگہ واضح تھی ورنہ انگلیاں تک ڈھکی ہوئی تھیں۔ جنگلیوں نے پھر ایک نظر لگایا اور منہ کے بل زمین پر گر گئے۔

جوزف کا پرہاتھا۔ صدر اس کفن پوش جسے کو گھورتا رہا جواب پھر آہستہ آہستہ چنان کے عقب میں نیچے کھلکھلتا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی گولیار و شنی بھی سمت رہی تھی اور پھر وہ اس چنان ہی تک محدود وہ وہ کر رہ گئی۔ محمد نائب ہو چکا تھا۔ لیکن چنان بد ستور روشن رہی۔ اس وقت بھی یہ روشنی پیغیر و مکس لیمپ کی روشنی سے مختلف ہی معلوم ہو رہی تھی۔

میں مسٹر صدر "ا جوزف ہکلایا۔

اور ٹھیک اسی وقت جنگلیوں نے پھر فڑہ لگایا اور زمین سے اٹھ گئے۔

"یہ کیا بلا تھی" امونیکا آہستہ سے بڑا رائی۔ صدر کچھ نہ بولا۔ اسے تو ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔ ایسا بے سرو پا خواب عموماً معدے کی خرابی کا نتیجہ ہوتا ہے۔
واعتنا وہ چٹان کی طرف بڑھا اور امونیکا اسے روکنے لگی۔

دوسری طرف سے کئی جنگلی نیز ننان کر جھپٹے اور جوزف چھینتے لگا "ٹھہرو، ٹھہرو جا مسٹر صدر ایسے کیا کر رہے ہو۔ اتنے آدمیوں کی زندگیاں خطرے میں نہ ڈالو۔"

صلدر کو رکھی جاتا پڑا۔ جنگلی بھی قریب پہنچ چکے تھے وہ نیزے تانے ہوئے چٹان کے سامنے جم گئے اور ان میں سے ایک نے نیزہ ہلا کر جوزف سے کچھ کہا تھا۔

پیٹ آو سڑھندر اخدا کے لئے تم مجدد انہو "جوزف نے کہا۔

صدر نچلا ہوٹ وانقوں میں دبائے ہوئے مڑا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان حالات سے کس طرح گلو خلاصی ہوگی۔ صحیح اسی وقت اس نے ڈیزی کی جیخ سنی۔ اسے ہوش آ گیا تھا۔ اور وہ ہاتھوں سے منہ چھپائے دوز انوپیٹھی مری طرح کانی رہی تھی۔

صدرتو و ماں سے بہت گناہ تھا لیکن جنگلی اب بھی چنان کے قریب ہی موجود تھے۔

جو زف نے آگے بڑھ کر کہا "یہ کیا کر رہے تھے۔ خواہ تو اکسی نئی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ جب تک چنان پیروشوئی موجود ہے کوئی ادھر نہیں جا سکتا۔"

"جنم میں گئی روشنی اور تم سب بھی۔۔۔۔۔ صدر غریا اور ڈیزی کی طرف پڑھتا چلا گی

"چھوڑ دو۔۔۔ چھوڑ دو۔۔۔ خدا کے لئے چھوڑ دو "عمران کا شکار گر گر لیا۔
"تم کوئی مہذب آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

زبان انگریزی تھی لیکن لمحے کے متعلق عمران صحیح اندازہ نہ لگ سکا۔ گرون پر اس کی گرفت ڈھلی پڑ گئی۔
"تم کون ہو؟ اس نے پوچھا۔

"ایک مصیب زدہ۔۔۔ تمہیں مجھ سے ہمدردی ہوئی چاہئے۔"

"پکھو دیر پہلے تمہیں بھی مجھ سے ہمدردی ہوئی چاہئے تھی۔" عمران نے کہا۔

"میں اندازہ نہیں کر پایا تھا کہ تم کون ہو۔"

"آہا! اب پہچانا کر میں تو تمہارا وہی پرانا پڑا وہی انگلی نام ہوں۔"

"نہیں۔۔۔ مطلب یہ کہ میں تمہیں کوئی جنگلی سمجھاتھا۔"

"ہائیں۔۔۔ جنگلی۔۔۔ سڑ را پھر تو سمجھتا۔۔۔ بھرتہ بنا کر رکھ دوں گا۔۔۔ ہاں!"

"تم شاید نئے پھنسنے ہو۔" "مغلوب ہانپاہ ہو اولا" اس نے تمہاری آواز میں اتنی زندگی ہے۔

عمران نے اس کی جیسیں نولیں اور جب اطمینان ہو گیا کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو اچانک حملے کے لئے کار آمد نا بات ہو سکتی تو وہ اسے چھوڑ کر اٹھ گیا۔

"کھڑے ہو جاؤ اور مجھے بتاؤ کہ اس طرف کیا ہے؟"

مغلوب اٹھ بیٹھا لیکن کھڑا نہیں ہوا۔ شاید وہ اپنی چھاتی ہوئی سانسوں پر تابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے نارج کی روشنی میں اس کا جائزہ لیا وہ یقیناً کوئی یورپیں ہی تھا۔ اب بے تحاشا بڑھنے تھے اور جسم پر چیختھے جھوول رہے تھے۔

"میں وہاں رہتا ہوں۔" اس نے پکھو دیر بعد سوراخ کی جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تمہایا اور کوئی بھی ساتھی ہے؟"

"کوئی بھی نہیں۔ مگر تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو کیا تم بھی بھی دیوانگی کا شکار رہ چکے ہو۔ مگر یہ سوال تو قطعی

غیر ضروری ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو یہاں کیوں نظر آتے۔"

"آہا اتو یہ اس جزیرے کا پاگل خانہ ہے۔"

ساری دنیا پاگل خانہ ہے جوان آدمی۔ "مغلوب نے کھوکھلی سی آواز میں کہا۔

"اب سمجھا اشاید تم کوئی فلسفی ہو؟"

"کاش فلسفی ہی ہوتا۔ فلسفیوں کو خزانے کی تلاش نہیں ہوتی۔"

"تو تم خزانے کی تلاش میں آئے تھے" عمران نے پوچھا۔

"میں نے اسی رجحان کو دیواری گئی کہا تھا۔ مجھے کس چیز کی کی تھی۔ اطمینان اور سکون کی زندگی بس رکھتا تھا۔ بیٹھے بھائے

خزانے کا بخط سوار ہوا۔ اور آج تم مجھے اس حال میں دیکھ رہے ہو۔"

"ٹھہر واؤ رایہ بتاؤ کہ یہ غار انداز اکتمال با چوڑا ہو گا؟"

"غار"! مغلوب یک بیک بنس پڑا۔ "تم اسے غار کہا رہے ہو۔ یہ تو ایک شیطانی بھول بھلیاں ہے۔ میں دو ماہ سے یہاں ہوں لیکن اس جگہ نہیں پہنچ سکا جہاں اس کا اختتام ہوا ہو۔"

"یہاں تم زندہ کس طرح ہو۔۔۔۔۔ کیا کھاتے ہو؟ کیا پیتے ہو؟"

page # 122

مجھے وہ جگہ معلوم ہے جہاں خشک لکڑیوں کا ڈیزیر ہے۔ اور وہی وہ چیز بھی مل جاتی ہے جس سے بہ آسانی معدے کی آگ بجھاتی جاتی ہے۔ جنگلیوں کی غذا۔۔۔۔۔ میں نے دو ماہ سے وہ آگ نہیں بجھنے دی جس کی روشنی تم اس سوراخ میں دیکھ رہے ہو۔ دو ماہ سے میں نے سورج نہیں دیکھا۔"

"بد نصیب ہو۔" عمران نے مخفی دے سائیں لے کر کہا۔ میں نے تو کچھ دیر پہلے اندر ہرے میں سورج دیکھا تھا۔"

"ہاہا"! شکستہ حال آدمی وحشیانہ انداز میں ہنسنے لگا۔ پھر بولا "تو تم پوری طرح پھنس چکے ہو۔"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کر رہے ہو؟"

"جنگلیوں کے چنگل میں آپھنے ہو۔ اور خود بھی کچھ دن بعد میری طرح خبیث ہو کر رہ جاوے گے۔"

"اڑے تو اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟"

"اب تو ہنسی ہی آتی ہے اس حال پر۔۔۔۔۔ تمہارے پاس سگریٹ تو نہ ہوگی۔ میں تمہیں ایک سگریٹ کے لئے قتل

بھی کر سکتا ہوں۔۔۔ اور تھیلے میں ایک آدھ بول بھی ہوگی۔۔۔ کیوں؟"

"نہیں امجھے تمبا کو اور شراب دنوں ہی پسند نہیں ہیں۔"

"تب تم بھی یا تو خبیث ہو یا فرشتے؟"

"تم یہاں کسے پہنچ تھے؟" عمران نے پوچھا

تحوڑی دیر تک وہ خاموش رہا پھر بولا "ویس چلو ایہاں ان خبیثوں سے مدد بھیز بھی ہو سکتی ہے۔"

"تو وہ نہیں جانتے کہ تم یہاں رہتے ہو؟"

page # 123

"انہیں معلوم ہوتا تو اب تک میں نہ جانے کہاں پہنچتا۔"

"مگر یہ روشنی کیا یہ انہیں اس طرف متوجہ نہیں کر سکتی؟"

"میں اس وقت اسے ڈھانپا بھول گیا تھا۔"

"اچھی بات ہے۔ پہلے تم چلا میں نے تم پر اعتماد کر لیا ہے۔"

"کہاں ہی پڑے گا۔۔۔ کیوں کہ میں بھی تمہاری یہی طرح خدا پرست ہوں۔۔۔ وہوں نیں کے دیوتا کا پچاری نہیں۔"

عمران سوچ رہا تھا کہ یہ بھی کہیں اس آٹھواہیوں میں سے نہ ہو جن کا ایک آدمی مورن کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اس نے بھی تو صدر کے بیان کے مطابق ایسے ہی کسی دیوتا کی کہانی سنائی تھی۔

دوسرا آدمی سوراخ میں ریگ گیا۔ پھر عمران نے بھی اس کی تقلید کی۔

اسے تو نار در نار ہی کہنا چاہیے۔ اس نے اندر پہنچ کر سوچا۔ ایک جانب سلائق ہوئی لکڑیاں چیخ رہیں تھیں اور یہاں کی محدود فضا کے لئے ان کی روشنی مان کافی نہیں تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔

شکریہ حال آدمی عمران کو اس طرح گھور رہا تھا جیسے وہ کسی دوسرا دنیا کی مخلوق ہو۔

"بیٹھو جاؤ۔" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "میں تمہارے چھپی تھیلے کو لے چکی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہوں۔ کیا اس میں کھانے کی بھی کوئی چیز نہیں؟"

"لو تھر برش اور شیونگ سٹک۔" عمران نے سعادتمندانہ انداز میں کہا۔ "ویسے جان بھار صابن خوش زائد بھی ہوتا

ہے۔ جمارے یہاں کی فلمی اواکارائیں اپنے حسن کی تازگی کو برقرار رکھنے کے لئے یہی صابن کھاتی ہیں۔ کہتو پیش کروں۔

اجنبی ہٹنے لگا۔ پھر سخیدگی سے بولا۔ "آج کتنے دنوں بعد مجھے ہنسی آئی ہے۔ ہم آٹھ تھے۔

لیکن پتہ نہیں بقیہ سات زندہ بھی ہویا۔۔۔ "وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا پھر بولا "ہم پہلے تو آدم خوروں کے جال میں جا پھنسنے تھے۔ وہاں سے چھٹکار املا تو یہ مقبرہ نصیب ہوا۔"

"آدم خوروں سے کیسے نجات ملی تھی؟"

"بڑی مضمکہ خیز بات تھی۔ انہوں نے کہا کہ اپنے ہی جیسی کوئی سفید فام عورت ساتھ لاو گئے تو آگے جانے دیں گے۔ ہمیں وہاں سے بھاگنا پڑا تھا۔ وہ تعاقب کرتے رہے تھے۔ درمیان میں ایک مڈی آپڑای اور ہم آگے بڑھنے سے معدود ہو گئے۔ اس وقت تک ایک فارز بھی نہیں کیا تھا۔ لیکن اس موقع پر اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا۔ ہم فارزگ کے لئے تیار تھے مگر اچانک وہ لوگ وہ بھاگ ہی نکلے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ اس طرح بھاگ جانے کی کیا وجہ تھی۔ پھر ہم نے فارزنہیں کئے تھے۔ ایسے جنگل میں جو دیکھا جھالانے والا فارزگ کے سلسلے میں محتاط ہی رہنا چاہیے۔ پڑھنہیں کب کوئی دوسرا بیان اذل ہو جائے۔ مگر ہم پر تو دوسرا بیان اذل ہوئی تھی۔"

بھی لوگ جنہوں نے میرے لئے یہ مقبرہ مہیا کیا ہے۔ ”جذبی نے طویل سافس لے کر کہا۔“ اچانک سینکڑوں جنگلیوں نے ہمیں گھیر لیا تھا، ہم اتنے خوفزدہ ہو گئے تھے کہ غیر ارادی طور پر ہی فائرنگ شروع کر دی تھی۔ لیکن کیا تم یقین کرو گے کہ ان میں سے کوئی بھی رنجی نہیں ہوا تھا۔ وہ یہ تھی کہ ہماری ساری گولیاں ان سے کٹرا کر ایک درخت کے تنے میں پر اڑی تھی۔ پھر ہم پکڑ لئے گئے تھے۔ ہماری راہفلیں چھن گئیں تھیں۔ اور ہمیں یہاں تک آنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ چلتے چلتے رات ہو گئی تھی اور ایک پر اسرا راڑہ جو سورج کی طرح روشن تھا ہمارے ساتھی فضاء میں پرواز کرتا گیا۔ وہ کا اجالا بھی کوئی وقت نہیں رکھتا۔ اس روشنی کے مقابلے میں اپنی خیرگی مجھے آج بھی یاد ہے۔ خدا کی پناہ اسورج کی طرف تو دیکھنا آسان ہے مگر اس داڑے کی طرف۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔

وہ پھر خاموش ہو گیا۔ عمران الجھن میں بتلاتا تھا اس کی خواہش تھی کہ جلد از جلد اس کہانی کا خاتمہ ہو جائے تاکہ وہ معاملے کی بات کر سکے۔

"بہر حال ہم نے وہ رات تینیں بسر کی تھی۔" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "اور دوسرے دن سفر پھر شروع ہو گیا تھا۔ ہم ایک بستی میں پہنچتے ہیں اس میں بے شار جھونپڑیاں تھیں۔ لیکن ان جھونپڑیوں میں کسی سفید فام عورت کا پایا جاتا تھا۔ ہمارے لئے حیرت انگیز نہ ہو گا؟"

"میرے لئے کچھ بھی حیرت انگیز نہیں ہے" عمران نے سر ہلا کیا اور کہا۔ "اگر میں اس سفید فام عورت میں بے شار جھونپڑیاں دیکھوں تو بھی میرے کان پر جوں نہیں ریگ سکتی۔"

"بہت چہک رہے ہو۔" اجنبی نے ناخوٹگوار لبجھ میں کہا۔ "لیکن کل تک تم کسی لاش ہی کی طرح بے حس ہو جاؤ گے۔" "پرواہ نہ کرو۔ بیان جاری رکھو۔"

"میں کچھ نہیں بتاوں گا۔۔۔ جنم میں جاؤ"

"تم غلط سمجھے۔ مجھے ہمارے بیان پر یقین ہے۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ مجھے وہاں کسی سفید فام عورت کی موجودگی پر حیرت نہ ہو گی۔ حیرت کے لئے وہ روشن دارہ اور وہ بیکار ہو جانے والی گولیاں کم ہیں۔ مگر ٹھہرو۔ کیا وہاں تمہیں کسی نے انگریزی ہی میں مخاطب کیا تھا؟"

"اوہ ہاں ایسے بتانا تو بھول ہی گیا تھا۔ کسی نے خیال دلایا تھا کہ ہم اپنی ضائع ہونے والی گولیوں پر بھی انظر رکھیں۔ بولنے والا دکھانی نہیں دیا تھا۔ ہاں تو میں اس عورت کی بات کر رہا تھا۔ وہ مقدس پیجاروں کیلاتی ہے۔ اس کا چھروں نقاب میں چھپا رہتا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ تم صرف اس کی آواز ہی سن کر پا گل ہو جاؤ گے۔" "اس اطلاع کا شکریہ۔ اب میں اس کا سامنا ہونے سے پہلے ہی کان اکھڑا دوں گا۔"

"پھر تم نے میرا مراق اڑایا۔" اجنبی نے آنکھیں نکالیں۔

"کچھ بھی ہو۔ میں تمہیں یہاں سک سک کر منے کے لئے نہیں چھوڑوں گا۔" عمران نے کہا۔ "کتنے آدمی ہیں ہمارے ساتھ۔"

"اوہ! سچھ بھی نہیں۔ اتنے آدمی کیا کر لیں گے۔ اور پھر.....: وہ کچھ سوچنے لگا اور عمران نے پوچھا۔ "تمہاری کشتنی تو ساحل پر پر ہی موجود ہو گی؟"

"کاش ایسا ہوتا۔ جبھی نے مخفی سائنس لی۔ وہ تو پہلے ہی بتاہ ہو گئی تھی۔ یہ واقعی بھی کم حیرت انگیز نہیں ہے۔ پانی کی سطح پر ایک چمک دار گولہ کشتنی سے نکلا یا تھا اور کشتنی کے پر نچے اڑ گئے تھے۔"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "کیا یہ ممکن نہیں کہ آدم خوروں نے تمہیں اس جگہ پہنچانے کے لئے ہی دوڑ لایا ہو۔ اگر یہ بات نہیں تھی تو پھر خود ہی کیوں ناگب ہو گئے تھے۔"

"میں نے بھی اکثر اس پر غور کیا ہے اور پھر اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔"

"خیر تو پھر تم اس بستی سے دوبارہ یہاں تک کیسے پہنچے؟"

"میں اور میرا ایک ساتھی نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ایک جگہ ہم دونوں بھی نچھڑ گئے تھے پانہیں اس کا کیا حشر ہوا ہو۔ ہم دونوں نے اپنی رائفلیں بھی کسی کسی طرح حاصل کر لی تھیں پچھومن جنگل میں جنکنے رہنے کے بعد مجھے اس عظیم نار کا دہانہ لگایا تھا۔ یا داشت کے سہارے میں نے اپنا سفر جاری رکھا جو آخر بھی جاری ہے لیکن نار کا درود ادا نہ آج تک نہیں کیا۔"

"اچھا مجھے وہ جگہ دکھا وجہا سے نکل لکڑیاں حاصل کرتے ہو۔"

"اوہ..... نخدار..... وہ تو میں بھول ہی گیا۔ اسی حیرت انگیز غذا بھی آج تک تمہاری نظر وہ سے نہ گزری ہو گی۔ یہ دیکھو۔"

وہ انٹھ کر ایک گوشے میں چلا گیا واپسی پر اس کے ہاتھ میں شکر قدم سے ملتی جلتی کوئی چیز تھی۔ "یہ دیکھوا اسے آگ میں بھونتے ہیں۔ اس کا چھالکا اٹار نے پر اندر سے جو چیز نکلتی ہے وہ عمدہ تم کے اجلے ہوئے چاولوں سے بہت مشابہ ہوتی ہے لذیذ ہویا نہ ہو۔ پیٹ تو بھر ہی جاتا ہے اور جسمانی توانائی برقرار رہتی ہے کیا تم بھوکے ہو۔؟"

"اس حد تک نہیں کہ شکر قدم جیسی کوئی چیز نکل سکوں۔"

"پھر چبانے پر ایس گے۔" اسے پھر غصہ آگیا۔ "سارے کس بل نکل جائے گا۔"

"انہوں نے بھی بتا کہ خلک لکڑیاں کہاں سے حاصل کرتے ہو۔ میرا خیال ہے کہ میرے ساتھی وہیں ہوں گے۔"

"اب دوسرا بار کیوں مصیبت میں پڑا گے؟"

"اوہا۔۔۔ میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ پارٹی میں دو ہوتیں۔۔۔"

"عورتیں۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔" وہ عجیب سے انداز میں ہنسا اور اٹھتا ہوا بولا۔ چلو" کشاور نار میں پہنچ کر اجنبی نے کہا۔ "ما رج مت روشن کرنا بھئے راستے کا انداز ہے۔ اب میں دوبارہ ان لوگوں کا سامنا نہیں کرنا چاہتا۔"

عمران نے اس کا شانہ پکڑ لیا اور وہ چلتے رہے۔ تقریباً دو ماہیں مٹ ب بعد عمران نے محسوس کیا کہ وہ ایک پتلی سی دراز میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ اتنی ہی تک تھی کہ دو آدمی برادر سے نہیں چل سکتے تھے اور یہاں گھٹن۔ بھی محسوس ہونے لگی تھی۔ شاید سو قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ پھر کھلی جگدیں آگئے لیکن دوسرے ہی لمحے میں اجنبی کے حق سے عجیب سی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی عمران زمین پڑا۔ پھر سنجھلنے کا موقع کے ماتا۔ حملہ اور کئی تھے اور پھر اندر ہمرا۔ ہاتھ کو ہاتھ نے بھائی دیتا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ بے بس ہو کر رہ گیا۔

page # 128

پتہ نہیں اجنبی پر کیا گزری ہو۔ یک بیک اندر ہیرے میں چمک دار ستارے بھی اڑنے لگے کیوں کہ سر پر پرانی والے ضریب ایسے ہی شدید تھیں۔

"اڑے اڑے اماریل نہیں کھو پڑی ہے بھائی۔" عمران کے زبان سے اتنا ہی نکل سکا تھا۔ اس کے بعد تو اس کا ذہن بھی نارنکیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

دوسرے دن بھی وہ سورج نہ دیکھ سکے کیوں کہ مطلع اہر آ لو دھا۔ نار کے دہانے سے نکلتے ہی انہیں احساس ہوا تھا کہ اب وہ جنگلوں میں نہیں ہیں۔ لیکن ان کی راہ دشوار گذار جھاڑیوں ہی سے گزری تھیں۔ پہلی رات بھی وہ نہیں سکے تھے۔ لہذا اس وقت قدم اٹھانا بھی دشوار معلوم ہو رہا تھا۔

ڈیری کی حالت تو شروع ہی سے غیر ہو رہی تھی لیکن اب تو مویکا کے چہرے پر بھی پہلی ہی نظر میں مردی سی محسوس کی

جا سکتی تھی۔

صدر، عمران کے متعلق الجھن میں بتاتا تھا ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی حماقت بالآخر لئی ڈوبی ہو۔ جوزف صبحی سے اس کے ہی بارے میں گفتگو کرتا رہتا۔

ہام۔۔۔ موینکا کے ساتھی رہنے کی کوشش کرنا ہوا نظر آتا تھا۔ بقیہ لوگ ایسے بے تعلقانہ انداز میں چل رہے تھے جیسے اس سفر کا اختتام پھانسی کے تختے پر ہی ہونے والا ہو۔

"لیڈی موینکا! ہام کہہ رہا تھا۔" پہلے ہم سب مر جائیں گے تو کہیں تم تک کسی کا ہاتھ پہنچ گا۔"
"ہوں!"

page # 129

"تمہیں پریشان نہ ہوا چاہیے۔"

"ہام! کیا تم یہ سمجھتے ہو کی میں موت سے ڈرتی ہوں؟"

"پھر کیا بات ہے ایس تھمارے چہرے پر نازگی کے علاوہ پچھنیں دیکھنا چاہتا۔"

"میں اپنے لئے نہیں اس کے لئے پریشان ہوں"

"اوہ۔۔۔ ملازمین اسی لئے ہوتے ہیں کہ آتا کے کام آ جائیں۔" ہام نے کہا۔

"ملازمین۔" موینکا نے حیرت سے کہا۔ "تم غلط سمجھے وہی ملازم نہیں دوست ہے۔ ایسا دوست جو کئی بار اپنی زندگی میرے لئے خطرے میں ڈال چکا ہے۔"

"میں سمجھا شاید اس ملازم میں سرخاب کے پر لگے ہوئے تھے۔" ہام نے طفیل بھجے میں کہا۔

"اتی بے دردی سے اس کا تذکرہ نہ کرو۔" موینکا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "کیا تمہیں یاد نہیں کہ اس نے تمہاری بھی جان بچائی۔"

"وہ تو لیڈی موینکا کی ذہانت تھی۔"

"ہرگز نہیں ایمرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ تمہارے اور مورن کے درمیان کیا ہے۔ میں تو شروع سے آخر تک یہی سمجھتی رہی کہ تم یہاں کسی فلم کی شوٹنگ ہی کے سلسلے میں یہاں آئے ہو۔"

"مگر تم اس طرح آئی ہی کیوں تھی؟"

"ہمیں دفینوں کی تلاش میں یہاں آنا تھا مگر کشتوں کا انتظام ممکن نہ تھا۔ ظاہر ہے مجھے اس سلسلے میں گاسکر کے پاس ہی جانا پڑا ہو گا۔ یہ بات مجھے اسی سے معلوم پڑی تھی کہ تم کسی فلم کی شونگ کے لئے خلامات کے کسی جزیرے کا سفر کرنے والے ہو اور تمہیں بار برداروں کی ضرورت ہے۔"

"کیا! ہام کے لجھے میں حیرت تھی۔" بھلا گاسکر کیا جانے کر میں کہاں کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں نے اسے نہیں بتایا تھا۔"

"میں نہیں جانتی کہ اسے کیسے معلوم ہوا تھا یہ سُکھتا ہے کہ اسے مورن نے ہی بتایا ہو۔"
"ممکن ہے۔ وہ تو مجھے شروع سے ہی دھوک دیتا رہا تھا۔"

پھر دونوں خاموش ہو گئے۔ دوسری طرف ڈیزی بھی عمران ہی کا تذکرہ کر رہی تھی۔ دوپہر کو وہ پھر ایک جگہ رکے۔ اس بار پھر قیام کسی کھلی جگہ پر ہوا تھا۔ اور جگلی ان کے گرد حلقة بنائے رہے تھے۔ میگر یہ اب بھی انہی کے قبضے میں تھا اور وہی حوشیاری سے اس کی نگرانی کر رہے تھے۔

ان لوگوں کے پاس بھی خلک روئیوں کی کافی مقدار موسو جو تھی۔ اور سالدار میٹ بھی تھا۔ کافی کے لئے شورروشن کئے گئے۔ جوزف کو لکھنے کی پرواہیں تھیں۔ وہ تو ایک بڑے سے جگ میں رم انڈیل کرایک طرف جا بیٹھا تھا۔ موئیکا اک درخت کے تنے سے نیک لگائے بیٹھی ویران آنکھوں سے خلاء میں گھور رہی تھی۔ دیزی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے قریب آئی چند لمحے کھڑی رہی پھر بیٹھتی ہوئی بولی۔۔۔

"تمہیں پڑھ رہا ہے۔۔۔۔۔ دیکھ کر دل اور بھی ڈوبنے لگتا ہے۔"

"او۔ "مونیکا اس طرح چونکی تھی جیسے وہاں کسی اور کسی موجودگی کا احساس ہی نہ رہا۔ چند لمحے جانی لذتیں کے سے انداز سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر ایک طویل سالہ لیکر بولی۔ "مجھ سے غلطی ہوتی تھی مجھے تمہارے مشورے پر عمل کراچا چیز تھا۔"

"گزری باتوں کا تذکرہ ہی فضول ہے۔" ذہبی نے کہا۔ "ویکھو میں پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ وہ لاکٹ میر سلاواہ کسی اور کسی کو راس آئی نہیں سکتا۔"

"ہاں۔۔۔ آس۔۔۔ لاکٹ اسی کے پاس تھا۔"

"میں بھی اسی کے لئے بہت معموم ہوں"

"کیوں؟" موینا کا پھر چونکہ کراسے گھورنے لگی۔

"وہ کتنا عجیب تھا۔ جب تک ہمارے ساتھ رہا تھا میں مصلحت نہیں ہونے دیا۔"

page # 131

پچھوئیں تو اس پر غصہ ہی آتا تھا اور پچھوڑیر کے لئے ڈروانے اور غیر لقینی مستقبل کا خیال ذہن سے محظی ہو جاتا تھا اور اس وقت بھی وہ میں پڑھ مردہ نہ ہونے دیتا۔"

"تم تو اس انداز میں گلٹکو کر رہی ہو جیسے وہر ہی گیا ہو۔" موینا نے آنکھیں نکالیں۔

"نہ نہیں۔ اورہ سلطانہ سمجھو۔ مطلب یہ کہ میں بھی اس کے لئے پریشان ہوں۔"

وہ کبھی نہیں مر سکتا سمجھیں۔ "موینا کا جیخ کربولی۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور ہونٹ اس طرح کانپ رہے تھے جیسے شدید غصے نے اس کے اعصاب پر اثر ڈالا ہو۔

"اوہ امیں نے یہ کہ کہا۔" ڈیزی کہتی ہوئی آنکھی اور خوفزدہ انداز میں چیچھے بنتے گئی۔

نہیں تم سب بھی سمجھتے ہو۔" موینا کا اسے انداز میں چیختی۔" مگر میں کہتی ہوں وہ کبھی نہیں مر سکتا۔ کبھی نہیں۔ وہ عمومی آدمی نہیں ہے۔"

پھر وہ خاموش ہو گئی اور پہلے کی طرح درخت کیے تھے سے یک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔" کیا بات تھی؟ صدر نے ڈیزی سے پوچھا۔ جو اب اسی کے پاس کھڑی ہانپ رہی تھی۔

"سب پر وحشت سوار ہے۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔" سب جنگلی ہو گئے۔ اب یہ خواہ گتو اہ کھانے کو دوڑی تھی۔"

"میں نے تمہیں پہلے ہی سمجھایا تھا کہ اس سے زیادہ گلٹکو کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ عام عورتوں سے مختلف ہے۔ آخر کیا بات تھی؟"

"پچھوئیں، میں نے تمہارے ساتھی کا تذکرہ کیا تھا بس بزرگ تھی۔ اور جو پچھو کہا تھا۔ سناہی ہے تم نے۔ خدا کی قسم میں نے یہ نہیں کہا کہ وہر ہی گیا ہو گا۔ عجیب عورت ہے۔"

صدر نے ایک طویل سانس لی اور پچھو سوچنے لگا۔ ڈیزی پھر بولی۔" اس نے میں چاہتی تھی کہ لاکٹ میرے ہی پاس رہے۔ دوسروں پر وہ ضرور تباہی لائے گا۔"

"ہاں۔ آس اور یک ہوم تھک گئی، میرا خیال ہے یہ لوگ کچھ دیر آ رام کر لیں۔

page # 132

"تم بھی سو جاؤ۔"

ونٹا جوزف نے روا شروع کر دیا۔ وہ جگ ختم کر چکا تھا۔ غالباً یہ شب بیداری اور تھکن ہی تھی جس کی وجہ سے اسے اچھا خاصہ نہ ہو گیا تھا۔ ورنہ بلا نوشی کو نئے سے کیا سروکار رونے کا انداز اتنا بونڈ اتھا کہ جنگلی بھی بنس پڑے۔ "اب اسے کیا ہو گیا؟" ہام نے مشکوہ نہ انداز میں صدر سے پوچھا۔

"پوچھو اشا بید تھا ری بات کا جواب دے ہی لٹکے۔" صدر نے لاپرواں سے شانوں کو جائز دی۔

"میں۔۔۔ ہر ایک کی بات کا جواب دے سکتا ہوں" جوزف بھوں بھوں روتا ہوا بولا۔ "پوچھو ا کیا پوچھنا ہے؟" کچھ پوچھنے کی بجائے سمجھی بنس پڑے حتیٰ کہ مو زیک کے ہونٹوں پر بھی مسکرا بہ نظر آئی۔

"مجھے رونے دو۔" جوزف چکیاں لیتا ہوا کہہ رہا تھا۔ "میں شاہد شیم ہو گیا ہوں۔۔۔ وہ میرا بات تھا۔"

"کیوں کو اس کر رہا ہے۔" مو زیک اور ٹھیان نہ انداز میں چینی اور ایک طرف چک کر پھر اٹھانے لگی۔ صدر جھپٹ کر ان کے درمیان آتا ہوا بولا" کیا کر رہی ہو۔ وہ نئے میں ہے۔"

وہ سیدھی کھڑی ہو کر دونوں ہاتھ بھارتے ہوئے بولی۔ "تو پھر میں بھی پاگل ہو گئی ہوں۔ ہر اس آدمی کو قتل کر دوں گی جو اس کے متعلق بری بات سوچے گا۔ سمجھے۔ تم سب سن لو۔"

"ہاں۔ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ کوئی نہیں سوچ سکتا۔" صدر اس کلباز و پکڑ کر دوسری طرف لے جاتا ہوا بولا۔ "میں اس سے اچھے طرح واقف ہوں وہ اسی فکر میں ہو گا کہ میں اس مصیبت سے نجات دلانے۔ ساتھ رہ کر کچھ نہیں کر سکتا۔"

page # 133

مو زیک اٹھنے کی پڑگئی۔ صدر کافی دیر تک اسے سمجھاتا رہا۔ اس دوران جوزف بھی خاموش ہو گیا تھا۔ لیکن یہ خاموشی بھی رونے کی حد تک تھی۔ زبان تو اب بھی چل رہی تھی۔ وہ ڈیزی سے عمران کی باتیں کر رہا تھا۔

وہ ڈھلنے سفر دوبارہ شروع ہوا۔ جوزف صدر کے ساتھ ہی چل رہا تھا۔ اور اب اس کی ڈھنی حالت اعتدال ہی پڑی۔ صدر نے اس کے شانے پر ساتھ رکھ کر کہا۔ "جوزف تمہیں جنگلوں کا تجربہ ہے، مجھے بتایے کیسے جنگل ہیں؟ اتنا سفر طے کر

چکے لیکن اب تک نہ کسی وردے کی آواز نہیں اور نہ کسی سے مذکور نہیں ہوئی۔"

"تم نے بڑی اچھی بات سوچے مسٹر صدر۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ میں بھی اسی کے بارے میں سوچتا رہا ہوں۔ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ نہیں لگے۔ یہ اسی دیوتا کی مہربانی ہے۔ جو خود بھی دھواں ہے اور دھوئیں ہی میں رہتا ہیں اس نے سارے درندوں کو ختم کر دیا ہے۔ اب وہ بے وہڑک جنگل کے ناریک حصوں میں بھی گھس سکتے ہیں۔ اور مسٹر صدر!" اس کی آواز سرگوشی میں تبدیل ہو گئی۔ "میں ان جنگلیوں کو بھی شبے کی نظر سے دیکھتا ہوں۔"

"کس سلسلے میں؟ صدر نے پوچھا۔

"یہاں بھیریا ہی کے جنگلوں کے معلوم ہوتے ہیں۔"

"ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے یہاں آ جئے ہیں۔" صدر نے مشکو نہ انداز میں کہا۔

"یہ بھی درست ہے۔ ایسا ممکن ہے۔" جوزف سر ہلا کر بولا۔ "عقل کام نہیں کرتی۔ میں بھی دیوتا کا پیاری رہچکا ہوں مگر مجھے آج تک کوئی دیوتا نظر نہیں آیا۔ لیکن یہ اپنے دیوتا کو دیکھتے بھی ہیں۔ تمہیں پہلی رات والا کفن پوش یا تو ہو گا۔"

page # 134

"ہاں! کیا وہی تھا ان کا دیوتا؟"

"نہیں! اسے تو وہ دیوتا کا سپہ سالار کہتے ہیں۔"

"خدا کی پناہ ایہ دیوتا ہے یا چنگیز خان!"

"ماں نے بڑی درست غلطی کی ہے۔ ہم بھلوں کے جزو یہے میں آپنے ہیں مسٹر۔"

"ہشت!" صدر نے بڑا اسمہ بنایا۔

"اچھا یہ بتا۔ وہ سورج کیسا تھا جس نے اندر ہیرے میں ہمارے رہنمائی کی تھی۔ مامی گن تو اس طرح بہک گئی تھی جیسے پکیسیوں بولیں چڑھا لیں۔ آخر ہماری گولیاں انہیں چھوڑ کر اس درخت پر کیوں پڑتی رہیں؟"

صدر پکھنہ بولا۔ بولتا بھی کیسے وہ خواب تک ان چیزوں کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا تھا اور پھر وہ پہلی رات والا کفن پوش۔

تفاہلہ برداشت رہا۔ اب پھر وہ کسی نشیب میں اتر رہے تھے مگر ڈھان ایسی بھی نہ تھی کہ چانے میں دشواری ہوتی میلوں تک

ہر ابھر امیدان پھیلایا ہوا تھا۔ بجورے رنگ کی چٹانوں کا دوروڑو رتک پتا نہیں تھا۔ بعض جگہ گھر میلو چوپا یوں کے رویڑ بھی چرتے ہوئے دکھائی دیتے۔ پھر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی میدان طے ہو گیا اب انہیں پھر دشوار گزار جنگل کا سامنا تھا۔

"کیا مصیبت ہے۔" ہام بڑا لیا۔ "کبھی ختم بھی ہو گا یہ سفر؟" کوئی کچھ نہ بولا۔ صدر جوزف سے کہا رہا تھا۔ "گاڑیوں کے رویڑ تو کئی جگہ دکھائی دیتے پر کوئی بستی دکھائی نہ دی۔" "خدا حرم کرے۔" جوزف بھرا تھی آواز میں بولا۔ "میرا خیال غلط نہیں ہے ہم بھتوں کے جنگل میں آپھنے ہیں۔ کبھی سخت ہوئے چاند والی راتوں میں تمہارے سیروں تک کوئی انڈا آ کر تو نہیں ٹوٹا تھا۔؟"

page # 135

"کیا بکواس ہے۔۔۔ کیا مطلب؟"

"آہا مجھے آج بھی یاد ہے مسٹر صدر۔ میں بچہ ہی تھا اس زمانے میں۔" جوزف گلو گیر آواز میں بولا۔ "میرے سیروں تک انڈا ہٹوٹ گیا تھا اور میری ماں نے اپنا سر پینیا شروع کر دیا تھا۔ وہاڑیں مار کر روئی تھیں اور کہا تھا کہ میں کبھی نہ کبھی بھتوں کے جنگل میں ضرور بچنے گا۔"

"کاش! تمہارے باس نے یہ گلگوٹی ہوتی۔"

"ہائے ابا۔" جوزف نے سکاری سی لی۔ اور ٹھیک اسی وقت جنگلیوں نے چیخ چیخ کر کچھ کہنا شروع کر دیا۔ وہ جنگل میں داخل ہو چکے تھے۔ جوزف کچھ دیر سنتارہا پھر خودی بلند آواز میں کچھ بولا اور پھر سنا چھا گیا۔ "وہ کہا رہے ہیں کے اپنے سر جھکا لو۔" جوزف نے انگریزی میں کہا۔ اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ انگریزی سختے والے زدیک دور یکسا طور سے سن سکے۔

"اپنے سر جھکا لو۔ کیوں کتم مقدس پیجاران کی حدود میں داخل ہو رہے ہو۔" اور ہام ولی زبان سے گالیاں کبک رہا تھا۔

عمران کو ہوش آگیا مگر وہ آنکھیں بند کیے ہی پڑا رہا۔ آنکھیں کھولنے سے پہلے اپنے سارے جو اس مجتمع لر لیا چاہتا تھا۔ پتہ نہیں کس پچویشن کا سامنا ہو۔ لہذا میں کم از کم اس قابل تو ہوا ہی چائے کہ آنکھیں کھلتے ہی حالات کا سامنا کیا جاسکے۔

کچھ دیر بعد اس نے خواہ تو اکراہ کر کر روت لی اور آنکھیں کھول دیں۔ چاروں طرف بلکل سی روشنی نظر آئی۔ وہ ناری کے کس حصے میں تھا۔ لیکن یہ روشنی۔۔۔۔۔ یہ روشنی۔۔۔۔۔ چنان پر نظر پڑتے ہی وہ بوكھلا کر اٹھ بیٹھا!

page # 136

ایک انسانی کھوپڑی تھی جس کی آنکھوں کے حلقے آگ کی پیشیں اگل رہے تھے اسی لئے چاروں طرف بکھری ہوئی روشنی میں تھر تھر ابھٹ پائی جاتی تھی۔

دوسرے ہی لمحے عمران نے محسوس کیا کہ اس کا چرمی تھیا انعام ب ہے۔

یہ بہت براہوا۔ اس نے سوچا۔ مویکا کے کاغذات بھی اسی تحلیلے میں تھے۔

پھر اس نے اپنی جیب نبوی اور کسی قدر مطمئن نظر آنے لگا۔

اجنبی بھی قریب ہی اوندھا پڑا ہوا تھا۔ عمران اپنا سر نبو لئے لگا۔ کئی جگہ وہ محسوس ہوا مگر کھوپڑی محفوظ تھی۔ یہ بھی اتفاق ہی تھا ورنہ اسے اچھی طرح یا وتحا کے ضریب کھوپڑی پھاڑ دینے والی تھی۔

وہ کھلکھلتا ہوا اجنبی کے قریب پہنچا اور جھک کر دیکھنے لگا کہ وہ کس حال میں ہے۔

"اوہ اشایہ ہمارا آخری وقت قریب ہے۔" اجنبی آہستہ سے بولا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

"ذر اٹھ کر پیٹھ جاؤ پیارے اتنا کہ میں تمہیں جی بھر کر دیکھ لوں۔" عمران کی آواز دردناک تھی۔

"وہ کھوپڑی دیکھ رہے ہو؟" اجنبی نے پوچھا۔

"میری کھوپڑی اس سے زیادہ روشن ہے یقین نہ آئے تو نہول کر دیکھ لو۔ آہا ادیکھ لوں کہیں تمہاری کھوپڑی باعث وہاں کرنا کرنا گئی ہو۔"

"میرے سر میں کئے زخم ہیں۔"

"بہر حال دو کھوپڑیاں مل کر بہت کچھ کر سکتی ہیں۔"

اجنبی کراہ کر اٹھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "کیا اس کھوپڑی کی کویہاں سے

ہٹایا نہیں جا سکتا مجھے اس سے وحشت ہو رہی ہے۔"

page # 137

"پہنچ سے باہر ہے۔ کافی بلندی پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کی پرواز نہ کرو۔ ویکھو اس حصے میں پہلے کبھی آچکے ہو یا نہیں؟"

وہ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ جگہ زیادہ کشاور نہیں تھی۔ اسے بھی غار در غار کہا جا سکتا تھا مگر نکاسی کا راستہ کہیں دکھائی نہیں دیا۔

"پہنچ نہیں تمہارا کیا حشر ہو؟" اجنبی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھے تو خیر مرنا ہی تھا ویسے بھی زندگی سے تک آپکا ہوں۔"

"میں نے پوچھا تھا پہلے بھی کبھی اس حصے میں آئے ہو؟"

"نہیں"! اجنبی نے کہا اور کھوپڑی کو گھورنے لگا۔

عمران اٹھ کر گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا۔ فلذ بائیں جانب روشنی کی ایک پتلی سی لکیر نظر آتی جو نار میں پھیلی ہوئی روشنی سے مختلف تھی۔ قریب پہنچنے پر وہ ایک پتلی سی دڑ اڑاہت ہوئی۔ روشنی دوسری جانب سے بچوٹ رہی تھی۔ مگر یہ دڑار صرف اتنی تھی کہ دوسری جانب بآسانی دیکھا جا سکتا تھا۔ اجنبی بھی اٹھ کر اس کے قریب آگیا۔

"اوہ کیا ہے؟" اس نے پوچھا

"روشنی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔" عمران نے جواب دیا۔

پھر وہ کسی قسم کی آوازن کر رہی تیزی سے مڑا تھا۔

"اوہ"! اس نے الوں کی طرح دیدے چائے۔ سامنے ایک کفن پوش کھڑا نہیں گھور رہا تھا اور اس کی پشت پر غار میں ایک اتنی ہی کشاور دڑ اڑ نظر آتی۔ جس سے دو آدمی بآسانی ایک ساتھ گزر سکتے تھے۔ اسے یقین تھا کہ اس نے ہوش آنے پر وہاں ایسی کوتی دڑا نہیں دیکھی تھی۔

اجنبی بھی اس نئے آنے والے کو آنکھیں چھاڑیں گھور رہا تھا اس کی وضع قطع

page # 138

عجیب تھی۔ سر سے پھر تک ایسے لباس میں ملبوس تھا جس سے صرف آنکھیں ہی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ انہے ہاتھ میں

چھوٹا سا گر زنما عصا تھا۔ جس کے سرے پر نخے نخے نوکیلی برنجیاں سی ابھری ہوئی تھیں۔ "تمہیں وہ کاغذات کہاں سے ملے تھے؟" اس نے انہیں انگریزی میں مخاطب کیا۔ "تباہ!" عمران نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اچھا تو تم وہی ہو۔" عمران کا ساتھی سر بلاؤ کر بولا۔ "جس نے تمیں جھاڑیوں سے مخاطب کیا۔ تم انگریزی بول سکتے ہو۔ تمیں کسی ایسے ہی بحوث کی تلاش تھی۔ تم ہمیں یہاں کیوں لائے ہو۔"

"نجات کا راستہ بھی ہے۔ میرے سوال کا جواب دو۔"

"جواب۔" عمران کا ساتھی دانت پیس کر بولا۔ "تم نے ہمارے پاس کچھ نہیں چھوڑا۔ پر اب بھی یہ ہاتھ میرے قابو میں ہی ہیں۔"

یک بیک وہ کفن پوش کی طرف بڑھا اور کفن پوش نے گر زنما عصا اس کی جانب اس طرح اٹھایا۔ جس طرح اسی سے ہی اسے پیچھے دھکیل دے گا لیکن دمرے ہی لمحے سرے سے ابھری ہوئی برنجیوں سے چنگاڑیوں کی پھواڑی اڑ کر اس پر پڑی اور وہ چیختا ہوا پیچھے بہٹ گیا۔

اس کے کوت میں آگ لگ گئی تھی اور وہ اسے اٹارنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ارے بھر و بھرو!" عمران آگے بڑھتا ہو بولا۔ "ذرائعے سگریٹ تو سلاکیں دو۔" اس نے جیب سے ایک سگریٹ کیس انکالا اور اس میں سے سگریٹ انکال رہا تھا۔

"پاگل ہو گئے ہو؟" ساتھی اپنے کپڑے نوچتا ہوا چیختا ہو بولا۔ "بچاؤ۔۔۔ مجھے بچاؤ ایک کوت اٹا رو!" دفعتا کفن پوش کے منڈ سے بلکل سی کراہ نکلی اور وہ دوڑا ریس الٹ گیا۔ پھر وہ چند لمحے ہاتھ پر پختا رہا اور اس کے بعد ساکت ہو گیا۔ عمران کا ساتھی کوت اٹار کر پھینک چکا تھا۔

page # 139

لیکن پھر وہ اپنی تکلیف بھی بھول گیا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھی۔ کیونکہ اس نے عمران کو کفن پوش کی نہ نگلیں پکڑ کر فنا ریں کھینچتے دیکھا۔

کفن پوش کی پیشائی سے خون کافوارہ چھوٹ رہا تھا۔ اور عمران اس کوشش میں تھا کہ اس کا سفید لباس خون آلومنہ ہونے پائے۔ بمشکل تمام وہ اس میں کامیاب ہو سکا۔

"یہ---یہ---کیسے ہوا؟" اس کا سانحی ہکلایا۔

"نجات کا راستہ بھی ہے۔" عمران نے خوش ہو کر کہا "لیکن یہ ہیرے سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں رہ گیا۔" مگر یہ اب بھی اس کے ہونتوں میں ولی ہوئی تھی۔

"کیا تم نے فائز کیا تھا۔ مگر میں نے فائز کی آواز ہیں سنی تھی۔ اور نہ ہی تمہارے ہاتھ میں روپا الور دیکھا تھا۔" "پرواہ مت کرو۔ نشیلی آنکھیں بڑے بڑوں کا کام تمام کر دیتی ہیں۔"

"یا رتم عجیب آدمی ہو۔ کیسے مارڈا لاسے۔۔۔ اف فوہ۔۔۔ یہ گز نماچیز۔۔۔؟" "خبردار اسے ہاتھ نہ لگانا۔"

"کیوں؟"

"اسے مجھ پر چھوڑ دوا ورنہ ہو سکتا پھر کوئی مصیبت مازل ہو جائے!"

page # 140

بستی میں ان کا یہ تیسرا دن تھا۔ مگر اب تک ان کو یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ اس کے یہاں لائے جانے کا مقصد کیا ہے۔ بستی بے شمار چھوٹی بڑی جھونپڑیوں پر مشتمل تھی۔ ہر جھونپڑی کے سامنے دو تین گائیں ضرور نظر آتی تھی۔ اکثر جگہ پر بہت پرانے وضع کے چوبی مل بھی دکھائی دیتے جن کا مطلب یہی تھا کہ باشد دے کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں۔ لہذا اس کی طرف سے اطمینان ہو گیا تھا کہ یہ آدم خور نہیں ہیں۔

مرد عموما نگے جسم دکھائی دیتے مگر عورتیں پورے جسم ڈھانپے رکھتیں۔ صدر محسوس کر رہا تھا کہ ان کے رکھرکھاویں بھی آدمیت پائی جاتی ہے۔

انہیں اب تک کے قسم کی تکلیف نہیں ہوئی تھی البتہ جوزف کا معاملہ و سر اتحاد اس نے تو یہاں قدم رکھتے ہی جنگلیوں کی شان میں قصیدے پڑھنے شروع کر دیے تھے۔ کیونکہ انہوں نے شراب کے ذخیرے پر قبضہ کر کے اسے ضائع کر دیا تھا۔ اور کہا تھا کی مقدس پیاروں کی حدود میں نہ آ اور جیزیں منون ہیں۔

بہر حال جوزف کی حالت ابتر تھی وہ کسی لاش ہی کی طرح بیکار ہو کر رہ گیا تھا۔ مو زیکا کے چہرے پر جھلابٹ کے آثار

مستقل ہو کر رہ گئے تھے۔ ذیزی گواب اتنی خوفزدہ نہیں تھی مگر اب بھی اس کی آنکھوں میں ہر وقت ویرانی سی نظر آتی تھی۔

ہام صحیح سے شام تک بات پر گالیاں ہی کتار ہتا جو نیزی کے باہر پھر ہوئے والے جنگلی اگر اندر یہی سمجھتے ہوتے تو کب کا اسے نیزوں سے چھلنی کرنا الا ہوتا۔

page # 141

آج صحیح اس کے اور مویکا کے درمیان جھٹپیس ہوتی رہیں تھیں کی بارتو ایسا بھی ہوا تھا کہ مویکا اسے مارنے دوڑی تھی لیکن صدر درمیان میں آگیا تھا۔

باقی لوگ تو قطعی بے تعلق تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے تقدیر پرشاکر ہو گئے ہوں۔ انہیں کسی سے بھی گلرنہ ہو۔ خود ہی ذمہ دار ہوں ان مصائب کے۔ ہام کو دیکھتے وقت نتو ان کی آنکھوں میں نفرت ہوتی تھی اور نہ غصہ حتیٰ کہ مویکا کے طعنے بھی گریں نہیں گزرتے تھے۔ وہ انہیں بروں اور بے حس کہتی لیکن وہ اس پر بھی جوش میں نہ آتے۔

مویکا کا خیال تھا کہ انہیں لڑکرنا چاہیے۔ انجام خواہ کچھ بھی ہو۔ وہ یہ بھی بھلا پڑھی تھی کہ ان کے اس سفر کا کیا مقصد تھا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ مقصد کی طرف صدر کا بھی درمیان نہیں جاتا تھا۔ حالات ہی ایسے تھے۔

وہ ایک بڑے سمجھنے کی تلاش میں اکلا تھا۔ لیکن بھلا اس کا ان جادوگروں سے کیا تعلق۔ پتہ نہیں یہ لوگ کون تھے اور کیا چاہتے تھے؟

عمران کے متعلق تو وہ مویکا کو تسلیاں دیتا رہتا تھا لیکن خود اسے یقین نہیں تھا کہ وہ زندہ ہو گا۔ پھر مستقبل سے متعلق سوچنا ہی بیکار تھا۔

اگر ہام اور مویکا کی جھٹپیں وقاً فاقاً چونکا تی نہ رہتی تو اتنا بھی نہ سوچ سکتا۔ جب بے بھی کا عالم ہو تو ذہن اونگستھے ہی رہنے میں زیادہ لذت محسوس کرتا ہے۔

اس وقت بھی دونوں لڑپڑے تھے۔ ہام کہہ رہا تھا کہ یہ جنگلی آدم خور ہیں۔

page # 142

کسی خاص تقریب کے موقع پر ان دونوں کے کباب بنائے گے۔ فی الحال تو مکنی کی روٹی کھلا کھلا کر انہیں فربہ کر رہے ہیں

ہیں۔

"تم ذلیل ہو۔ کو اس بند کرو۔" موینکا دھاڑی۔ "اگر وہ آدم خور ہیں۔ تب بھی مجھے پرواہ نہیں۔ لیکن میں تمہارا جسم نیزوں سے چھلانی ہوتا دیکھنا چاہتی ہوں۔"

ہام نے اس پر قہقہہ لگا کر اسے اور زیادہ تباہ کو دلایا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ہام کا یہ اذیت پسند ان رہجان موجودہ بنے ہی کی پیداوار رہا ہو۔

"اسے منع کرو۔" موینکا نے صدر سے کہا۔ "ورنہ میں اس کا گاہ گھونٹ دوں گی۔"

"تم خواہ گھوٹا کیوں چڑھتی ہو۔۔۔۔۔ بکٹے دو!"

"یہ احسان فراموش اور ذلیل ہے۔"

"مجھ پر کسی نے کوئی احسان نہیں کیا۔" ہام غصیلے لمحے میں بولا۔
" بتاؤ۔" موینکا نے آنکھیں نکالیں۔

"بھائی اس سے کیا فائدہ؟ تم لوگ خاموش کیوں نہیں رہتے۔" صدر نے چیچ بچاؤ کر اما چاہا۔
ٹھیک اس وقت باہر سے ڈھول اور ناشوں کی آوازیں آئیں۔ اور جھونپڑی کے پہرے داروں نے نظرے لگا شروع کر دیئے۔

صدر جھپٹ کر جھونپڑی کے دروازے کے قریب آگیا۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ افق میں رنگیں لہرے پھونٹنے لگے تھے۔ پیش منظر میں جنگلیوں کا ایک گروہ دکھائی دیا جو اچتا گاتا ہوا اسی طرف آ رہا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ لوگ قریب پہنچے۔ جھونپڑی کے گرد پہنچیں گے۔ اور ان کا قص پہلے ہی کی طرح جاری رہا۔ البتہ اب وہ گانہ نہیں رہے تھے۔

وھٹا پہریداروں میں سے ایک نے انہی کو مخاطب کر کے کچھ کہنا شروع کیا۔

page # 143

جوزف زمین پر پڑا کروٹیں بدلتا رہا تھا اس کے چہرے پر کرب کے آثار تھے۔
"سنوا یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" صدر نے اس پر جھکتے ہوئے کہا۔

"جہنم میں جائیں۔ کہہ رہے ہوں گے کچھ۔۔۔۔۔ میں مر رہا ہوں۔"

"تمہاری تکلیف کسی حد تک رفع ہو سکتی ہے۔"

"کیسے؟" جوزف ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ بیٹھا۔

"میں جھوٹ نہیں بولتا۔ مگر پہلے تم اس کی بات سن کر مجھے بتاؤ کہ وہ کیا کہدا ہے۔"

جوزف چند لمحے پہلیں جھپٹتا ہا پھر حکملتا ہوا دروازے کے قریب آیا تھوڑی دیر ان لوگوں سے گفتگو کرتا رہا پھر صدر سے بولا۔ "وہ لوگ پارٹی کے لیڈر کو عبادت خانے میں لے جانا چاہتے ہیں۔"

"کیوں؟"

"مقدس پیاران کا حکم۔"

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔ لیڈر صدر نے مایوسانہ انداز میں چاروں طرف دیکھا۔ وہ بھی جوزف کے قریب آگئے تھے۔ صدر کی نظریں ہام کے چہرے پر رک گیں۔

"نہیں میری طرف نہ دیکھو۔" ہام نے ہاتھ اٹھا کر زہریلے لمحے میں کہا۔ "مجھ میں لیڈری کی صلاحیت نہیں ہے۔"

"تم نے اس کی طرف دیکھا کیوں تھا؟" موینا کا صدر پر چڑھ دوڑی۔

"تم بھی چوڑیاں پکن کر جیھو میں خود جاؤں گی۔"

"میں نے مناسب نہیں سمجھا تھا کہ ہام جیسے تجربہ کار آدمی پر سبقت لے جاؤں۔۔۔ ورنہ!"

"تم ہی جاؤ۔ کیونکہ تم ایک بہت بڑے داشمن آدمی کے ساتھی ہو۔"

"ضرور جاؤ۔" ہام بر اسلامہ بناء کر بولا۔ "تم بھی بہت بڑے داشمن بن جاؤ۔"

page # 144

موینا کا پھر ہام کی طرف پہنچنے تھی کہ صدر نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "میری استدعا ہے کہ خود کو تابو میں رکھو۔ اسے سکنے دو۔ تھیں احتیاط سے کام لیا ہے۔"

"تاکہ احتیاط سے قبر میں پہنچ جائیں۔" ہام نے پانگوں کے سے انداز میں تھقہ لگایا۔

"تم نے مجھ سے کیا کہا تھا مسٹر صدر۔" جوزف نے آگے پیچھے جو لٹے ہوئے ہائک لگائی۔

"ہاں ٹھہرو۔ میرے تھیلے میں رکھی فائیڈا اپرٹ کی ایک بوٹی موجود ہے۔"

"آہا۔ چلے گی۔" جوزف یک بیک اچھل پڑا۔ "لاہو کا لوجلدی کرو۔ یہ باستر ڈجوٹ ہے۔ کہیا نشا اور جیزیں

رکھنے کی اجازت نہیں ہے میں نے انہیں تازی پینے دیکھا ہے تاز کے درختوں پر ہانڈیاں لٹکتی دیکھی ہیں۔ یہ سب فردا
ہیں ان سے کہہ دو کہ میرے لئے تازی ہی مہیا کرو دیا کریں۔"

پچھو دیر بعد صدر ان کے ساتھ جانے کے لئے باہر نکلنے لگا لیکن فتحہ ذیزی راستہ روک کر بولی۔ "تم نہ جا۔ مجھے ذار
معلوم ہوتا ہے۔"

"اے لڑکی! اہم سامنے سے۔" موینا کسی لکھنی کتیا کی طرح غرائی۔

ڈیزی سہم کر ایک طرف بٹ گئی۔ اور صدر نے موینا کے کہا۔ "میں کہتا ہوں داشٹھندار کھو۔ تمہیں اس بیچاری کا
خیال رکھنا چاہیے۔"

"جا۔ سب ٹھیک ہے۔" موینا نے کھردے لجھے میں کہا۔

ڈیزی صدر کے علاوہ کسی سے بات نہیں کرتی تھی۔ زیادہ تر یہی کوشش کرتی کہ اس کی قریب ہی رہے۔ وہ کہتی تھی کہ
اس پوری بھیڑ میں اس کے علاوہ اور کسی میں بھی اسے انسانیت نظر نہیں آتی۔

صدر باہر کلا اور جوزف نے کچھ چیخ کر کہا۔ اور اپنے گانے والوں کی ٹولیاں اس کے گرد اکٹھی ہونے لگی۔

page # 145

پھر پچھو دیر بعد وہ ایک جانب چل پڑے۔ صدر بیچ میں تھا اور وہ دو دو کی قطار میں اس کی دونوں جانب چل رہے تھے۔
سورج غروب ہو چکا تھا۔ افق میں لگنیں اپنے کی بُنہت اور زیادہ گہرے ہو گئے تھے۔ ابیرا لینے والے پرندوں
کے شور سے فضا گونج رہی تھی عجیب سا پراسرار ماحول تھا۔ بستی سے گزر کر اب وہ ایک پھر بیلے راستے پر چل رہے تھے
یہاں جھاؤیاں نہیں تھیں لیکن اس کے باوجود وہی وہ دشوار گزر تھا۔ اندھیرے میں تو اوہر سے گزرا خودکشی کے متراوف
ہوتا۔ جنگلی صدر کو لئے ہوئے ایک ہی قطار میں آگئے تھے ابھی اتنا اندر ہیں پھیلا تھا کہ وہ گز حصے اور کھائیاں نظر نہ
آتیں جن پر قدم قدم پر سامنا ہو رہا تھا۔

یک بیک صدر کو ایک بڑی سریلی آواز سنائی دی لیکن دور کی آواز تھی۔ نگری سے بھر پور نسوانی آواز۔ اور اسرا جو ہاؤ
سے وہ کوئی گیت ہی معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے گئے آواز قریب ہوتی گئی۔

پھر ایک مسطح چکر پہنچ کر جنگلیوں نے اس کے گرد حلقة بنالیا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر صدر کو ایک بڑی سی عمارت کے آثار
نظر آئے۔ اتنی وضاحت لابث تو کچیل ہی گئی تھی کہ تھوڑے فاصلے سے بھی عمارت کا تفصیلی جائزہ ملیسا مشکل ہوتا۔ آواز

اسی عمارت سے ابھی بھی آرہی تھی۔ وہ یقیناً کوئی گیت ہی تھا لیکن الفاظ صدر کے لئے غیر مانوس تھے۔۔۔۔۔ آواز۔۔۔۔۔ آواز۔۔۔۔۔ کیسی آواز تھی۔۔۔۔۔ صدر کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا وجود آواز کے ہر اتار کے ساتھ فضا میں تحلیل ہوتا جا رہا۔۔۔۔۔ لتنی گھلائی تھی لکن اسی پان تھا۔۔۔۔۔ افتش کے رکنیں اپرے سیاہی میں گھلتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔ دفعتاً گیت تھم گیا۔۔۔۔۔ جنگی بھی رک گئے اور ایسا معلوم ہوا جیسے زمین ہی گردش کرتے کرتے اچانک ساکن ہو گئی ہو۔

چند لمحے صرف جھینگروں کی جھائیں جھائیں فضامیں گنجتی رہی پھر ایک نسوانی آواز ابھری۔ "خوش آمدید۔ اے راتی بچکلے ہوئے انسان۔۔۔۔۔ اس معبد کے درود یوار سے تجھے دوستی کی بوآئے گی۔ آ کر تیرے گرداندھیرے جال بن رہے ہیں۔ آ کر تاریکیاں تجھے ہڑپ کرنے کے لئے بڑھ رہی ہیں۔ آ کر یہاں روشنی تیری منتظر ہے۔"

صدر آگے بڑا لیکن جنگلیوں نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ البتہ انہوں نے اسے راستہ دینے کے لئے حلقتہ توڑ دیا تھا۔ صدر پوری قوت سے قدم رکھتا ہوا عمارت کی طرف بڑا۔ جیسے ہی قریب پہنچا ایک دروازے میں روشنی کا جھمما کا ساہوا۔ اور وہ جھجک کر ایک قدم پہنچے ہٹ آیا۔ اس سے یہ قطعی غیر اداری طور پر سرز روہوا تھا۔ اسے خوف کا نتیجہ نہیں کہا جا سکتا تھا۔

یہ ایک کھلاہ ہو ارتحا۔ اس میں دروازے کے پانچ نہیں تھے۔ مگر روشی اب بھی موجود تھی۔ صندرا آگے بڑھا۔ اسے تو قع تھی کہ اندر کوئی ایسا آدمی ضرور موجود ہو گا جو اس کی رہنمائی کر سکے لیکن وہاں تو سنایا تھا۔ قریب و دور ایک تنفس بھی نظر نہ آپا۔

ورودیوار سے خوبیوں کی لپیٹیں سی ٹھنڈی محسوس ہو رہی تھیں ذہنا پھر وہی گیت شروع ہو گیا جسے وہ دور سے منت آیا تھا۔ مگر۔۔۔ اور۔۔۔ یہ گیت تو خوبیوں کی طرح ورودیوار سے ہی بچوت رہا تھا۔ صدر کے قدم اڑکھڑانے لگے۔ وہ خالق نبیں تھا اسے از خود رفلگی ہی کہتا چاہیے۔ خوبیوں کی لپیٹیں اور گیت کی لے اسے ان دیکھئے جہانوں کی جھلکیاں دکھار ہے تھیں۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے خود روئی کے گالے کی طرح فضائیں اڑتا پھر رہا ہو۔ گیت کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ ہمکو رے لیتا ہوا ایکراں پہنائیوں میں تخلیل ہوتا جا رہا ہو۔ اس کے حواس پر صرف تین چیزیں مسلط

تحمیں۔ مدھم سی تھنڈی روشنی۔۔۔ نگاہی۔۔۔ اور خوشبو۔۔۔ ان کے علاوہ اور کسی چیز کا احساس نہیں تھا۔

page # 147

اس کے قدم اٹھتے رہے۔ بس وہ کسی ایسے اندر حصے کی طرح چا جا رہا تھا جس کے ہاتھ میں لٹھی بھی نہ ہو۔ وہاں ایک کریبہ سی جھنکارنے اسی جھنجور کر رکھ دیا۔ جہاں تھا وہیں قدم رک گئے۔۔۔ خوش آیا۔۔۔ روشنی اب بھی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ خوبصورت بھی چکراتی پھر رہی تھی۔۔۔ لیکن گیت شاندیکوت کے ویرانوں میں جاسویا تھا۔

اس نے جھر جھری سی لمبی اور آنکھیں پچاڑ پچاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ آگے راستہ مسدود تھا۔ سامنے ہی ایک اونچا سائٹھ نظر آیا۔ وسط میں فرش سے دھوئیں کی ایک پتلی سی لکیر پھوٹ کر فضا میں بل کھاتی ہوئی تخلیل ہوئی جا رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ آس پاس کوئی نظر نہ آیا۔ وہ عورت کہاں تھی جس نے اسے "خوش آمدید" کہا تھا۔ کتنی شدت اگر بیزی میں اسے مطابق کیا تھا۔

یک بیک اس نے محسوس کیا کہ اسائٹھ سے بچوئے والی لکیر کا جنم آہستہ آہستہ مڑا ہرہ رہا ہے۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے تین فٹ کے دائرے میں وہوں چکرانے لگا۔ فرش سے چھٹت تک۔ لیکن کیا مجال کر دھوئیں کی ایک بار یک سی لکیر بھی اس محدود دائرے سے باہر نکلی ہو۔ پکھو دیر بعد صدر نے محسوس کیا کہ دائرے کے وسط میں ایک تصویری ابھر رہی ہے آہستہ آہستہ اسکے خدو حال واضح ہوتے گئے اور پھر وہاں صدر را لکھ رہا تھا، وہ اسکی قدم پیچھے بٹ گیا۔ اس کی آنکھیں دھوکائیں دے سکتی تھیں اور اسے اپنی یا داشت پر پورا ابھر و سر تھا۔ یہ سو فیصدی بونا تھا لیکن دھوئیں کے گھسے کے روپ میں۔ فرط حیرت سے اس کی آنکھیں اہل پڑیں۔ کیونکہ یہ مجرم حرکت بھی کر سکتا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تھا۔ ہونٹ ہلے تھا اور صدر نے بونا کی آواز بھی صاف پیچالی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "وفیتوں کی تلاش میں آئے ہو۔۔۔ مگر کس کام کے وہ دینے جو تمہارا پیٹ بھی نہ پھر سکیں۔"

page # 148

تمہاری کشی تباہ ہو چکی ہے اس لئے واپسی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جاؤ۔۔۔ سونے اور چاندی کے ڈلے کھو دکا لو۔ اور انہیں اس طرح چبا کر نگلوک وہ ہضم ہو کر جزو بدن ہو جائیں۔ کر سکو گے ایسا؟ نہیں تو پھر بیزیاں رگڑ کر مردا

پڑے گا۔ یہاں تم ایک من سونے کے عوض ایک مٹھی لکھی بھی یا ایک پیالہ دو دھن بھی نہ حاصل کر سکو گے۔ ” صدر کے ہونٹ تقریباً میز انداز میں سکر گئے۔ اور اس نے غصیلے لمحے میں کہا ” کیا تم میری آوازن سکو گے؟ ” ” کیوں نہیں۔ کیوں نہیں؟ ”

” تمیں یہاں اس طرح کیوں لاایا گیا ہے؟ ”

تاکہ تمہیں نجات کے راستے پر لگایا جاسکے۔ یہ سمجھایا جاسکے کہ اصل چیز محنت ہے دولت نہیں۔ محنت ہی یہاں تمہارا پیٹ بھر سکے گی۔ تمہارے لئے آسانیں مہیا کر سکے۔ سونے چاندی کے نکروں کے بد لے تمہیں یہاں اناج نہیں مل سکے گا۔ مگر خبر و تم بہت دیر معلوم ہوتے ہو کہ تمہیں کسی قسم کے سوال کرنے کا ہوش بھی رہا ورنہ یہاں تو لوگ عموماً غش کھا کر گر جاتے ہیں۔ ”

صدر نے سوچا کہ شاند بھی وہ پہچانا نہیں جاسکا۔ اس لئے بہتر ہے کہ زیادہ باتیں نہ کی جائیں۔

” میں کمزور اعصاب کا آدمی نہیں ہوں۔ ” اس نے جواب دیا۔

” جو کچھ بھی ہو، بہت خوب ہو۔ فائدے ہی فائدے میں ہو گے۔ اچھا جاؤ بائیں جانب جود رواز ہے اس سے گزر کر وہیں ٹھرو۔ تمہاری مصیبتوں کے دن ختم ہو گئے۔ ”

لیکن صدر جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ آہستہ آہستہ مجسے کے خدو حال وحدتے پڑنے لگے اور ذرا ہی سی دیر میں وہاں صرف دھواں ہی چکراتا رہ گیا۔ پھر دھوئیں کا جنم بھی کم ہونے لگا۔ اور بالآخر وہی پتلی سی کیسر باتی رہ گئی۔

page # 149

اور پھر پہلے ہی سا سکوت طاری تھا۔

وہ چند لمحے وہیں کھڑا رہا پھر باہمیں جانب والے دروازے کا رخ کیا۔

چیزیں وہ دروازے سے گز رکھتا کے کی آواز آئی۔ وہ چونک کرمزا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اوپر سے ایک پھر کی سل پھسلتی ہوئی آئی تھی اور دزوواز بھی دیوار بن کر رہ گیا تھا۔

لیکن اس سے پہلے ہی صدر کو ایک کمرے میں ایسا منظر دکھائی دیا تھا جس نے دروازے سے الجھنے کا موقع نہ دیا۔ اس کے سارے ساتھی وہاں موجود تھے لیکن کوئی بھی ہوش میں نہ معلوم ہوتا تھا۔ سارے بے سدھ پڑے ہوئے تھے پہلی

نظر میں تو ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ رچکے ہوں کچھ دیر پہلے اس نے انہیں بستی کے ایک جھونپڑے میں چھوڑا تھا۔ آخر وہ وہاں کیسے آپنچھے ہو سکتا تھا کہ انہیں لانے کے لئے کوئی دوسرا سمت اختیار کیا گیا ہو۔

یہاں اتنی تیز روشنی نہیں تھی کہ ہر گوشے میں اجala ہوتا یک یا ایک تاریک گوشے سے ایک عورت آگے بڑھی وہ قدیم وضع کے سفید لبادے میں ملبوس تھی اور چہرہ بھی سفید ہی نقاب میں پوشیدہ تھا البتہ شہرے بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے دامنے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا گز نما عصا تھا جس کے سرے پر نوکیلی برنجیاں سی ابھری ہوئیں تھیں۔

"خوش آمدید۔" اس کی متقدم آواز کمرے میں گوئی اور پھر صدر نے محسوس کیا کہ جیسے وہ کسی بات پر بولکھا گئی ہو۔ اس طرح لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی تھی جیسے کوئی غیر متوقع چیز سامنے آگئی ہو۔ نقاب سے اس کی آنکھیں گویا ابلی پر رہی تھیں پھر وہ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئی جو فرش پر بیوشاں پڑے ہوئے تھے دوسرے ہی لمبے صدر نے اسے جھاک جھاک کر ہر ایک کا چہرہ دیکھتے پایا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے کسی خاص آدمی کی تلاش ہو۔

page # 150

کچھ دیر بعد وہ سیدھی کھڑی ہو کر صدر کی طرف مڑی اور اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ طویل راہداری سے گزر کروہ پھر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئی۔ وہ توڑے فاصلے پر رک گئی۔ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

وہ اپنا اعضا اٹھا کر بولی۔ "تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

"ابھی تمہارا دیوتا خود ہی بتا چکا ہے کہ ہم دینوں کی تلاش میں آئے ہیں۔" صدر مسکر لیا۔

"میں نہیں تسلیم کر سکتی۔"

"تو پھر تمہیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ تمہارا دیوتا احمق ہے۔ بے پر کی اڑاتا ہے۔"

"دیوتا نے ناطقیں کہا تھا تم اسی بھانے سے آئے ہو۔ لیکن میری روحانی قوت اسے تسلیم نہیں کر سکتی کہ تم کسی دینے کے لئے یہاں کا سفر اختیار کرو گے۔"

"تسلیم کرے۔ اب تو آپنے ہیں۔"

"واپسی ممکن ہوگی۔"

"مجھے علم ہے میں جانتا ہوں۔ ہماری کشتنی یا تو واپس گئی ہوگی یا بتا کر دی گئی ہوگی۔ میں بھی اب کچھ کچھ سمجھ رہا ہوں۔ مقدس پیجاران ایکن تمہارا دیوتا میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

"کیا سمجھ رہے ہو؟"

"کچھ بھی نہیں۔ صدر نے لاپرواہی سے کہا۔ "اب تمہارا دوسرا قدم کیا ہوگا؟"

"تمہارا لیڈر کہاں ہے؟"

"میں ہی لیڈر ہوں۔"

"اسے بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔"

"تمہاری مرضی!"

page # 151

"ہوش میں آؤ۔ میں تمہیں اسی جگ فنا کرنے کی بھی قوت رکھتی ہوں۔"

"اپنی روحانی قوت سے کہو کہ مجھے پہچاننے کی کوشش کرے۔ وہ تمہیں بتائے گی کہ میری نظروں میں نہ موت کی کوئی اہمیت ہے اور نہ زندگی کی۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ تو سنھلو! اس نے اپنا عصا اٹھایا ہی تھا کہ پشت سے آواز آئی "ٹھہرو! عصا نیچے جھک گیا۔ صدر بھی آواز کی طرف مڑا۔

اسے ایک دروازے میں وہی کفن پوش نظر آیا جسے وہ کچھ دن پہلے نار میں دیکھ چکا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ویسا ہی عصا دکھائی دیا جیسا پیجاران کے پاس تھا۔

"تم نے بغیر اجازت یہاں داخل ہونے کی جرأت کیسے کی؟" اپیجاران قہر آلوہ بھی میں بو لی۔

"تم۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ دیوتا کا پیشکار۔۔۔ نہیں۔۔۔ تھانیدار۔۔۔ اوہ۔۔۔ کیا کہتے ہیں پہ مالا رہوں۔۔۔" کفن پوش نے جواب دیا۔

"پاگل ہوا ہے۔۔۔ وغیرہ جایہاں سے۔۔۔" "وہ چیختی" اتو نے آج پھر پی لمی ہے

شاید۔۔۔۔۔ اس کی سزا ملے گی تجھے۔"

"مجھے حق حاصل ہے کہ میں ہر ایک کو غلط اقدام سے باز رکھوں۔ تمہارا خیال غلط ہے کہ میں نئے میں ہوں۔ تم اسے فتا کرنے جاری تھیں۔ حالانکہ یہ دیپتا کی پالیسی کے خلاف ہے۔"

"تو مجھ سے بحث کر رہا ہے۔"

عورت بیساختہ اچھل پڑا اور صدر پر تو گویا بمگر پر اتنا کیونکہ اس باراں نے

عمران کی آواز صاف پہچان لی تھی۔ اس سے پہلے وہ آواز بنا کر بولتا رہا تھا۔

شاید ایک منٹ تک کسی کی زبان سے کچھ نہیں بکالاتھا۔ پھر نقاب پوش عورت بھرائی ہوئی آواز میں بوائی تھی۔ ”جاوے چلے جاویہاں سے۔ تم شاید پاگل ہو گئے ہو۔“

"پیدا کیش پاگل سمجھ لو۔ یہ آج کی بات نہیں ہے۔"

"تم کیا جانتے ہو۔"

"بُونا کی لاش ۔۔۔۔۔ یا اس کے ہاتھوں میں چھکڑیاں ۔۔۔۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کا تعلق تم لوگوں سے ہو گا۔"

"وہ بہت بڑا آدمی ہے۔ جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں ہار دالوں گی۔"

"تھارے ہاتھوں تو میں اتنی بار مرا ہوں کہ اب خود کو بھوت کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔"

"دیوانے سچ مج تمہاری موت آئی ہے۔ اسے تمہاری اس حرکت کی اطلاع ہو چکی ہو گی۔ تم نے جس آدمی سے یہ سب کچھ حاصل کیا اس نے تمہارے قابو میں آنے سے قبل اسی عصا کے ذریعے اشارہ ضرور رویا ہو گا۔"

"پواہ مت کرو۔ اب اس سفر کی تیاری کرنی ہے تمہیں جس کے لیے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ دیوتا کا سپہ سالا راس سفر میں تمہارے ساتھ ہی ہوتا ہے۔"

"اوہ۔۔۔ تو تم مجھے۔۔۔ مجبور کرو گے۔"
"پھر کیا تم اس سفر سے باز رہو گی۔"

"نہیں۔۔۔ یہ لوگ تو تینی خور پر جائیں گے لیکن تم دونوں۔۔۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر جلانے ہوئے بجھے میں بولی "نہیں میں اس بار تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"کنیفوش نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ کسی عورت کے ہاتھوں مرنے سے سرخاب کے پر گل جاتے ہیں۔"
"بکومت اچلواس کمرے میں جہاں تمہارے دوسرا ساتھی بھی ہیں!"

page # 153

"تحریریا اہوش میں آ۔۔۔ تم اس وقت میری قید میں ہو۔۔۔ فرار کے سارے راستے مسدود کر چکا ہوں۔"

"امق نہ بنو۔۔۔ تم یہاں کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے۔۔۔ میں پھر کہتی ہوں کہ بونا کو تمہاری اس حرکت کا علم ہو گیا ہو گا۔
ابھی اس نے صدر سے گفتگو کی تھی میں اس کی آوازن رہی تھی۔۔۔ اس نے یہ نہیں ظاہر ہونے دیا کہ وہ صدر کو پہچانتا ہے
حالانکہ شاید ہزاروں میں بھی پہچان لے۔۔۔ تم دونوں اس کے لئے ایک مستقل بھجن بن کر رہ گئے ہو۔۔۔ تو شے میں اس
نے تم سے ایک کام لیا چاہا تھا لیکن ناکامی کے بعد جھلا گیا ہے۔"

"مگر اس نے مجھے کیسے پہچانا ہو گا۔۔۔ وہ کہاں ہے۔"

"آج کل جزیرے ہی میں ہے لیکن کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ملے گا۔"

"تم بھی نہیں جانتی۔" عمران نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں!"

"یہ تمہاری تو ہیں ہے تحریریا ایں سوچ بھی نہیں سکتا کہ بونا تم سے زیادہ اوپر مقام رکھتا ہو گا۔"

"شکریہ" ا تحریریہ بنس پڑی" لیکن تم میری لا کو ابھار کر مجھے بونا کے خلاف نہیں اسکا سکو گے۔" وہ آہستہ آہستہ
پہچھے بٹ رہی تھی۔

"ٹھہرو اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا" عمران نے گز نما عصا اٹھا کر کہا لیکن تحریریا ایک ہی جست میں پچھلی دیوار سے جا
نکرائی اور صدر کو ایسا ہی محسوس ہوا جیسے زمین اپنے محور سے بٹ گئی ہو۔۔۔ وہ منہ کے بل زمین پر گرا تھا۔
سمجھتی ہی میں نہ آسکا کہ ہو اکیا تھا۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہر فوٹی جھٹکا رہا ہو جو اسے اس طرح فرش پر لے آیا تھا۔۔۔ اس

نے بھلی کر کنے کی سی آوازی تھی اور اس کی آنکھوں میں ستارے سماج گئے تھے۔ قدم لڑکھڑائے تھے اور وہ ڈیپر ہو گیا تھا۔

page # 154

ونھا اس نے عمران کی بھرائی ہوئی سی آوازی "سر آر زک نیوٹن کی ایسی کی تھی۔" پھر تحریریسا کا قہقہہ سنائی دیا۔ اور اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن گھنٹوں کے بل بیٹھا ہی رہ گیا۔ عمران کو جو بھی اس حالت میں دیکھتا ہے سکتہ ہی ہو جاتا۔ وہ فضاء میں معلق بے بُی سے ہاتھ چھیر مار رہا تھا اور اس کے سر پر چھت میں ایک روشن دارہ تیزی سے گردش کر رہا تھا، اس کی روشنی کرے میں پہلے سے پائی جانے والی روشنی سے بالکل مختلف تھی اور اس کا فوکس بھی محدود تھا۔ "سر آر زک نیوٹن کو گالیاں دے رہے ہوتم" تحریریہ نے پھر قہقہہ لگایا۔

"کیوں نہ دوں! کشش اُقل کا مسلمہ ہی خطہ ہو کر رہ گیا ہے اور مجھے یاد نہیں آتا کہ اس سلسلے میں کتفیو شس نے کیا کہا تھا۔"

"کتفیو شس نے یہی کہا ہو گا کہ ہر معاملے میں کو درپنا نہیں کھا کر سورہنے سے بھی بدتر ہے جس اب اسی طرح لکھ رہا ہے۔" تحریریہ نے کہا اور پھر صدر کو گھوڑتی ہوئی بولی۔ "اگر تم آگے گئے بڑھتے تو خاک کا ڈیپر ہو کر رہ جاؤ گے۔" وہ کچھ نہ بولا۔ یوں بھی وہ غیر محتاط اقدامات کا قابل نہیں تھا۔ چپ چاپ اسی طرح بیٹھا رہا۔

"اب اس چیز کی کیا وقعت رہ گئی ہے جس کے بل بوتے پر تم مجھے اپنا قیدی سمجھ رہے ہے تھے۔" تحریریسا پھر عمران سے مخاطب ہوئی۔

"ہاں یہ بیکار ہو گیا ہے" عمران نے گرزنا عصا کو جنبش دینے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ "صرف بیکار ہی نہیں ہو گیا بلکہ اس کی وجہ سے تم اس مصیبت میں بستلا ہوئے ہو۔" "آہا! اب یا ڈایا کہ کتفیو شس نے کیا کہا تھا۔" عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا کہا تھا۔" تحریریسا نے مشکوکا نہ لجھے میں پوچھا۔

"یہیں کہ اگر یہو کی بد زبان ہو تو چھوڑ دو۔ گھوڑا بد الگام ہو تو چھوڑ دو۔"

page # 155

یہ کہہ کر اس نے عصا باتھ سے چھوڑ دیا۔ پھر خود تو دھم سے فرش پر آگر اور عصا چھت والے روشن دارے سے جا

چکا۔

"سمجھدار ہو لیں یہ بھی ضرور جانتے ہو گے کہ میرے قریب آنے کا کیا انجام ہو گا۔"

"شاعری کرنے لگوں گا۔ عمران نے احتمانہ انداز میں جواب دیا۔

"اب بتاؤ۔ ان تینوں آدمیوں کا کیا حشر ہوا۔"

"ایک تو اب حشر ہی کا منتظر رہے گا اور بقیہ دونوں وہیں قید ہیں۔"

"تمہارا کیا حشر ہوا چاہئے۔"

"بس ایک بار مسکرا کر دیکھ لو۔ سیڑا پار ہو جائے گا۔ پھر کفیو شس کچھ بھی کہا کرے مجھے پرواہ نہیں ہو گی۔"

"بکواس بند کرو۔" یک بیک تحریر یا غصہناک ہو گئی "اس بار میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"مگر ابھی تو یہاں سے بھاگ جانے کا مشورہ دے رہی تھیں۔"

"کسی طرح عصاتم سے حاصل کرنا تھا مجھے ا کسی غلط ٹھنڈی میں نہ مبتلا ہو جانا۔ تم جیسے نہ جانے کتنے خاک میں مل چکے ہیں۔"

"اسے سمجھا و ا کہ میں نے اس کے فراق میں کتنی راتیں سو کر گزاری ہیں۔" عمران نے صدر سے کہا "اسے یقین والا و کہ کتنی بار نفتون کا کھانا ایک ہی نشت میں کھا گیا ہوں۔"

"خاموش ہو۔ اور چپ چاپ دوسرا طرف مڑ جاو! تم بھی ٹھو۔" اس نے صدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

صدر چپ چاپ اٹھ گیا وہ اس گرزنا عصا کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا لیکن اس نے یہ ضرور محسوس کیا تھا کہ عصا ہاتھ سے نکل جانے کے بعد سے عمران کے رو یہ میں نمایاں تبدیلی واقع ہوتی ہے اب وہ متوضہ کی طرح چک رہا تھا اور نہ یہ معلوم ہوتا

page # 156

تھا کہ اب بھی تحریر یا کوئی ہوں میں اڑاٹا رہے گا۔ وہ بھی خاموشی سے دوسرا جانب مڑ گیا تھا۔

"اسی کمرے کی جانب چل پڑو جہاں تمہارے دوسرا ساتھی بھی ہیں۔" تحریر یا کا لہجہ بیحد تلقن تھا۔

"چلو بھائی" عمران نے سخنڈی سالی "کفیو شس نے اس موقع کے لئے بھی کچھ نہ کچھ ضرور کہا ہو گا لیکن میری یادا شست پھر میرا ساتھ چھوڑ رہی ہے۔"

وہ چلتے رہے۔ صدر تھریسیا کے قدموں کی آواز بھی سن رہا تھا لیکن اس نے یا عمران نے مٹ کر نہیں دیکھا۔ صدر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ بوناپیرا موجو نہیں ہے مگر وہ خواہ کہیں بھی ہو نہیں اس کے سامنے ضرور پیش کیا جائے گا لہذا انی الحال اس کا امکان نہیں تھا کہ وہ اس سے پہلے ہی مارڈا لے جائیں۔

یک بیک اس نے کسی قسم کی بمحسوں کر کے نتھنے سکوڑے عمران بھی ایک جھٹکے کے ساتھ رک گیا۔ صدر نے کچھ کہنے کے لئے ہوت کھولے ہی تھے کہ سر چکر آگیا پھر اسے ہوش نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا تھا۔ اور عمران نے کتنی دیر تک اپنے نتھنے چنگل سے دبائے رکھے تھے۔

دوسری بار ہوش آنے پر اس نے سب سے پہلے مویکا کی آواز سنی تھی غالباً وہ کسی پر پرس رہی تھی اس نے الحنا چاہا لیکن جبکہ بھی نہ کر سکا۔ سارے جسم میں چھین سی محسوس ہو رہی تھی۔ ذہن بھی پوری طرح صاف نہیں ہوا تھا لیکن اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ فضا میں تیر رہا ہو۔ آنکھوں کے سامنے وہندی چھائی ہوئی تھی!

page # 157

پھر آہستہ آہستہ سے علم ہوا کہ اس کا سارا جسم رسیوں سے جکڑا ہوا ہے اور کروٹ بھی نہیں لے سکتا۔ سر پر بادلوں سے ڈھکا ہوا آسان تھا اور وہ چت لیٹا ہوا اس طرح آنکھیں پھاڑ رہا تھا جیسے بادلوں کے پار دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ بہت سے قدموں کی آوازیں کانوں میں گونج رہی تھیں وہ سوچنے لگا کہ آخر سے کیوں اس طرح یجا یا جارہا تھا اس کے دوسرے ساتھی تو شاید اپنے ہیروں سے ہی چل رہے تھے پھر عمران کی حالت بھی اس سے مختلف نہ ہوگی وہ بھی اس طرح اسٹرپچر میں جکڑ دیا گیا ہو گا۔ اور دوسروں ہی کے کانڈھوں پر اس کا بھی سفر جاری ہو گا۔ پھر اس نے جوزف کی آوازی جو شاید جنگلیوں سے لٹکو کر رہا تھا۔

صدر صرف گردن گھما سکتا تھا اس کے ہاتھ بھی آزاد نہیں تھے یک بیک اس نے تھریسیا کی آواز سن کر گردن گھمائی وہ اسی لباس میں تھی جس میں پچھلی رات نظر آئی تھی۔ عصا ہاتھ میں تھا اور وہ کسی قدمیں ملکہ ہی کی طرح سفر کر رہی تھی ایک زریگار کرتی تھی جس کے پاپوں سے دو لمبے لمبے باس باندھ گئے تھے اور اس طرح اسے آٹھ جنگلی اپنے کانڈھوں پر

اٹھائے ہوئے چل رہے تھے۔

"کیا تم جاگ رہے ہو؟" اختریہ نے صدر سے پوچھا۔

"مجھے یہی سمجھنے دو کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔"

"ایسا خواب جو اپدی نیند پر ختم ہو گا۔"

"مگر مجھے اس طرح کیوں لیجایا چاہیے۔"

"مخصوص رعایت ہے۔۔۔۔۔ دوسرے پیدل ہی گھبٹ رہے ہیں۔"

کیک بیک مویکا بھی گر جنے لگی۔ "تم یقیناً یورپیں ہو لیکن ان جنگلیوں سے زیادہ جوشی معلوم ہوتی ہو۔ کیا تمہیں اس بے چاری لڑکی پر رحم نہیں آتا جس کے لئے وو قدم چلانا بھی مشکل ہے۔"

اپ صندرو کوڈیزی کا خیال آیا۔ یقیناً اس کی حالت امتحان ہو گی۔

"تم میں کسی رحمد بھی ہوں گے۔ "تھری سانے تلخ لبجھ میں جواب دیا تھا" ان سے کہو کروہ اسے اپنے کانڈھوں پر اٹھا لیں۔"

"ان دونوں کو رسیوں سے کیوں جکڑ رکھا ہے کیا وہ بھاگ جائیں گے۔"

"خاموش ہو۔ اب مجھے مخاطب نہ کرنا میں ہر کس وساکس سے گلٹا گوئیں کرتی۔" تھریپا نے کہا۔

موذن کا پڑھاتی رہی لیکن اب تھری پہ پھر صدر کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"آخر پری عورتیں کیوں آئی تھیں؟ اس نے بنس کر پوچھا۔

"کیا عورتوں کو دفینوں سے دل چھپی نہیں ہوتی؟"

"میر اخیال ہے کہ تم دونوں مزدوروں کی حیثیت سے اس پارٹی کے ساتھ آئے ہو گے"

"خیال غلط نہیں ہے لیکن تمہارے انداز گفتگو سے یہی محسوس ہوتا ہے جیسے تم اس قسم کی یاریوں کی منتظر بیٹھی رہتی ہو۔"

تھریسیا ملکا ساقہ قہہ لگا کر بولی "تمہارا خیال بھی غلط نہیں ہے ہم اس طرح کی پارٹیاں بلواتے رہتے ہیں۔"

کھا مطلب۔"

"ہمارے ایجنت آس پاس کے ممالک میں وہینوں کا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اہذا اس فتح کی پارٹیاں اکثر آتی رہتی

۱۰

"تو کیا ورنے محض بکواس ہیں!"

"اب تو بکواس ہی ہیں! کیونکہ ہم بہت پسلے ان پر قبضہ کر لے چکے ہیں۔"

"مگر تم ان لوگوں کا کیا کرو گی۔!"

"نہیں ایسے زیر ولینڈ کا صرف ایک معمولی ساحصہ ہے۔ زیر ولینڈ کا دار الحکومت کہاں ہے شاید تمہارے فرشتے بھی وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔"

"مگر بونا تم لوگوں سے کیسے جامل۔ وہ تو ایک آنگلر تھا۔"

"وہ بیشہی سے ہمارے ساتھ رہا ہے۔ ہمارے وسائل کا تعلق بھی تمہاری ہی دنیا سے ہے اس لئے ہمیں سب کچھ کرنا

پڑتا ہے۔ مختلف حلقوں سے زر مبادلہ کمانے کے لئے اسمٹنگ کو ذریعہ بنایا جاتا ہے لیکن وہ جو ہمارے آئندہ کاربیں

اے صرف یعنیں الاقوامی یہاں نے پر ہونے والی اسمگنگ ہی سمجھتے ہیں۔ انہیں اس کے اصل مقصد کا علم نہیں ہے۔"

"اور یونا بھی انھیں لوگوں میں سے ہے۔"

"ہر گز نہیں اور تو اس تنظیم کا سر پر رہے اور زرولینڈ کی ایک بہت بڑی شخصیت۔ البتہ اس کے تحت کام کرنے والے

"تو ان جزیروں میں تم لوگ بستیاں بسارتے ہو۔"

"عارضی بستیاں۔ یہاں زیر و لینڈ کے لئے کام ہوتا ہے۔"

"آہا سمجھا تو اس طرح تم لوگ مہذب دنیا سے مزدور مہیا کرتے ہو۔"

ٹھیک سمجھے اجنبیوں سے میشوں پر کام نہیں لیا جاسکتا۔ ان سے تو بس ایسے ہی کام لئے جاتے ہیں جیسا تم اس وقت دیکھ رہے ہو لیکن یہ بھی نہیں جانتے کہ یہاں آپنے نے والے مہذب آدمیوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔ یہ اس بحث سے بھی

واقت نہیں ہے جہاں تم لیجانے حار ہے ہو۔ انہیں ایک مخصوص چکر سے آگے نہ پڑھنے دیا جائے گا۔

page # 160

"صرف انہیں قابو میں رکھنے کے لئے بلکہ مہذب دنیا کے آدمیوں کو بھی مرعوب کیے رکھنے کے لئے اتنا کوہ کبھی ہمارے خلاف سازش کا خیال بھی دل میں نہ لاسکیں۔ کیا تم بھی اس وقت بوکھلانہ گئے ہو گے جب تمہاری گولیاں حیرت انگیز طور پر ضائع ہو گئی ہوں گی مجھے اطلاع ملی تھی کہ تم لوگوں نے مای گنوں سے جنگلیوں پر گولیاں بر سائی تھیں۔"

"یہ حقیقت ہے کہ میں بوکھا لگایا تھا لیکن جانتی ہو عمر ان اس وقت کیا کر رہا تھا!"
"کیا کر رہا تھا!"

"ما و تھا آرگن، بخار ہاتھا۔"

"مگر اب اس وقت کیوں خاموش ہیں یہ حضرت امیں الجھن میں ہوں۔"
"کیا ہوش میں ہے!"

"پوری طرح ایکن مجھے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے جیسے پہلی بار دیکھا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی نئی چال سوچ گئی ہو۔ میرے ستارے اچھے تھے کہ وہ یک بیک اس طرح ظاہر ہو گیا اور نہ بعد میں شاید مجھے خودگشی کرنی پڑتی۔" شاید اپنی اس ہماقت پر وہ زندگی بھر افسوس کرتا رہے۔"

"اے حماقت نہ کہو۔ اگر تمہاری زندگی خطرے میں نہ ہوتی تو کبھی بھی یہ قدم نہ اٹھاتا۔"
"تو کیا واقعی تم مجھے مارڈا تیں؟" صدر نے مسکرا کر پوچھا۔

لیکن تھریہ اس سوال پر خاموش ہی ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد صدر نے پوچھا "لیکن وہ بچپنی رات متعلق کیسے ہو گیا تھا۔ وہ روشنی کیسی تھی۔"

وہ روشنی ابھی تجرباتی دور میں ہے لیکن ایک دن ہم اس کے ذریعہ چاند تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے عمران محض اس عصا کی وجہ سے متعلق ہوا تھا۔ کشش اس پر نہیں بلکہ براہ راست عصا پر اثر انداز ہوتی تھی چونکہ اس

"لیکن معلق کیسے ہو گیا تھا، اگر اس روشن دائرے کی قوت کشش زمین کی قوت کشش پر غالب آگئی تھی تو عمران کو بھی اس سے جانپکنا تھا۔ اگر وہ عصا اس کو اس حد تک اور پر لیجا سکتا تھا کہ اس کے پیور زمین چھوڑ دیں تو درمیان میں ہی لٹکے رہ جانے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی؟"

"شاید تم یہ بھول رہے ہو کہ ایک عصا میرے ہاتھ میں بھی تھا اس سے نکلنے والی بر قی رومنگ ان کو نیچے کھینچ رہی تھی پھر وہ معلق کیوں نہ ہو جاتا۔ متفہد اسے نہتا کرنا تھا۔ اگر میرے عصا سے بر قی رو خارج نہ ہوتی تو اس کا عصا اسے اوپر ہی لئے چلا جاتا۔

"تمہارا عاصا بھی کیوں نہیں سمجھیا تھا۔"

”نہ بتا۔ لیکن میں ان آنکھوں کے متعلق ضرور پوچھوں گا جو صرف عورتوں کا گوشت کھاتے ہیں۔“
 ”اور تم لوگ ان آنکھوں سے بھی زیادہ بھیاں نک ہو جوان بیچاروں کو ان کی جیہت چڑھانے کے لئے ساتھ لئے ہو۔ وہ آنکھوں نیں یہی ایسی خطرناک مہمات میں عورتیں حصہ نہیں لیتیں۔ اس لیے یہ تدبیر کی گئی ہے آخوندگی کے لیے عورتوں کی بھی تو ضرورت ہے اکثر لوگ یہاں آئے اور ان آنکھوں نے ہماری اسکیم کے مطابق انہیں آگئے نہیں براہ راست دیا اور وہ واپس چلے گئے۔ پھر دوبارہ آئے اور کسی نہ کسی طرح چند عورتیں بھی ساتھ لائے اور اب تو ہر پارٹی کے ساتھ دو چار عورتیں ضرور ہوتی ہیں تاکہ انہیں آنکھوں کے حوالے کر کے دفینوں کے صحیح مقامات معلوم کیے جائیں لیکن وہ آنکھوں نیں دوڑاتے ہوئے ٹھیک اسی جگہ پہنچادیتے ہیں جہاں سے تم لوگوں نے یہاں کے لیے سفر شروع کیا تھا۔ مگر یہ بتا کر تم دونوں

نے اوہر کا رخ کیوں کیا تھا۔"

وعلاء عمران نے ہاں کلگائی۔ " صدر امیرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے اسلئے ما و تھا آر گن بجا چاہتا ہوں۔ ان سے کہو کم از کم میرا ایک ہاتھ تو آزادی کرویں۔ "

مویں کا جھپٹ کراس کے پاس پہنچی اور دونوں ہاتھ اٹھا کر چینے لگی۔ " کھولو ! اسے کھول دو اس گدل ہوت " ! " ہٹو بہت جاو اسے کے قریب سے " تھریسے غرائی پھر اس نے جنگلیوں سے کچھ کہا اور وہ اسے گھستئے ہوئے پیچھے لے گئے ۔

" یہ کون ہے اور خصوصیت سے عمران ہی کے گرد کیوں ناچلتی رہتی ہے پتہ نہیں، کیوں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں اسے پہلے بھی کہیں دیکھ پہلی ہوں ۔ " تھریسیا نے صدر سے کہا " مگر یہ جو لیما فٹر واڑ تو نہیں ہو سکتی ۔ "

" میں نہیں جانتا کون ہے ۔ " صدر کا مختصر سا جواب تھا اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ عمران اسے خاموش ہی دیکھنا چاہتا ہے ۔

" اسے سمجھا وہ کہ اس سے دور ہی رہے ورنہ ۔ " تھریسے نے جملہ پورا نہیں کیا۔ مویں کا بھی پیخے جاری تھی ۔

" یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ تم نبتبے لوگ تمہارا کیا بگاڑ لیں گے جو اس طرح یجاۓ جا رہے ہیں ۔ " صدر نے کہا ۔

" جو نبتبے لوگ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے وہ اپنے ہیروں ہی سے چل رہے ہیں ہاں آں کسی حد تک یہ بھی ممکن ہے کہ تم آزاد کر دیئے جاویکن وہ قطعی ناممکن ہے ۔ "

" تھریسیا کیا تمہیں شکرال کی مہم یاد نہیں ۔ کیا ہم نے تمہیں اپنا قیدی بنایا تھا ۔ "

" مجھے آج تک افسوس ہے اپنی حماقت پر کہ میں نے عمران کو قتل کیوں نہیں کر دیا تھا ۔ "

" میں سن رہا ہوں ۔ " عمران نے ہاں کلگائی اس کا اسٹرپ پر بھی قریب ہی تھا ۔ " اب

page # 163

قتل کرو۔ وہاں لے جا کر کیا کروگی ۔ "

" اس سے کہو خاموش رہے ۔ " تھریسیا نے غصیل آواز میں کہا ۔

" اچھا۔ ایک بات بتاؤ ۔ " صدر نے آہستہ سے پوچھا ۔ " کیا تم اسے مر تے دیکھ سکوگی ۔ "

" خاموش رہو ۔ " تھریسے نے دوسری طرف منہ پھیر لیا ۔

وپہر کو ایک جگہ انہوں نے قیام کیا تھریسا کی زنگار کرنی ایک اوپنجی جگہ رکھ دی گئی تھی۔ ہام اور اس کے ساتھیوں کو چاول اور خلک مچھلیاں دی گئیں۔

کھانے کی تیاری میں آفریبادی گھنٹہ صرف ہوا۔ صدر اور عمران اب بھی اسٹرپپروں میں جکڑے پڑے تھے۔ کھانے کے لیے بھی انہیں اٹھنے کی اجازت نہ ملی۔ تھریسا کا حکم تھا کہ کوئی انہیں اس طرح لیٹے ہی لیٹے کھلا دے۔ موینا اور ڈیزی بھی تھیں۔ ڈیزی صدر کے پاس رک گئی۔

موینا عمران پر جھکتی ہوتی بولی تھی " بتاو میں کیا کروں تمہارے لیے۔۔۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ میرا جسم نیزوں سے چمد کر رہ جائے گا۔ مگر اس کے بعد کیا ہو گا۔۔۔۔ آخر یہ لوگ کیا چاہتے ہیں"!
" تم انہیں کیا سمجھتی ہو؟"
" سمجھ میں نہیں آتا۔"

" یہ بوناہی کی طاقت ہے۔"

" نہیں " اموینا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

" یقین کرو میں نے بھی اس کے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا۔"

" کیا تم اس عورت کو پہلے سے جانتے تھے۔"

" بونا کے بہترے ساتھی میرے جانے پہچانے ہیں۔"

" مگر مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ عورت تمہارے ساتھ کسی قسم کی لگ رکھتی ہو۔"

page # 164

" میں تو نہیں سوگھ سکتا۔ تمہاری ماک تیز معلوم ہوتی ہے۔ ارت تو بیٹھی کیوں ہو۔ کھلا وہا مجھے آخری وقت چاول اور مچھلی ہی نصیب ہوتا تھا۔"

" وعطا تھریسا جھلانے ہوئے لجھ میں چیختی۔ " اے عورت۔۔۔۔ تم ہٹو۔۔۔ کوئی اور کھلانے گا اسے۔"!
" کیوں " اموینا کا پٹ کر غرائی۔

" بکواس مت کرو۔۔۔ حکم ہے۔"

" بہت جا ہوینا۔۔۔ ورنہ وہ تمہیں خاک کا ڈھیر بنادے گی۔ " عمران نے شفہی سافس لی۔

"آخر یہ مجھے خصوصیت سے تمہارے قریب کیوں نہیں جانے دیتی۔ مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔"

"اسی سے پوچھو۔ میں تو کچھ نہیں جانتا۔"

"تم نہیں نہیں ابھی تک "آخر" سیا نے پھر اسے لکھا رہا۔

موینا کا جھلائیٹ میں ہڑی اور قریب ہی سے ایک پھر اٹھا کر کھیچ مارا تھا سیا بھی شاید نافذ نہیں تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے اپنا عصا اٹھایا تھا پھر آدھے ہی راستے سے پلٹ کر موینا کے سر پر پڑا اور وہ جیخ مار کر رات گئی۔ بس ایسا ہی معلوم ہوا جیسے اس تھر نے فوری طور پر اس کا کام تمام کر دیا ہو۔

کس میں اتنی بہت تھی کہ وہ موینا کے قریب جاتا۔ موینا کا انھی لیکن کھڑی نہ موسکی۔ گھنٹوں کے بل بیٹھی آگے پیچھے جھوٹتی رہی۔ پیشانی سے بستے ہوئے خون سے پورا چہرہ ہر خہو گیا تھا۔

"میں تمہیں اس دیوالگی کی سزا ضرور دوں گا" دفعتا صدر نے عمران کی غرابت سنی۔ مگر یہ احمد عمران کی شو خیوں سے بھر پورا آواز نہیں تھی۔ یقہ اس خوفناک روح کی آواز تھی جو اکثر عمران کے جسم میں حلول کر جاتی تھی۔

اس کے جسم سے پٹی ہوئی رہی کے کی بل ڈاٹ ڈالوئے اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کی جنگلی نیزے تان کر اس کی طرف جھپٹے لیکن ان کے قریب پیچھے سے پہلے ہی عمران نے

page # 185

اسٹرپچر کی ایک پی کھیچ لی تھی۔ وہ بھلا اس پی کو کب خاطر میں لاتے کیونکہ ان کے ہاتھوں میں تو نیزے تھے انہوں نے اس پر پھر پورا چھلانگیں لگائی تھیں۔ عمران کی جگہ اور کوئی ہوتا تو یہ وقت تین نیزے اسے چھید کر کھو دیتے۔ لیکن دونیزے تو زمین پر پڑے تھے اور ایک اٹھاہی رہ گیا تھا۔ وہ اس لیے اٹھا رہ گیا تھا کہ اسے استعمال کرنے والے کی کھو پڑی لالہ زار بن گئی تھی اور وہ نا البا سوچ رہا تھا کہ آگے گرے یا پیچھے!

وہ دونوں دوبارہ سنبھلے اور پھر تو چاروں طرف سے عمران پر یلغارہ ہو گئی لیکن وہ اس سے پہلے ہی اتنا پیچھے ہٹ گیا تھا کہ اس کے ساتھی اس یلغار سے متاثر نہ ہو سکیں۔ جوزف نے بھی بڑی پھرتی دکھانی تھی اگر وہ صدر کا اسٹرپچر دوسری طرف نہ گھسیت لے جاتا تو وہ ہری طرح کچلا گیا ہوتا۔

عمران جنگلیوں میں گھرا ہو لانے کے ہاتھ دکھارہا تھا کیا مجال کہ جسم پر ذرا سی خراش بھی آئی ہو۔ سارے نیزے اسٹرپچر کی پٹی ہی سے نکراتے تھے دو منٹ کے اندر ہی اندر کی زخمی بھی ہوئے تھے جس کے سر پر پٹی پڑ جاتی دوبارہ نہ

تھریسا بوكھلا بہت میں کرسی پر کھڑی ہو گئی تھی اسے شاید اس کا بھی احساس نہیں رہ گیا تھا کہ عمران کے دوسرا ساتھی جو آزادوں میں کسی وقت بھی اس پر یلغار کر سکتے ہیں۔

بھی وجہ تھی کہ اسے صدر کی آزادی کی خبر نہ ہو سکی۔ جوزف نے چپ چاپ اسے کھول دیا تھا۔ صدر لیٹے ہی لیٹے قریب کی جھاڑیوں میں ریگا گیا وہ اس چنان کے پیچھے پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا جس پر تھریسا کی کرسی رکھی ہوئی تھی۔

ہام اور اس کے ساتھیوں سے اس کی تو قع فضول تھی کہ وہ کسی قسم کی مدد کریں گے۔ کیونکہ انہیں تو یقین ہو چکا تھا کہ وہ کسی شیطانی قوت کے زیر اثر آگئے ہیں

page # 166

اس وقت بھی ہام اپنے بال نوج نوج کر کھدمہ رہا تھا۔

"یہ کیا کیا۔۔۔۔۔ اس پا گل آدمی نے کیا اس نے مویکا کو رکھی ہوتے نہیں دیکھا تھا کیا وہ کسی آدمی کی قوت تھی جس نے چیلکے ہوئے پھر کارخ موز دیا تھا۔ یہ سور کا بچہ سب کی بتائی کا باعث بنے گا۔"

مویکا ایک طرف بیویش پر ای تھی۔

جوزف جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ خالی اسٹریچر پر تھریسا کی نظر پر نے پائے اس نے تو کوشش کی تھی کہ ہام کے ساتھیوں میں سے کوئی صدر کی جگہ لیٹ جائے لیکن سبھوں نے لکھنے کتوں کی طرح دانت نکال کر اسے گالیاں دی تھیں۔ کوئی اور موقعہ ہوتا تو جوزف ان کے سر توڑ دینے کی کوشش کرتا لیکن اس وقت وہ اپنا دماغ نہ خٹکدا ہی رکھنا چاہتا تھا۔

عمران کے ہاتھ ابھی تک ست نہیں ہوئے تھے۔ فتحا جوزف نے تھریسا کی چیخ سنی اور فلاںچیں بھرتا ہوا اس کی جانب دوڑا۔ عصا اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا اور وہ صدر سے گھٹی ہوئی تھی۔ جوزف نے عصا پر قبضہ کرنے میں بڑی پھر تی دکھائی۔

اب جنگی عمران کو چھوڑ کر صدر کی طرف چھپئے اور عمران نے چیخ کر کہا۔ "جوزف دستے میں لگا ہوا سرخ بیٹن دیا و۔" جوزف کے حواس بحال ہی تھے اس لیے اس سے کسی قسم کی بوكھلا بہت سرزنش ہوئی اور پھر وہ تو جنگ وجدل کا موقع تھا

ایسے موقع ہی پر وہ پوری طرح بیدار نظر آتا تھا۔

سرخ بٹن دبئے ہی نوکیلی برنجیوں سے چنگاریوں کی بوجھاڑ شروع ہو گئی۔ جنگلی ٹھکلے اور پھر خوفزدہ انداز میں پیچھے بٹئے گئے اتنی دیر میں عمران ان سے کتراتا ہوا جوزف کے قریب پہنچ پکا تھا اس نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے عصالیا اور پھر جنگلیوں کی طرف دوڑ پڑا۔ عصا سے چنگاریاں اب بھی چھوٹ رہی تھیں۔ جنگلیوں کے پاؤں اکھڑ گئے شاید وہ عصا ہی ان کا دم

page # 167

نکال لینے کے لیے کافی تھا۔ وہ بے تباش ایک جانب بھاگتے چلے جا رہے تھے جب نظروں سے اوچھل ہو گئے تو وہ تھریسا کی طرف بڑھا جواب بھی صدر سے ابھی ہوئی تھی۔

"اب الگ ٹھتی ہو یا میں تم پر بھی چنگاریاں بر ساوں "عمران نے کہا" تم بھی اسے چھوڑ دو صدر۔" ا صدر نے اسے چھوڑ دیا لیکن تھریسا پر تو شاید دیوانگی کا دورہ پر آگیا تھا۔ وہ اسے بری طرح نوع کھوٹ رہی تھی۔ آخر صدر نے جھلا کر اسے دھکا دیا اور وہ چٹان کے نیچے لڑھک گئی۔

"خمردار" عمران نے لکھا رہا۔ "اب پھر چلاما مت شروع کر دینا ورنہ تمہارا بھی مہی حشر ہو گا۔"

لیکن وہ بھی شاید جنگلیوں کی طرف کسی جانب بھاگ نکلنے کی فکر میں تھی۔ عمران ناڑ گیا اور دوسرے ہی لمحے اس نے چٹان کے نیچے چھلانگ لگادی۔

"بہت مشکل ہے تھریسا۔ اب تم مشکل ہی سے مجھے دھکا دے سکو گی۔" اس نے کہا "بہتری اسی میں ہے کہ مجھے بونا تک پہنچا دو۔"

تھریسا خاموش کھڑی رہی۔ اتنے میں صدر بھی نیچے پہنچ گیا۔

"اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دو۔" عمران نے اس سے کہا۔

"نہیں ہو سکتا۔ ہرگز نہیں۔" تھریسا اپنا نقاب اٹھی ہوئی بولی۔

"ہا۔۔۔ آ۔۔۔" عمران نے احتفاظ انداز میں ٹھنڈی سائیں لی اور بولا "اب تو واقعی نہیں ہو سکتا مگر صرف مجھ سے۔

بہتر یہی ہے کہ چپ چاپ ہاتھ بند ہو والو۔"

"اور تم نے یہ سب کچھ اس عورت کے لیے کیا ہے کیوں" تھریسا آنکھیں نکال کر بولی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ صدر آگے بڑا ہ کر تھریسا کے ہاتھ باندھنے لگا تھا۔

"اچھی بات ہے۔ " تھریسا وانت پیس کر بولی " میں دیکھوں گی کہ تم کہہ جاتے ہو۔ مجھ سے

page # 168

توقع نہ رکھو کہ میں بونا تک تمہاری رہنمائی کروں گی۔ "

" جہنم میں گیا بونا۔ " عمران نے گردن جھٹک کر کہا " اب تم مل گئی ہو۔ یہاں سے سیدھے سورز ریلینڈ چلیں گے وہاں

ایک چھپا سا بگاہ بنا کر میں انہے دیا کروں گا اور تم تلا کرنا۔ "

" بڑے خالم ہو۔ " تھریسا کی ہنسی میں بے بی شامل تھی۔

" فکر مت کرو۔ تمہیں اسی شان سے لے چلیں گے۔ اسی کرسی پر بیٹھو۔ ہمارے آدمی تمہیں اٹھائیں گے۔ لیکن عصا میں

اپنی دم میں لکھا دوں گا تاکہ جنگلی پیچھے سے چلنے کر سکیں۔ "

" اوہ بھروسہ اتم رکھی تو نہیں ہوئے۔ " تھریسا نے پوچھا " ان کے نیزے بڑے زہریلے ہوتے ہیں۔ "

" مر نے دو۔۔۔۔۔ تمہیں کیوں فکر ہے جلدی کرو۔۔۔۔۔ چلو! "

تھریسا ہٹنے لگی۔ دل کھول کر قہقہہ الگاری تھی۔ پھر اس نے ہستے ہی ہوئے کہا۔

" مذاق سمجھے ہو۔ مجھ پر اس طرح ہاتھ ڈال دینا ہنسی کھیل نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھو۔ کوہ بھاگ گئے ہوں گے۔ جھاڑیوں

میں چھپ چھپ کر نیزے پھینکیں گے اور تم میں سے ایک بھی زندہ نہ پہنچے گا۔ "

" تب پھر دوسرا مذہبی بھی ہو جائے گی۔ "

" میں بھی تو سنوں۔ " تھریسا نے زہر خند کے ساتھ کہا۔

" ذیزی تمہارے کپڑے پہنے گی اور تم ذیزی کے۔۔۔۔۔ میں اور صدر پھر استرپچر پر لیٹ جائیں گے۔ انہوں نے

تمہاری شکل کبھی نہ دیکھی ہو گی۔ اس لیے ظاہر ہے کہ تمہاری طرف تجھ تک نہ دیں گے۔ ذیزی کے چہرے پر ناقاب

ہو گا اور ہاتھ میں عصا۔ "

" نہیں ہو سکتا۔ " تھریسا پھر جیخ پڑی۔

" نہیں ہو گا۔ اور تمہارے حلق میں کپڑا تھوڑا کراپر سے پئی باندھ دی جائے گی تاکہ تم انہیں ان کی زبان میں مخاطب

کر کے کچھ کہہ سکو! "

"اچھی بات ہے دیکھنا کیا حشر ہوتا ہے تمہارا۔"

"وہ جہاڑیوں سے چپ کر دیکھیں گے اور اسے بھی مقدس پیجارن کی پراسرار قتوں کا کرشمہ سمجھیں گے۔ اور پھر ہو سکتا ہے کہ نظر لے لگتے ہوئے باہر آئیں اور جلوس میں شریک ہو جائیں ۔۔۔۔۔ کیا خیال ہے؟" تھریسا سر جھکائے کھڑی اپنا نچلا ہونٹ چھپائی رہی۔

موینا نے ڈیزی کے کپڑے تھریسا کو پہنانے تھے اور ڈیزی مقدس پیجارن بن گئی تھی لیکن وہ تھریسا کے منہ پر کپڑا ٹھوٹس کر ہوئوں پر پٹی نہ باندھ سکی۔

تھریسا نے بلند آواز میں قسم کھاتی تھی کہ وہ موینا کو زندہ نہ چھوڑے گی۔ وہ عمران کو بھی بر اجھلا کبھی رہی تھی اور عمران نے صدر سے کہا تھا "aurao دیکھا میرے کان پر جو تو نہیں ریگ رہی۔"

صدر بے حد شجیدہ نظر آ رہا تھا اس نے کہا "یہ طریق کارمناب نہیں معلوم ہوتا۔ تھریسا یہیں کسی اندھے کنوں ہی میں جاگ رائے گی۔"

"وہ نہ گرانے تب بھی اندھا کنوں توہر قدم پر موجود ہے۔"
"کیوں نہم یہیں ٹھہریں۔"

"اویسی ڈیڈی کی آمد کے منتظر ہیں۔" عمران نے ٹھنڈی سائیں لی اور صدر بر اسامنہ بنائے ہوئے دوسری طرف مز گیا۔

موینا تھریسا سے بہت بری طرح پیش آتی لیکن عمران نے اسے سختی سے تنہیہ کی

تھی۔ دوسری طرف وہی بھی جانتا تھا کہ اگر تھریسا کو موقتمل گیا تو موینا خاک ہی میں مل جائے گی۔ اس نے اسے قسم کھاتے سنا تھا۔ ہام کے ساتھی شاید زرنگار کری میں پا تھی بھی نہ لگاتے لیکن وہ عمران سے بھی خائف تھے خود ہام کا یہ عالم تھا کہ اب وہ اس سے آنکھ ملا کر گفتگو کرنے کی بہت نہیں کر سکتا تھا۔

بہر حال چار آدمیوں نے مقدس پیجارن کی کرسی کا نہ ھوں پر اٹھائی اور جلوس حرکت میں آ گیا۔ لیکن عمران کی ایکیم کے

مطابق نتو تحریسیا کامنہ بند کیا جا۔ کاتھا اور نہ صدر راس پر تیار ہو اتھا کہ انہیں دوبارہ اسٹرپچروں پر جکڑ دیا جائے۔

تحریسیا کے ہاتھ پشت پر بندھے تھے لیکن وہ اس طرح چل رہی تھی جیسے اپنی خوشی سے ہاتھ بندھوائے ہوں۔ پیشانی پر شکن تک نہیں تھی۔ اور چھرے پر نظر آنے والی تازگی کا کیا پوچھنا۔ بس ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے ابھی کسی مسرو رشا اس مخلل سے اٹھی ہو۔

راستے کے بارے میں عمران نے بھی ذرہ بڑھ تو شویں نہیں ظاہر کی تھی۔ بس ماک کی سیدھی میں چل پڑا تھا۔ صدر ایک بار پھر الجھن میں پڑا گیا تھا لیکن اس نے عمران سے پوچھا نہیں کہ اس اندھا وہند سفر کا انجام کیا ہو گا۔ ضروری نہیں تھا کہ تحریسیا کی منزل بھی اسی جانب ہوتی جدھر اب ان کے قدم اٹھ رہے تھے۔

جوزف تحریسیا کے پیچھے چل رہا تھا اس کے ہاتھ میں نیز، تھا کچھ ہی دیر پہلے اس نے عمران سے کہا تھا کہ وہ تحریسیا کی طرف سے مطمئن رہے اگر اس نے جنگلیوں کو دیکھ کر ان سے کچھ کہنے کی کوشش کی تو وہ اس طرح اس کی پشت پر نیزہ مارے گا کہ آئی دوسری طرف نکال جائے گی۔ کبھی کبھی وہ مدد رکھنے لگتا۔ تحریسیہ کو بر اجلا کہتا مگر اس لینے نہیں کوہ انہیں جہنم میں لیج� رہی تھی بلکہ اس کی وجہ تحریسیا کا وہ حکم تھا جس کے تحت اس کی حدود میں شراب نہیں داخل ہونے پاتی تھی وہ کہہ رہا تھا "میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تم اس دنیا کی مخلوق ہو ورنہ چڈی میں اتنی واہیات نہیں ہوتیں کہ شراب نہ پینے دیں اگر مجھے آج صحیح شیپڑا لی نہ مل جاتی تو میں تو قبری میں پہنچ جاتا۔"

page # 171

تحریسیا نے بڑے دلآ ویز انداز میں مسکرا کر فوس ظاہر کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ نزل مقصود پر پہنچ کر اس کے لیے اعلیٰ قسم کی شراب مہیا کرے گی۔ جوزف موقع میں آگیا تھا اور تحریسیا اس سے موئیکا کے متعلق پوچھنے لگی۔ سوال کچھ اس نوعیت کا تھا کہ جواب اس کا اور عمران کا تعلق ظاہر کر دے۔

"اے وہ" جوزف نے بر اسامنہ بنا کر کہا۔ وہ بھی انہی عورتوں میں سے ہے۔ جو میرے پاگل باس پر عاشق ہو کر اپنی حالت بتاہ کر لیتی ہیں۔"

"وہ خود اس میں وچکپی نہیں لیتا۔" تحریسیا نے پوچھا۔

"باس۔۔۔ اور کسی عورت میں وچکپی لے گا۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ میں نے سنا ہے وہ اپنے باپ سے محض اس لیے خفارہ تھا ہے کہ اس کی ماں سے شادی کیوں کی تھی خود اپنے ہی پیٹ سے اسے کیوں نہیں پیدا کیا تھا۔"

"تم اس کے ملازم ہو؟"

"وہ بیرلاپ ہے۔ میں بھی اکثر سوچتا ہوں کہ کاش میں اسی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوتا۔"

دوسری طرف عمران جو سب سے پیچھے چل رہا تھا صدر سے بولا۔ "جوزف بر اچھا جا رہا ہے۔" "ہاں میرا خیال ہے کہ اسے ٹھپلا لیں گئی ہے۔"

"نہیں ایسی بات نہیں۔ جانتے ہو میں نے رسی کیسے توڑ دی تھی۔"

"رسی توڑ لا محاورہ ہے عمران صاحب۔"

"خبر خبر وہی سہی۔ ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس محاورے کے عملی جامدہ پہناو۔ ہاں تو وہ بھی بھی میرے اسٹریچر کے ساتھ بھی چلنے لگتا تھا، اس کے قدم لڑکھراتے اور وہ اسٹریچر کی پئی پر ہاتھ رکھ دیتا۔ اس کی انگلیوں میں ایک ریز ربلیڈ دبا ہوا تھا، اس وہ اسی طرح رسی کو کمزور کرتا گیا اور جب مجھے ضرورت محسوس ہوئی میں نے خود کو آزاد اکر لیا ورنہ کیا تم مجھے ہر کوئیں کا پٹھا سمجھتے ہو۔ یہ رسی تو ہاتھی سلمہ کے لاجان سے بھی نہ ٹوٹی۔"

"تب تو واقعی اچھا جا رہا ہے۔ او ہو ایں اس واقعے کو کیوں بھول گیا اس نے

page # 172

تو میری بھی مدد کی تھی۔ وہ موقع ایسا تھا کہ تھریسا بھی دنیا و ما فیہا سے بیخبر ہو گئی تھی لیکن جوزف میری رسی کھول رہا تھا اس سے یہ حماقت بھی سرزد ہو سکتی تھی کہ خود بھی اسٹریچر کی دوسری پئی کھیچ کر بھڑ جاتا۔ آہ۔ ٹھہریے آپ نے نہیں بتایا کہ اس پیچارے کا کیا حشر ہوا جو آپ کو نثار میں ملا تھا۔"

"وہ ان دونوں میں سے ایک کی گولی کافی تھی جنہیں میں غاری میں قید کر آیا ہوں۔ واقعی اگر وہ نہ ملتا تو شاید میں ناری میں سر نکراتا رہ جاتا۔ نہ وہ عصا ہاتھ لگتا اور نہ میں یہاں پہنچ سکتا۔ یہ عصا بھی اس صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے۔ وہ گولیاں یاد ہیں نہ تمہیں جو جنگلیوں پر ضائع ہوئی تھیں۔ اس کا باعث وہی عصا تھا جہاڑیوں میں تھے ہوئے سفید قام آدمی نے اس کا رخ اسی درخت کی طرف کر رکھا تھا۔ لہذا گولیاں جنگلیوں تک پہنچنے سے پہلے ہی درخت کی طرف مڑ جاتی تھیں۔ اس عصا سے کئی کام لیجے جاسکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس میں کہیں کوئی چھوٹا سا زائر نہیں فٹ ہو۔ کیونکہ تھریسا نے بڑے دشوق سے کہا تھا کہ بونا کو میری حرکات کی اطلاع ہو گئی ہوگی۔ مگر ان دونوں نے مجھے زائر نہیں کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا جنہیں میں نار میں قید کر آیا ہوں۔"

"اگر بونا کو اطلاع ہو گئی تو پھر آپ کے اس اطمینان کو کیا کہا جائے" صدر نے کہا۔
"پاگل پن کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا" عمران سر ہلا کر بولا۔
"تو گویا ہم سب خوکھی کرنے والے ہیں"۔
عمران کچھ نہ بولا۔ تاں لدھنے پڑتا رہا۔

مویں کا سب سے آگے ڈیزی کی کرسی کے ساتھ چل رہی تھی۔ عصا ڈیزی کے ہاتھ میں تھا۔ یک بیک تریب ہی سے جنگلیوں کے فرے کی آواز آتی۔ اور ہام کے ساتھیوں کے قدم لڑکھرانے لگے۔ عمران نے انہیں لکارا۔ اور پھر وہ جھپٹ کر تھریسا کے پاس جا پہنچا۔

"تم مسلمان ہو" تھریسا نے منکرا کر کہا۔ "میں اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکالوں گی
page # 173

"تم اکثر مجھے متینگر کر دیتی ہو"۔

"یہ نہ بھجو کہ اس میں کسی قسم کی کوئی چال ہے" تھریسا نے بخندی سالس لے کر کہا۔ "میرا ہاتھ تم پر بھی نہ اٹھ سکے گا۔ اگرچہ چاہتی تو تمہیں عبادت خانے میں ہی ختم کر دیتی"۔
"اگر خود ہاتھ نہیں اٹھا سکتیں تو۔۔۔ کسی دوسرے سے قتل کراؤ"۔

وغلہ آمویں کا چیختی۔ "اے۔۔۔ ہٹو اس عورت کے پاس سے"۔

"خدا کی قسم اس کتیا کو ہرگز زندہ چھوڑوں گی" تھریسا دانت پیس کر بولی۔

"کب سے جاتے ہو اے؟"

"میں تو اب بھی نہیں جانتا" عمران نے مردہ ہی آواز میں کہا۔ "مگر یہ میرے باپ دادا تک کو جان بیٹھی ہے"۔
"ویکھو لوں گی میں اسے۔۔۔ اور کان کھول کر سن لو۔ اگر تم نے اب اسے منہ لگایا تو اپنے حق میں بھی مجھے برائی سمجھنا
"۔

"اے باپ رے تو وہ بکلوئے بھی آہی پہنچے"۔

جنگلیوں کا غول یک بیک سامنے آگیا۔ تاں لٹے کو رک جانا پڑا۔ پچارن کی کرسی آگے گئی تھی۔ انہوں نے نیزے ہلاہلا
کر فرے لگائے اور کرسی کے گرد پانچے لگے۔

"یہ تھیک ہے" عمران بڑا لیا۔

"اگر میں اس حال میں بھی محض اشارہ کروں تو تم لوگوں کی ہڈیوں تک کا پتہ نہ چلے گا"۔

"یہ دیکھ لو۔ اسٹرپر کی پٹی اب بھی میرے ہاتھ ہی میں ہے" عمران نے لاپرواں سے کہا۔

"میں تمہارے اس کمال کی بھی معترف ہوں۔ کاش تم ہمارے ساتھ ہوتے۔۔۔ عمران زیر ولینڈ جنت ہے"۔

"بھلا جنت میں شیطان کا گزر رکھا؟"

اب جنگلیوں نے تالے کے ساتھ دورو یہ چنان شروع کر دیا تھا عمران نے بنس کر کہا۔

page # 174

"ویکھا میں نہ کہتا تھا کہ وہ اسے تمہارا بھروسہ ہی سمجھیں گے۔ مگر انہیں کم از کم مجھ سے تو الجھنا ہی چاہئے تھا"۔

"جب پیجارن ہی نے معاف کر دیا ہے تو وہ کیا کر سکیں گے" تھری یہ مسکراتی۔

"اے۔۔۔ تم نہیں ہے وہاں سے" موینا نے پھر ہائک لگاتی۔

"شہر وکیتا۔۔۔ بھی بتاتی ہوں تمہیں" تھری سیا آہستہ سے بڑا رہا۔

عمران نے کہا۔ "موینا کیا تمہیں خطرے کا احساس نہیں ہے۔ خاموشی سے چلو"۔

"مجھے اس کے علاوہ اور کسی خطرے کا احساس نہیں ہے کہ وہ تمہیں زند ہون کر دینے کی فکر میں ہے" موینا نے جواب دیا۔

"میں کہتا ہوں۔ خاموش ہو" عمران غریا۔

"میں اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ تم نے کبھی ایسے لمحے میں مجھ سے گنگلوں نہیں کی"۔

"اب کرے گا"۔ تھری یہ نہیں۔ کیونکہ میری ہی تلاش میں یہاں آیا ہے ہم دونوں بہت دنوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں"۔

"کیوں۔ کیا یہ سچ ہے؟" موینا عمران کی طرف دوڑ پڑا۔

تحریک رک گئی۔ اس کے ہاتھ آزاد نہیں تھیں لیکن تیور سے یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ جیسے اس حال میں بھی لڑائی جائے گی۔

تالدگز رتا رہا۔ موینا کا دوسروں کے درمیان سے راہ بنا تی چھپتی ہوئی چلی آ رہی تھی۔ تھری یہ کے ساتھ عمران کو بھی رک جانا پڑا تھا۔ جنگلی سمجھے شاید وہ بھاگنے کی فکر میں ہیں۔ اس لیے ان میں سے کچھ

نیز نہ ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ جوزف نے ان سے کچھ کہا لیکن وہ دستور بڑھتے ہی رہے۔ یہ ایک اوپری سی چٹان تھی جس پر یہ لوگ رکے تھے۔ جیسے ہی مویکا قریب آئی تھری یہ نے تیزی سے جھک کر اس کے سینے پر نکل ماری۔ یہ اتنی غیر متوقع خور پر ہوا تھا کہ عمران بھی مداخلت نہ کر سکا۔ مویکا بھی شاید اس کے لیے تیار نہیں تھی۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی چٹان کے سرے تک چلی گئی۔

page # 175

"اوہ" عمران بھی پڑا۔ چٹان کے سرے پر مویکا قدم جمانے میں کام رہی تھی پھر انجام کیا ہوتا؟ بڑی ولدو زیجھ تھی۔ جنگلی بھی سرے کی جانب بھپٹے تھے۔ مویکا سینکڑوں فٹ کی گھری میں نظر آئی لیکن ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دوبارہ اٹھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

عمران اس کی پرواہ کیئے بغیر کہ خود اس کا کیا حشر ہو گا۔ نشیب میں دوڑنے لگا۔ اس کے علاوہ شاید ہی کوئی اس کی جرات کر سکتا۔

"مویکا۔۔۔ مویکا"۔۔۔ وہ بیجھ رہا تھا۔

"اس سے۔۔۔ ہوشیار۔۔۔ خدا حافظ"۔۔۔ یہ الفاظ نہیں بلکہ بچھیں تھیں۔

مویکا کی آخری بچھیں۔ اور پھر اس کا جسم ساکت ہو گیا تھا۔

ڈیزی ہری طرح بدھواس ہو گئی تھی۔ اگر صدر نے حاضر دماغی سے کام نہ لیا ہوتا تو ہری اپنی کچیل جاتی۔ شاید ڈیزی بھی عصا پھینک کر بچھیں ہوئی کسی طرف بھاگ جاتی۔

دوسری طرف ہام دانت پیتا ہو اپنی کی طرف بڑھا تھا۔ شاید ارادہ یہی تھا کہ اس کا گاگھونٹ دے۔ لیکن جوزف نیز ہ اٹھا کر بولا۔ "وہیں بھروسہ باس کے حکم کے بغیر تم ایک قدم بھی نہ اٹھا سکو گے"۔

"تو کیا وہ اسے معاف کر دے گا"۔ ہام دہاڑا۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کرے گا۔ تم دور ہی رہو"۔

page # 176

تحریکیا خاموش کھڑی تھی لیکن اس کے چہرے پر نتو پیشانی کے آثار تھے نہ سر اسی مگری کے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس سے کوئی غیر معمولی حرکت سرزد ہی نہ ہوئی ہو۔

عمران تھوڑی دیر بعد کچھ جنگلیوں کے زرنخ میں واپس آیا۔ اس کا چہرہ ستھرا تھا۔ یک بیک و ہتر سیا سے بولا۔ "تمہارا انجام بڑا بھیا نک ہو گا"۔

"اس عورت کے لیئے" ہتر سیا آنکھیں بکال کر گئی۔

"نہیں ایسے ہی ہزاروں ذی روح انسانوں کے لیئے جنہیں تمہارے ہاتھوں بتاہی نصیب ہوتی ہے۔" ہتر سیا نے لاپرواں سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف مڑ گئی۔

"کیا اس کی لاش یونہی پڑی رہے گی باس؟" جوزف نے بھرا تھی ہوتی آواز میں کہا۔

"یہاں اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں اسے ایک گڑھے میں چھوڑ آیا ہوں۔ عمران نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا تیزی کے قریب پہنچ گیا۔

"ڈرامت"۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ تمہاری حفاظت کی جائے گی۔ میں ساتھ ہی چل رہا ہوں۔"

شام ہوتے ہوتے قافلہ وہاں جا پہنچا جہاں جنگلیوں کے آگے بڑھنے کی حد ختم ہوتی تھی۔ یہ وہی پہاڑ تھا جس کی چوٹی دور سے مگر پچھا کا پھیلا ہوا ہانہ معلوم ہوتی تھی۔ جنگلیوں نے نفرے لگائے اور پھر پیچارن کی کرسی کے گرد مانچے لگئے۔ ہتر سیا عمران کے قریب ہی کھڑی مسکراتی رہی اس نے کہا۔ "اب بتایہاں سے جنگلی تو تمہاری رہنمائی نہ کر سکیں گے۔"

"رہنمائی کی ضرورت نہیں۔ میں دید ہو وانتہ موت کے منہ میں آ کو داہوں۔"

"اب بھی کچھ نہیں بگرا۔ زیر ولینڈ تمہیں خوش آمدید کہہ سکتا ہے۔"

"میں بھی دیر سے بھی سوچ رہا ہوں۔"

page # 177

"مگر مکاری نہیں چلے گی۔"

"ہاں اب تو واقعی نہیں چلے گی۔ اس سلسلے میں خاموشی ہی اختیار کر لاؤ بہتر ہے۔"

"مجھے یوقوف نہیں بناسکو گے۔"

"پھر تمہیں کس طرح مطمئن کیا جا سکتا ہے؟"

"میرے ہو جا۔ صرف میرے۔" وہ اس کے قریب ٹھکٹکی ہوئی جذباتی اندر میں بولی۔

"اے باپ رے۔ "عمران خوفزدہ انداز میں چیچھے بہت گیا۔
"میں تمہیں مارڈا لوں گی جیسے اسے مارڈا الا ہے"۔

"تو بتاؤں نہ کہ کوئی کسی کا کیسے ہوتا ہے۔ یہ سامنہ میری بجھ میں کبھی نہیں آئی"۔

"میرا مضکمہ مت اڑا"۔ تھریسا نے کھسپا نے انداز میں کہا پھر غصیلی آواز میں بولی۔ "اس سے کہو کہ کرسی سے نیچے اڑ
آئے۔ کرسی نہیں رہے گی اور یہ جنگلی نہیں میری واپسی کے منتظر ہیں گے"۔

یک بیک ہام ساتھ اٹھا کر بولا۔ "ہم کہیں بھی نہ جائیں گے۔ تم پاگل ہو گئے ہو"۔

"آہ تو کیا وفینے حاصل کیئے بغیر ہی واپس چلے جا گے"۔ عمران نے تلخ بجھ میں کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے یہاں سے کوئی نہیں لے جاستا"۔

"کوئی بھی نہیں جائے گا۔ کوئی بھی نہیں جائے گا"۔ ہام کے دوسرا ساتھ بھی چیختے گئے۔

"یہ پاگل پن ہے کہ ہم کسی کے قیدی نہیں"۔ ہام نے کہا۔

"اوہ ا تو تم مجھے قیدی سمجھتے ہو۔ حالانکہ اس وقت بھی آن واحد میں تم سبھوں کا خاتمہ کر سکتی ہوں"۔

"ہام عقل کے ناخن لو"۔ صدر بولا۔ "اس کے علاوہ اور کوئی چار نہیں۔ دوسری صورت میں ایزیاں رگڑ رگڑ کر مرا

پڑے گا۔ تم نہیں جانتے یہاں ان لوگوں نے اسی

page # 178

طرح مہذب دنیا کے لوگوں کی بستیاں بنائی ہیں جو اس پر آمادہ نہیں ہوتے وہ اسی آدمی کی طرح بحکمت پھرتے ہیں
جسے صالح پرمورن کے ساتھیوں نے مارڈا لاتھا"۔

ہام خاموش ہو گیا۔ صدر نے یہ سب کچھ بلند آواز میں کہا تھا تاکہ دوسرے بھی سن سکیں۔ پھر وہ آپس ہی میں سرگوشیاں
کرتے رہے۔ صدر یا عمران کو مخاطب کر کے کسی نے کچھ نہیں کہا۔

ڈیزی عمران کی ہدایت پر کرسی سے اڑ آئی تھی۔ تھریسا نے کہا "اب ہمیں کچھ دور پہاڑ پر چڑھنا ہو گا۔ میں نہیں بھت
کریں یاڑ کی اوپر جا سکتی گی"۔

"پھر کیا خیال ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"یہ ڈھونگ اب ختم کرو۔ میں نہیں چاہتی کہ فوراً ہی تم پر کوئی مصیبت مازل ہو جائے۔

"کیا ان جنگلیوں کی موجودگی ہی میں؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"نہیں اور چل کر تم بونا کی قوت سے نہیں نکلا سکو گے۔ پھر خون تو اہوت کے منہ میں کو دپڑنے سے کیا فائدہ ہے۔"

پچھے دیر بعد وہ سب چڑھائی پر نظر آئے۔ جنگلی یچھے ہی رہ گئے تھے۔ ان میں سے کسی نے بھی آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"برہما بفاراڑ پھیلایا ہے تم لوگوں نے" عمران بولا۔

"ہم ساری دنیا میں حسب ضرورت مختلف ذرائع استعمال کرتے ہیں۔"

جوزف جو شپیڈالی کی پیتاں چاچا کر چوس رہا تھا اس نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔

"مگر میں نے دنیا کے کسی حصے میں کوئی ایسا نظام نہیں دیکھا جہاں شراب پر تو پابندی ہو لیکن تاڑی حلال سمجھی جائے۔ کیا اس میں نہ ہوتا؟"

"اوہ! تم نے درختوں پر ہاندیاں لٹکی دیکھی ہوں گی۔ مگر وہ پینے کے لیے نہیں ہوتی۔ وہ تو اس میں چاول بالاتھ ہیں۔"

page # 179

"تاڑی کے چاول"۔ جوزف ہوت چاٹنے لگا۔

صدر مو زیکا کے لیے معموم تھا۔ وہ اسے کبھی اچھی نہیں لگی تھی اس کے خلاف وہ عموماً شدید ترین جھلابت اور نفرت میں بیتلارہتا تھا لیکن اس کی اچانک موت اسے گرا گز ری تھی۔ اگر وہ عمران کی جگہ ہوتا تھیں طور پر تحریریہ کی گروہ مژوڑ کر کر کھو دیتا لیکن عمران معلوم نہیں کیا سوچ رہا تھا۔ اس نے اس وقت تو اس کے چہرے پر گھرے ناسف کے آثار دیکھے تھے جب وہ مو زیکا کی لاش کسی گڑھے میں رکھ کر اوپر واپس آیا تھا مگر اب یہ کہنا دشوار تھا۔ کہ اس کے ذہن کے کسی گوشے میں مو زیکا کی وہندی سی پر چھائیں بھی باقی ہو۔ وہ اس کی تاتاں سے بنس کر گنگلوکر رہا تھا۔

پچھے بلندی پر پہنچ کر وہ ایک ایسی چنان کی اوٹ میں آگئے جس کا سلسہ دو تک پھیلا ہوا تھا اور یہاں یچھے سے دیکھ لیتے جانے کا بھی امکان نہیں تھا۔

اس لیے تحریریا رکتے ہوئی بولی۔

"بس اب یہیں مجھے اپنے لباس میں آ جانا چاہیئے۔"

صدر کو عمران کی آنکھوں میں متفاہ کیفیتیں نظر آئیں۔ جیسے وہ خود کو حالات کے دھارے پر بہنے دینا بھی چاہتا ہو اور دوسری طرف یہ بھی چاہتا ہو کہ حالات کے خلاف اس کی جدوجہد جاری ہی رہے۔ غالباً اس مرحلے پر اس کی قوت فیصلہ ہی جواب دیتی جا رہی تھی۔ تحریریا کے ہاتھ کھول دیئے گئے۔

تحریریا نے عصا کے لیئے ڈیزی کی طرف ہاتھ برداشتیاں لیکن عمران نے اس سے پہلے ہی اس پر قبضہ کرتے ہوئے کہا۔ "یوں نہیں! میں اسے تابیں استعمال ہی نہیں رہنے دوں گا"۔

اس نے اس کے نچلے سرے کو گھما شروع کیا جلدی وہ کسی پیچدار وہکن کی طرح الگ ہو گیا۔ پھر صدر نے دیکھا کہ اس نے اس کے اندر سے شیشے کی ایک تی نکالی اس میں بزرگ کاسیاں بھرا ہو اتھا۔ "ارے۔ ارے۔" تحریریا نے اس کی طرف بڑھنے کی بڑی کوشش کی تھی لیکن جوزف

page # 180

جھپٹ کر بیچ میں آگیا اور دانت نکال کر بولا "نہیں میدم اب اس۔۔۔ کی باتوں میں دخل دینے سے بدھضی ہو جاتی ہے"۔

عمران اس نکلی کو بہت احتیاط سے جیب میں رکھ چکا تھا پھر اس نے عصا اس کی طرف برداشتیا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ برداشتی رہی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار بھی تھے۔ اور پیشانی پر سلوٹیں بھی ابھر آتی تھیں۔ یک بیک پشت سے کسی کے ہٹنے کی آواز آتی۔ اور وہ چونک کرمزے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک پستہ قد جنگلی کھڑا بنس رہا تھا۔

تحریریا نے دھاڑ کر اس سے کچھ کہا لیکن جنگلی نے اگر ڈیزی میں جواب دیا۔ "ما اتحریریا! اخفاہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تو صرف یہ دیکھنے چلا آیا تھا کہ اب عشق کس منزل میں ہے"। تحریریا نے متغیرانہ اندر میں پیکیں جھپکائیں۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کتم نے اس عورت کو کیوں مارڈا۔" جنگلی نے پوچھا۔ "خاموش ہو۔" تحریریا غرائی۔

"اپنے ہاتھ گرفتاری کے لیئے پیش کرو تحریریا"! جنگلی نے سرد لبجھ میں کہا۔ "تم نے زیر ولینڈ سے غداری کی ہے۔ ذاتی پر خاش کی بنا پر تم نے ایک ایسی عورت کو مارڈا جو زیر ولینڈ کے کام آتی"۔